دیوانِ فرید کا پہلا منظوم اردو ترجمہ

فیضانِ فریدؒ

سرائیکی وار دو ادب کا اولین منفرد شہ پارہ

مترجم

سید تابش الوری

(تمغہ امتیاز)

اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

دیوانِ فرید

کا پہلا منظوم اُردو ترجمہ

فیضانِ فرید

سرائیکی واُردو ادب کا اوّلین منفرد شہ پارہ

مترجم

سیّد تابش الوری

(تمغۂ امتیاز)

بسم الله الرحمن الرحيم

دیوانِ فرید

کا پہلا منظوم اُردو ترجمہ

فیضانِ فرید

سرائیکی واُردو ادب کا اوّلین منفرد شہ پارہ

مترجم

سیّد تابش الوری

(تمغۂ امتیاز)

جملہ حقوق بحق اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور محفوظ ہیں

کتاب عظیم دوست ہے

ضابطہ:

نام کتاب:	فیضانِ فرید
مترجم:	سیّد تابش الوری
کمپوزر:	سیّد اظہار علی
گرافکس:	حافظ عبدالرشید
اہتمام:	فرید چیئر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور
پبلشرز:	یونیورسٹی پرنٹنگ پریس، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور
سالِ اشاعت:	۲۰۲۳ء

انتساب

میں اپنی اس منفرد کتاب کا انتساب

ہم سب کی اور خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ کی ممدوح ومحبوب ہستیوں

اللہ رحیم وکریم، اس کے نبیٔ آخرالزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم،

انبیائے عظام، صحابہ ذوالاحترام، اہلِ بیت کرام اور

امام الشہدا سیّدنا حسین علیہ السلام کے بعد نام بنام حضرت ابن العربی،

بایزید بسطامی، منصور حلاج، غوث اعظم عبدالقادر جیلانی، جنید بغدادی،

حافظ ابن قیم، سرمد شہید، شفیق بلخی، شمس تبریز، فریدالدین گنج شکر، بختیار کاکی،

معین الدین چشتی، نظام الدین اولیاء اور فخر جہاں

کے نام کرتا ہوں

جن سے اُنھوں نے دینی، ایمانی اور روحانی کسبِ فیض کیا اور پھر اسے بڑی

خوب صورتی سے اپنی رنگا رنگ کافیوں میں سمو دیا۔

فہرست

نمبر شمار	عنوان		صفحہ نمبر
۱	دیوانِ فرید سے فیضانِ فرید تک	سیّد تابش الوری	۱۵
۲	قابل فخر کارنامہ	انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب	۲۸
۳	فیضانِ فرید	ڈاکٹر جاوید حسان چانڈیو	۳۰
۴	''فریدیات'' میں ایک گراں قدر اضافہ	خواجہ طاہر محمود کوریجہ	۳۴
۵	''دیوانِ فرید'' کا سُرخرو مترجم۔ سیّد تابش الوری	مجاہد جتوئی	۴۰
۶	''فیضانِ فرید''	ڈاکٹر نصر اللہ خان ناصر	۴۶

کافیاں

کافی نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	کافی نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱	مکھ موڑا	۴۹	۲	انہد مُرلی شور مچایا	۵۱
۳	بن دلبر شکلِ جہان آیا	۵۳	۴	تو بھی ہوا کیا	۵۵
۵	تورے نیناں تیر چلائیں	۵۷	۶	چُوڑا منگا دے جیسلمیر کا	۵۹
۷	حسن قبح سب مظہر ذاتی	۶۰	۸	درد اندر کی پیڑ	۶۱
۹	دل کا دوست ہمارا	۶۲	۱۰	سنگ ہمارے ہر دم رہنا	۶۳
۱۱	سانول پُنل	۶۴	۱۲	سانول سدھارا	۶۵
۱۳	عشق لگا گھر بھولا	۶۷	۱۴	یار کا نامہ بر	۶۸
۱۵	کیا میں حال سناؤں دل کا	۶۹	۱۶	ظلمی سجن	۷۱
۱۷	بھینسوں کا پیارا چرواہا	۷۲	۱۸	دنداسہ ملتے	۷۳
۱۹	نامِ خدا	۷۴	۲۰	سوہنے کا انداز	۷۶
۲۱	ہائے بروچل	۷۸	۲۲	میں دُکھیا	۷۹
۲۳	سن سمجھ اے زاہد	۸۰	۲۴	قسم خدا کی	۸۴

کافی نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	کافی نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۲۵	ہوئی عشق سے اپنی یوں سنگت	۸۵	۲۶	میرا سجنا	۸۶
۲۷	یار مسافر	۸۷	۲۸	یار سجن	۸۹
۲۹	چھوڑ دے جھوٹی باتیں	۹۱	۳۰	حُسنِ اَزل	۹۲
۳۱	سُن ری سہیلی	۹۴	۳۲	یار کو رکھ مسجود	۹۵
۳۳	دل ہم سے کیوں پھیرا	۹۶	۳۴	ہے پردیس سے پیار	۹۷
۳۵	بن دلبر کے آہیں بھر کر	۹۸	۳۶	چھوڑ کے سجنا	۱۰۰
۳۷	کس لئے	۱۰۱	۳۸	ساتھ، جنم سے	۱۰۳
۳۹	درد پرانا	۱۰۴	۴۰	بے شک جانا	۱۰۶
۴۱	ترے بغیر	۱۰۷	۴۲	تھل میں جہاں دڑیوں ہے یار	۱۰۸
۴۳	چوری بدی سے استغفار	۱۱۰	۴۴	جیون کے دن ڈھائی	۱۱۱
۴۵	دلڑی درد سے ہاری	۱۱۳	۴۶	دکھ ہیں سینگی سہیلی	۱۱۵
۴۷	چلا ذرا رتھ ہولے ہولے	۱۱۶	۴۸	نینن کے تیر	۱۱۷
۴۹	جان جلے	۱۱۸	۵۰	عین ظہور	۱۲۰
۵۱	عشق بہت مُنہ زور	۱۲۲	۵۲	ہر جا عین حضور	۱۲۳
۵۳	کہاں پاؤں یار	۱۲۴	۵۴	ایسا نہ ہو، دل گھبرا جائے	۱۲۶
۵۵	نہ کر بے پروائی	۱۲۷	۵۶	سجنا کیچ نہ جانا	۱۲۹
۵۷	عشق نے کیسی چوٹ لگائی	۱۳۰	۵۸	اور یہ کیا دُکھڑے	۱۳۱
۵۹	نہ مار نینن کے تیر	۱۳۲	۶۰	ہر صورت اظہار	۱۳۴
۶۱	دیس بیگانہ	۱۳۵	۶۲	عشق میرا	۱۳۷
۶۳	لاج کی شال	۱۳۸	۶۴	ہم تو ہیں قلندر روز و شب	۱۳۹
۶۵	چین نہیں لینے دیتی	۱۴۱	۶۶	دل نے لگائی گھات	۱۴۲
۶۷	موری دلڑی	۱۴۳	۶۸	تنہا چھوڑ کے	۱۴۴
۶۹	سوچ آنے کی سانول	۱۴۵	۷۰	بندرا بن	۱۴۷

کافی نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	کافی نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۷۱	دیس کو رونق دے	۱۴۸	۷۲	ذات عمل ہر شے	۱۴۹
۷۳	چھوڑ تمنا غیر خدا کی	۱۵۰	۷۴	سن یار پرانی چوٹ	۱۵۱
۷۵	کیچ گئے	۱۵۳	۷۶	کیوں تو فرد	۱۵۵
۷۷	مِل مہینوال	۱۵۶	۷۸	سانوریا	۱۵۷
۷۹	سپاہی رے	۱۵۸	۸۰	پیر مغاں کے ہاتھوں	۱۵۹
۸۱	دُکھ کی جائی میں	۱۶۰	۸۲	بے گنتی دُکھ	۱۶۱
۸۳	عشق انوکھا مشکل	۱۶۳	۸۴	ہر شے	۱۶۴
۸۵	بے حد عرشی بھید بتاؤں	۱۶۶	۸۶	آج تو گہنے خوب سجے ہیں	۱۶۷
۸۷	آج کجاوے اچھے لگے ہیں	۱۶۹	۸۸	بدمست قلندر	۱۷۱
۸۹	سوہنے سائیں	۱۷۲	۹۰	آ جا سجنا	۱۷۳
۹۱	اے حُسن حقیقی نورِ اَزل	۱۷۴	۹۲	سجنا ادا کس سے سیکھی ہے	۱۷۷
۹۳	بُری بیزار ذاتوں سے	۱۷۹	۹۴	ھٰذا جنون العاشقین	۱۸۱
۹۵	روتے روتے عمر بتائی	۱۸۳	۹۶	بے رنگے محبوب	۱۸۴
۹۷	روؤں تکوں میں	۱۸۵	۹۸	عشق کے اوکھے پینڈے	۱۸۷
۹۹	دُکھ سے مات	۱۸۸	۱۰۰	اسرارِ یار	۱۸۹
۱۰۱	درشن کے بِنا اَکھیاں ترسیں	۱۹۱	۱۰۲	عشق نے بھڑکائی اَگ سائیں	۱۹۲
۱۰۳	دل مست محوِ خیال	۱۹۳	۱۰۴	غم لایا اِس حد تک سائیں	۱۹۴
۱۰۵	دُکھ ڈھیر سکھ سے بیر ہے	۱۹۵	۱۰۶	دُکھ اپنی تقدیر	۱۹۶
۱۰۷	دن فرقت کے	۱۹۷	۱۰۸	عشق کے دُکھڑے	۱۹۸
۱۰۹	سجنا شوقِ دید	۱۹۹	۱۱۰	دن اور رات صحبتیں شامیں	۲۰۰
۱۱۱	دن اور رات دکھوں میں	۲۰۱	۱۱۲	چُنری اشک خوں رنگوں میں	۲۰۲
۱۱۳	خون کے آنسو	۲۰۳	۱۱۴	روؤں صبح و شام	۲۰۵
۱۱۵	روہی میں ساون	۲۰۶	۱۱۶	ساری عمر بتا کے	۲۰۸

کافی نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۱۷	ساون میگھ ملہاراں	۲۰۹
۱۱۹	مسلک منصوری	۲۱۲
۱۲۱	پیارے اشارے	۲۱۵
۱۲۳	عشق عجب	۲۱۷
۱۲۵	گیا وقت	۲۲۰
۱۲۷	سرخ سدا متوالی آنکھیں	۲۲۲
۱۲۹	عشق کے گھاٹے	۲۲۴
۱۳۱	ماہی! مِل	۲۲۶
۱۳۳	یار گیا پردیس	۲۲۹
۱۳۵	وے میاں	۲۳۱
۱۳۷	سانجھ سویرے کس دم چل دیں	۲۳۴
۱۳۹	ہر جا حُسن اَزل ہے	۲۳۶
۱۴۱	ایک ہی راز کھلا	۲۳۸
۱۴۳	عشق میں کیا ہے رس	۲۴۰
۱۴۵	صدقے قرباں	۲۴۲
۱۴۷	دیکھی یار بھلائی	۲۴۴
۱۴۹	جذبۂ عشق	۲۴۶
۱۵۱	ہر دل کا دل دار	۲۴۸
۱۵۳	صدقے صدقے	۲۵۱
۱۵۵	جیتے جی پہنچا ہوں مکّے	۲۵۴
۱۵۷	خود ہی بنایا یار	۲۵۷
۱۵۹	سیج گلوں کی	۲۶۲
۱۶۱	چہرہ آج کھلا بدلا ہے	۲۶۴
۱۱۸	سجن تجھ بن	۲۱۱
۱۲۰	ہوت سدھارے	۲۱۳
۱۲۲	سینہ چھلنی	۲۱۶
۱۲۴	عشق بھلائے سب طاعات	۲۱۸
۱۲۶	چھوڑ کے تنہا	۲۲۱
۱۲۸	کون کرے انصاف	۲۲۳
۱۳۰	ماہی بِنا	۲۲۵
۱۳۲	میرا عشق بھی تُو	۲۲۷
۱۳۴	ناصح	۲۳۰
۱۳۶	روہی میں	۲۳۳
۱۳۸	پھر تم کیچ چلے ہو	۲۳۵
۱۴۰	ہر جا ذات پُنل	۲۳۷
۱۴۲	دل نے بدلی ہے لَے	۲۳۹
۱۴۴	اب عشق کرے ہے تنگ	۲۴۱
۱۴۶	تم بے شک اصل جہان کے ہو	۲۴۳
۱۴۸	یار ترت آ	۲۴۵
۱۵۰	عشق نِگوڑا	۲۴۷
۱۵۲	پیارے جانا ٹھیر گیا ہے	۲۴۹
۱۵۴	عشق کا جلوہ	۲۵۲
۱۵۶	بارِ عشق	۲۵۶
۱۵۸	کرشن جی نے بَن میں	۲۶۰
۱۶۰	خواہش دیدار	۲۶۳
۱۶۲	ہجر کی رُت	۲۶۵

کافی نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۶۳	پھڑ کے آنکھ	۲۶۷
۱۶۵	ماگھ کی گیارہ	۲۷۰
۱۶۷	آنگن آج بہت بھائے ہے	۲۷۴
۱۶۹	ایک الف کافی رے میاں جی	۲۷۶
۱۷۱	اَلْیَوْمَ بَصَرُکَ حَدِیْد	۲۷۹
۱۷۳	یہ عشق نہیں	۲۸۲
۱۷۵	نازانداز	۲۸۵
۱۷۷	عشق نے ڈالے پھندے	۲۸۸
۱۷۹	باڑ بسائے	۲۹۰
۱۸۱	پیت کے پینڈے	۲۹۴
۱۸۳	پُر وحشت روہی	۲۹۹
۱۸۵	چوٹ پرانی	۳۰۲
۱۸۷	پیا کی آس	۳۰۶
۱۸۹	عشقِ تپاں	۳۰۸
۱۹۱	تجھ بن موت بھلی	۳۱۰
۱۹۳	عشق نبھاؤں گی	۳۱۳
۱۹۵	ٹوبھا بالا اعلیٰ	۳۱۶
۱۹۷	ٹوبھا بنا دے ملہیر میں	۳۱۸
۱۹۹	دنیا وہم خیال وخواب	۳۲۲
۲۰۱	جھونپڑی بنائیں	۳۲۵
۲۰۳	چُوڑی، چُوڑے	۳۲۷
۲۰۵	دلڑی درد سے ٹکڑے ٹکڑے	۳۳۰
۲۰۷	دلڑی ہو یا نظریں	۳۳۲

کافی نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۶۴	ماگھ کی نو	۲۶۸
۱۶۶	پیلوں	۲۷۲
۱۶۸	ملنے کو ہے سجنا	۲۷۵
۱۷۰	اللہ ملائے	۲۷۸
۱۷۲	اہلِ درد کے ڈیرے	۲۸۰
۱۷۴	نشیلے دن	۲۸۳
۱۷۶	دفع! مگھیانہ	۲۸۷
۱۷۸	بِنا سجنوا	۲۸۹
۱۸۰	بے صورت، صورت	۲۹۲
۱۸۲	پورب کی پُروا	۲۹۸
۱۸۴	غم پل پل	۳۰۰
۱۸۶	پورب کی پُروا لہرائے	۳۰۴
۱۸۸	سوزِ عشق	۳۰۷
۱۹۰	تجھ بن حضرت یار	۳۰۹
۱۹۲	پیارے چرواہے	۳۱۲
۱۹۴	تیرے بِنا ساجن	۳۱۵
۱۹۶	ٹوبھا بنوا دے	۳۱۷
۱۹۸	مورے جنم پر	۳۲۰
۲۰۰	جی میں اُداسی	۳۲۴
۲۰۲	جوتشی	۳۲۶
۲۰۴	درد پھرا پنے پلّے	۳۲۹
۲۰۶	دلڑی بچاری	۳۳۱
۲۰۸	دِلے دَارم	۳۳۳

کافی نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	کافی نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۲۰۹	دل دم دم تڑپا جائے	۳۳۵	۲۱۰	دم مست قلندر	۳۳۶
۲۱۱	دن رات دل حیران	۳۳۷	۲۱۲	دل کی بربادی	۳۳۸
۲۱۳	عشق عیاں	۳۳۹	۲۱۴	دُکھ سینے پر	۳۴۰
۲۱۵	دُکھیا دلڑی	۳۴۱	۲۱۶	عشق ستائے	۳۴۳
۲۱۷	رانجھن اپنایا	۳۴۵	۲۱۸	میرا رانجھن	۳۴۶
۲۱۹	روتے عمر گزاری	۳۴۸	۲۲۰	روتے عمر بتائی	۳۴۹
۲۲۱	روہی کی بارش	۳۵۰	۲۲۲	میرا دل لوٹا دے	۳۵۲
۲۲۳	ساون	۳۵۳	۲۲۴	سب راز رموز	۳۵۴
۲۲۵	ہر صورت اُس کی	۳۵۶	۲۲۶	ہر صورت میں رستا بستا	۳۵۷
۲۲۷	بچھڑے سجن	۳۵۸	۲۲۸	سسّی	۳۵۹
۲۲۹	شوق جلائے	۳۶۰	۲۳۰	دُکھڑے سوز جلائے	۳۶۱
۲۳۱	تم بھی سنو روسنگھرو	۳۶۳	۲۳۲	سُکھ کے خواب	۳۶۴
۲۳۳	شگن اچھا	۳۶۵	۲۳۴	نَحْنُ اَقْرَبُ	۳۶۶
۲۳۵	ساجن بِنا	۳۶۷	۲۳۶	سیج سجائے	۳۶۹
۲۳۷	رانجھا البیلا	۳۷۰	۲۳۸	شاہ رانجھا البیلا	۳۷۲
۲۳۹	صبح صادق	۳۷۳	۲۴۰	عشق انوکھی پیڑ	۳۷۴
۲۴۱	عشق نرالی پیڑ	۳۷۵	۲۴۲	عشق چلائے تیر	۳۷۷
۲۴۳	غمزے چھیڑیں جنگ	۳۷۸	۲۴۴	قائیں قائیں کا گا شور مچاتا ہے	۳۷۹
۲۴۵	گزر گئی گزران	۳۸۰	۲۴۶	تیز نظارے	۳۸۲
۲۴۷	کس دھرتی سے آئے ہو	۳۸۳	۲۴۸	غیر سے جی اُچٹے	۳۸۴
۲۴۹	درد کی ماری	۳۸۵	۲۵۰	کیا فکر جو بات اپنی نہ بنی	۳۸۷
۲۵۱	کیسا مشکل عشق لیا ہے	۳۸۹	۲۵۲	چھوڑ دیا صحرا میں	۳۹۱
۲۵۳	کیا رِیت پریت سکھائی	۳۹۲	۲۵۴	عشق الاوَ بھڑکا	۳۹۳

کافی نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	کافی نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۲۵۵	مجھ کو بہا کے چھوڑا اکیلا بیچ بھنور کے	۳۹۴	۲۵۶	تتڑی دلڑی دُکھڑے ماری	۳۹۶
۲۵۷	عشق لگانا	۳۹۸	۲۵۸	نیناں روکے سے نہیں رُکتے	۴۰۱
۲۵۹	نین میں نیر عجیب	۴۰۲	۲۶۰	برسو برسو! ری اکھیو!	۴۰۳
۲۶۱	وصل و ہجر ہیں یکساں	۴۰۵	۲۶۲	پھر بس بسا	۴۰۶
۲۶۳	واہ حضرت عشق مجازی	۴۰۷	۲۶۴	دلبر کی یاری	۴۰۹
۲۶۵	دل افسردہ	۴۱۰	۲۶۶	ایک الف	۴۱۱
۲۶۷	اِک ہے اِک ہے	۴۱۲	۲۶۸	اب میں رانجھن آپ	۴۱۴
۲۶۹	عرب سے جدائی	۴۱۵	۲۷۰	یاد آتے ہیں	۴۱۷
۲۷۱	یار	۴۱۸			

دیوانِ فرید سے فیضانِ فرید تک

سیّد تابش الوری

خواجہ فریدؒ سرائیکی زبان وادب کے شہنشاہِ معظم اور خطے کے ایک زندہ و پائندہ عظیم صوفی شاعر ہیں۔ ایسے شاعر جو طویل عہد کے بعد اُفق عالم پر روشن ہوتے ہیں اور پھر عہد دَر عہد جگمگاتے رہتے ہیں۔

دنیا میں مختلف مراتب و مدراج کی شخصیات جنم لیتی ہیں، کچھ شخصیتیں بڑی ہوتی ہیں مگر گم نام رہتی ہیں، کچھ شخصیتوں کی شہرت ان کی زندگی تک برقرار رہتی ہے، کچھ شخصیتوں کے تذکرے ان کے مرنے کے بعد کچھ عرصے تک جاری رہتے ہیں مگر کچھ شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جو مرنے کے بعد بھی مسلسل زندہ رہتی ہیں۔

خواجہ فریدؒ انہی شخصیتوں میں سے ایک نابغہ رُوزگار شخصیت ہیں۔ جو خطہ بہاول پور کے اُفق پر مدتوں بعد سورج کی طرح طلوع ہوئی اور آئندہ صدیوں تک بدستور تابندہ، زندہ اور رخشندہ رہے گی۔

خواجہ فریدؒ اوّلین لسانی مجتہد ہیں، وہ ان ماہرین زبان میں سے ہیں جو اپنی زبان کی قوت سے نشوونما پاتے، اُبھرتے اور نکھرتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی تخلیقی قوت سے اپنی زبان کو نیا رنگ و آہنگ دے کر اسے مزید قدآور، طاقت ور، وسعت پذیر اور ہمہ گیر کر دیتے ہیں۔ خواجہ غلام فرید نے یہی کارنامہ انجام دیا ہے اور سرائیکی کی جہات ولغات کو نئی وسعت بخش کر لسانیات کی تاریخ میں اسے عظمت کے ممتاز مقام پر فائز کر دیا ہے۔

خواجہ صاحب ایسے قادر الکلام ہیں کہ الفاظ ان کے سامنے دست بستہ نظر آتے ہیں۔ وہ کسی بھی زبان کے کسی بھی لفظ کو سرائیکی مالا میں پرو دیں تو وہ موتی کی طرح جگمگانے لگتا ہے اور سرائیکی کے لفظ و معنی کو تراش خراش کر جس پیکر میں ڈھال دیں وہ وہیں سج جاتا ہے۔

ایک سچا اور زندہ شاعر اپنے وسیب، اپنے اردگرد پھیلی زندگی اور اپنی روایات و رجحانات کو اپنی شاعری میں محفوظ کر دیتا ہے۔ خواجہ غلام فریدؒ نے بھی اپنے عہد، اپنے خطے، اپنی تاریخ، اپنی تہذیب، اپنی معاشرت، اپنی ثقافت، اپنے مطالعے، اپنے مشاہدے اور اپنے تجربے کو اپنی شعری زبان میں زندۂ جاوید کر دیا ہے۔ ان کی کافیاں ان کے دور کی سچی تصویریں ہیں جن میں جیتے جاگتے انسان ان کے مذاہب، عقائد، ان کے جذبات، احساسات، ان کا عشق حقیقی، ان کا عشق مجازی، ان کا ہجر، ان کا وصال، ان کے دکھ اور ان کے سکھ سانس لیتے دکھائی دیتے ہیں۔

ذات اور کائنات کی ترجمانی کے حوالے سے خواجہ فرید کی شاعری کا ایک منفرد امتیاز اور تخلیقی کمال روہی چولستان کی ہمہ جہت معجزانہ عکاسی ہے۔ انھوں نے جس گہرائی اور گیرائی سے روہی کی وسعتوں اور ندرتوں کا مطالعہ کیا اور جس اجمال و تفصیل سے ریت کے تودوں سے لے کر تپتی ہواؤں اور فضاؤں تک درندوں سے لے کر مویشیوں تک، پھولوں سے لے کر کانٹوں تک اور جڑی بوٹیوں سے لے کر جھاڑیوں تک چولستان کی جو منظر کشی کی ہے اس سے روہیلوں کی صحرائی زندگی امر ہو گئی ہے۔

خواجہ صاحب روہی کے پرستار ہیں۔ وہ مدتوں وہاں رسے بسے رہے یہاں تک کہ وہ روہی میں اور روہی ان میں ضم ہو کر رہ گئی۔ خواجہ صاحب کی کافیوں میں روہی کا ہر روپ جگمگاتا نظر آتا ہے۔ روہی کی آبادیاں، جھوکیں، ٹوبھے، ٹیلے، آندھیاں، بھیڑوں، بکریوں اور گایوں کے ریوڑ، اونٹوں کی قطاریں، ان کے گلے کی گھنٹیوں کی موسیقی، دودھ بلونے کا سرگم، نازک نازوجٹیاں،، ان کا ہار سنگھار، ان کی چُہلیں، بہار و خزاں، میگھ ملہار اور فراق و وصال

کے موسم ان کی شاعری میں تصویری منظر ناموں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ وقت، روہی کو چاہے جتنا بدل کر کچھ اور بنا دے لیکن خواجہ فرید کی شاعری روہی کو اس کے اصل نقش و نگار کے ساتھ ہمیشہ زندہ و تابندہ رکھے گی۔

خواجہ فرید بنیادی طور پر ایک دینی اور روحانی شخصیت ہیں، ایک بڑے مرشد کے بڑے پیروکار اور پھر خود ایک بڑے مرشد!

ایک خاص ذہنی و عملی ماحول میں نشو ونما پا کر سلوک و معرفت کے اسرار و رموز سے سرشار یہ شخصیت اپنے اظہار کے لیے تصوف کی زبان ہی اختیار کر سکتی تھی۔ سو اس نے اپنے پیش رو صوفی شعراء کی طرح یہی محفوظ راہ اپنائی اور اس نے اپنی شاعری کو معرفتِ الٰہی، عشقِ رسول، وحدت الوجود اور عرفانِ ذات و کائنات کی صوفیانہ کملی میں لپیٹ لیا۔

اس تخلیقی عمل سے جو جواہر پارے اُفقِ ادب پر اُبھرے انھوں نے دیدہ و دل کو مسلسل حیران رکھا ہے، ان کی نغماتی گونج آج بھی ہواؤں اور فضاؤں میں سنائی دے رہی ہے:

ہک ہے ہک ہے ہک ہے
ہک وی ، ہر دم سک ہے
کیا حال سناواں دل دا
کوئی محرم راز نہ ملدا
بن دلبر شکل جہان آیا
ہر صورت عین عیان آیا

میڈا عشق وی توں میڈا یار وی توں
میڈا دین وی توں ایمان وی توں
میڈا جسم وی توں میڈی روح وی توں
میڈا قلب وی توں جند جان وی توں

انہد مرلی شور مچایا
گُرنے پورے بید بتائے
عقل ، فکر سب فہم گمائے
مدہوشی وچ ہوش سکھائے
سارا سفر عروج سُجھایا
دم مست قلندر مست قلندر
مست و مست الستی
صاف مبّرا غیر خیالوں
پاک عیالوں ، آلوں مالوں
راسخ وجدوں ، ذوقوں حالوں
واہ واہ مستیں دی مستی

خواجہ فرید روحانیت کے ساتھ ساتھ رومانیت کے بھی ایک عہد آفریں اور سحر آگیں عظیم المرتبت شاعر ہیں۔ انھوں نے سرائیکی زبان وادب میں جہاں صوفیانہ شاعری کو معراجِ کمال پر پہنچایا ہے۔ وہیں رومانوی شاعری کو نئے اسالیب، نئی تراکیب، نئے خیالات، نئے احساسات، نئے لہجوں، نئے تجربوں اور نئے زاویوں سے رنگا رنگ کر دیا ہے۔

اپنے وسیب کی تہذیب و روایت اور ثقافت و معاشرت کے امتزاج کے ساتھ انسانی مزاجوں، رویوں اور رواجوں کو انھوں نے جس خوب صورتی سے عکس ریز کیا ہے اور نسائی جذبات کو جس نزاکت، لطافت، نفاست اور سلاست سے شعری سانچوں میں ڈھالا ہے اس سے ان کی شاعرانہ انفرادیت وعظمت اس مقام پر پہنچ گئی ہے جس کی اس سے پہلے سرائیکی شاعری کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی:

وچ روہی دے رہندیاں نازک نازو جٹیاں
راتیں کرن شکار دلیں دے ڈیہاں ولوڑن مٹیاں

میں تا تیکوں منتاں کردی
سانول اسانول بھال
آ چنوں رل یار پیلوں پکیاں نی وے
وے توں سانولا! نہ مار نیناں دے تیر
اکھیاں شرکارن نت بکھیاں ، ہن پاپی بے پیر
رتھ دھیمیں دھیمیں ٹور
میڈا دستہ ہے نرم کرور دا ، منّاں ونگیں لگم ٹکور

مجھے یہ ماننے میں کوئی باک نہیں کہ خواجہ غلام فرید بلاشبہ ایک ہمہ جہت شاعر ہیں جنھوں نے شاعری کے سارے دلکش رنگوں اور خوشبوؤں کو اپنی شاعری میں ہم آہنگ کیا ہے۔ان کا آفاقی کلام، انسانی عظمت، انسانی محبت، انسانی خدمت، انسانی رواداری اور انسانی تکریم کا موثر پیام ہے جس سے وہ ہمارے ہی نہیں سارے کے سارے جہان کے شاعر بن گئے ہیں:

ہمارے دل کے دریچوں کو کون کھولتا ہے
ہر ایک سمت سے آئی صدا ، فرید فرید

خواجہ غلام فرید کی حیات وصفات، عظمت وانفرادیت اور صوفیانہ وعاشقانہ شاعری کے یہ رنگا رنگ نقوش، دہائیوں سے میرے قلب وذہن پر ثبت رہے۔ان کی کافیاں کانوں میں رَس گھولتی رہیں اور ان کا ذکر وفکر روح کی پہنائیوں میں اُترتا رہا۔

سال ہا سال پہلے جب آتش جواں تھا مجھ میں ان کی حوالے سے تحقیقی کام کرنے کی لگن اس وقت پیدا ہوئی جب میری ملاقات ملک کے مشہور اور نابغہ براڈ کاسٹر جناب سیّد سلیم گیلانی سے ہوئی جو ریڈیو پاکستان کے سربراہ بھی رہے۔انھوں نے اپنے معجزہ کار ذہن سے ملکی نشریات کا دھارا بدل کر رکھ دیا تھا۔مہدی حسن، ریشماں، ترنم ناز اور غلام عباس

جیسے ممتاز گلوکارانہی کی دریافت ہیں۔وہ خود ایک قادرالکلام شاعر تھے۔''سیّدنا'' انہی کی نعتوں کا یادگار مجموعہ ہے۔گیلانی صاحب نے مختصر سی ملاقات کے دوران مجھ میں جانے ایسی کیا بات دیکھی کہ مجھے مخاطب کر کے کہنے لگے''شاعری میں لوگ اب محض تخلیقی جگالی کر رہے ہیں۔نوجوان! تم میں مجھے کچھ جوہر نظر آرہا ہے۔اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو تو کوئی منفرد کام کرو۔تمہارے علاقے کے ہی ایک بڑے سرائیکی شاعر ہیں خواجہ غلام فرید! انھیں کروڑوں لوگ بہت شوق سے سنتے ہیں لیکن سمجھتے بہت کم ہیں۔اُن کا منظوم اُردو ترجمہ کر ڈالو۔''

میں نے جوشِ جوانی میں اُس وقت بلا سوچے سمجھے حامی بھر لی لیکن جب ترجمہ کرنے بیٹھا تو دانتوں تلے زبان آ گئی۔یااللہ! میں یہ کیا وعدہ کر بیٹھا۔اِدھر اُدھر سے کچھ ترجمے ڈھونڈے۔خواجہ صاحب کی ایک خوب صورت کافی ہے''رتھ دھیمیں دھیمیں ٹور'' ترجمہ فرمایا گیا تھا''اے گاڑی بان! گاڑی کو دھیرے چلائیو۔'' آپ خود سوچیے کہاں رتھ اور دھیمیں دھیمیں کی ملائمت اور موسیقیت اور کہاں گاڑی اور گاڑی بان کی لفظی ثقالت! میں نے سوچا کہ سرائیکی زبان کی کوملتا،سندرتا اور مٹھاس کا نعم البدل عربی،ترکی،فارسی اور ثقیل اردو کا شکوہ لفظی نہیں ہوسکتا۔اردو اور ہندی کے آسان اور سادہ الفاظ البتہ ان کی جگہ خوب صورتی سے سموئے جاسکتے ہیں۔چنانچہ اسی طرز پر میں نے چند کافیوں کے منظوم ترجمے کیے جو مقبول بھی ہوئے،گائے بھی گئے اور ملتان سے مطبوعہ کتابچے''پریت مہار'' میں شائع بھی ہوئے لیکن آگے ہمت جواب دے گئی اور میں نے اس بھاری پتھر کو چوم کر چھوڑ دیا۔

چند برس پہلے کی بات ہے کہ میں محترم خواجہ طاہر محمود کوریجہ سے ملنے گیا تو انھوں نے پوچھا کیا آپ نے خواجہ فریدؒ کے دیوان کا میرا نثری اردو ترجمہ دیکھا ہے؟ میری نہیں پر وہ معذرت کرتے ہوئے اُٹھے اور میرے بارے میں جانے کیا کیا مبالغہ لکھ کر بڑے چھوٹے دونوں دیوان میرے حوالے کر دیئے۔

میں نے دیوان کھولا تو منظوم ترجمے کا پرانا وعدہ ایک کوندے کی طرح ذہن میں لپکا

اور اپنے گھر پہنچ کر پہلی ہی کافی پڑھتے ہوئے کسی نے میرے ہاتھ میں قرطاس وقلم پکڑا دیئے۔ میں نے بڑی حیرانی کے ساتھ نہایت آسانی سے ایسا منظوم ترجمہ اُبھرتے دیکھا جس پر نظرثانی کی ضرورت بھی نہیں تھی۔

میں نے اپنے تمام حواس بیدار کر کے ترجمہ کاری کا سفر تو شروع کر دیا اور اپنی تخلیقی محنت ومہارت سے کئی سنگ میل بھی طے کر لیے لیکن جلد ہی میں نے محسوس کیا کہ کچھ سنگلاخ زمینوں کے بعد اب ایک بلند وبالا پہاڑی سلسلہ میرے سامنے تھا پہاڑ کاٹ کاٹ کر مجھے مجسّمے تراشنے تھے، خال وخد اور لب ورخسار اُبھارنے تھے، حسن وجمال کندہ کرنا تھا اور جذبات واحساسات کے نئے نئے رنگ بھرنے تھے۔ اس ہنرکاری میں میرے ذہن کی چھینی اور تخلیق کے اوزار بار بار کُند ہوتے رہے اور ترجمانی کی کرشمہ کار انگلیاں لحظہ بہ لحظہ فِگار ہوتی رہیں لیکن جب بھی دل ودماغ شل ہوتے، جسم تھک کر چُور ہوتا اور ہمت جواب دینے لگتی تو طلسماتی طور پر فیضان فرید نئی توانائیاں بخش دیتا اور ذہنی شکست، فتح میں تبدیل ہو جاتی، میں پھر سے تازہ دم ہو جاتا اور مشکلیں آسانیوں میں ڈھلتی محسوس ہونے لگتیں۔ ایک تو میں نے راستہ ہی کٹھن چن رکھا تھا اس پر مستزاد یہ کہ اپنے شوق آبلہ پائی میں خود ہی نئے نوکدار کانٹے بھی اور بچھا لیے۔ منظوم ترجمے کے لیے نہ یہ ضروری ہے اور نہ ممکن ہے کہ اصل شاعری کی بحروں اور زمینوں کو بجنسہٖ برقرار رکھا جائے لیکن جب میں نے دیکھا کہ خواجہ صاحب نے اپنی کافیوں کو شعوری کوشش سے موسیقیت کا خصوصی پیراہن دیا ہے یہاں تک کہ ہر کافی کے سر سنگیت اور راگ راگنی کا بھی تعین کر دیا ہے تو میں نے بھی حتی الامکان کوشش کی کہ کافیوں کی نغمگی سے ہم آہنگ ہوتے ہوئے اصل بحروں، قافیوں اور ردیفوں کے قریب قریب رہا جائے، ظاہر ہے کہ یہ فنی خارزاروں پر تخلیقی سفر کا انوکھا تجربہ تھا جس سے میرے فنی عرفان ووجدان کو پسینہ آ آ گیا مگر میں رکا نہیں۔

خواجہ صاحب کی مشکل پسند طبیعت نے ایک اور فنی تجربہ بھی روشناس کرایا ہے۔

آپ نے کئی کافیوں میں مطلع بند اور چوتھے مصرعے کا وزن الگ الگ رکھا ہے۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا ہے تا کہ ان کی شعری مماثلت ممکنہ طور پر برقرار رہ سکے۔

میں نے شدت سے محسوس کیا کہ خواجہ غلام فریدؒ لسانی اظہار کی ایک معجزہ کار شخصیت ہیں۔ ان کی آتش تخلیق کے سامنے لفظوں کے فولاد موم کی طرح پگھلنے لگتے ہیں۔ ان کے کمال کی ٹکسال، سکّے کی طرح جس لفظ کو جس طرح چاہے ڈھالتی چلی جاتی ہے اور جو صوتی و معنوی نغمگی عطا کرنا چاہے کرتی چلی جاتی ہے۔

خواجہ صاحب کی قادرالکلامی کے باعث ترجمہ کرتے وقت بہت سے مقامات پر جان لبوں پر آ گئی اور ترجمے کی زبان گنگ ہوگئی، یا اللہ اب کیا ہوگا؟ یہ ہمالہ کیسے سر کیا جائے گا؟ مگر ہر بار شاید ماورائی تخلیقی قوت بروئے کار آئی اور مشکل آسان ہوتی محسوس ہونے لگی۔

ترجمہ نگار اور تنقید شعار بہتر طور پر جانتے ہیں کہ ترجمہ کتنا جان جوکھوں کا کام ہے ''اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے'' میں نے یہ فریضہ ادا کرتے وقت نہ صرف شعر کا حقیقی مفہوم منتقل کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ اکثر و بیشتر فریدی کافی کے خدوخال بحال رکھے ہیں جس سے خود میں ششدر رہا ہوں۔ اس حیرت زدگی میں مجھے بارہا محسوس ہوا جیسے میں نہیں لکھ رہا کوئی غیر مرئی قوت مجھ سے لکھوا رہی ہے۔

پھر میں نے یہ بھی سوچا کہ تخلیقی اپج شاید کسی بھی غیر معمولی کام کے لیے غیر معمولی صلاحیت اور بلند تر تخلیقی پرواز عطا کر دیتی ہے کیونکہ کئی بار ترجمہ کرنے کے بعد میں نے خود اپنے آپ سے پوچھا کہ یہ کیسے ہوگیا؟

یہ حیرت زدگی بھی طاری رہی اور ترجمے کی مشقِ سخن بھی جاری رہی۔ مہینوں برآمدے میں میری نشست و برخواست کم کم رہی اور میں اپنی مسہری سے لگا، گردوپیش سے بے خبر، ترجمہ کاری کی دُھن میں مگن رہا۔ اہلِ خانہ آتے، اپنی باتیں کرتے اور یہ کہتے ہوئے چلے جاتے کہ وہ ذہنی طور پر یہاں ہیں ہی نہیں۔

شاعرانہ سرمستی کی یہ کیفیت میرے غیر منقوط مجموعے ''سرکارِ دو عالمؐ'' کی تخلیق کے وقت ہوئی تھی یا اب دیوانِ فرید کا ترجمہ کرتے ہوئے اس عالم سے گزرنے کا تجربہ ہوا، یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ روحانی دنیا نے سرور و کیف کی ایک نئی روحانی دنیا کا نظارہ کرا دیا۔

قومی و بین الاقوامی سطح پر خواجہ غلام فریدؒ کی سرائیکی شاعری کی تفہیم و تشریح کے لیے نثری ترجمے کی ضرورت کب سے محسوس کی جا رہی تھی۔ آخر کار اس کی تکمیل اور اوّلیت و افضلیت کا سہرا جناب مولانا عزیز الرحمٰن کے سر بندھا جنھوں نے علامہ طالوت کی اعانت سے اردو میں ترجمہ کاری کا مہتم بالشان فریضہ ادا کیا۔ کسی مثال اور نمونے کے بغیر ایسے تخلیقی کام کے لیے غیر معمولی صلاحیت، ہمت اور محنت کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ انھوں نے ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اپنے اردو نثری ترجمے کو قصر فریدیات کا ایک بنیادی پتھر بنا دیا۔ بلاشبہ بعد میں اس حوالے سے کام کرنے والوں نے بہت سی غلطیوں اور کوتاہیوں کی نشان دہی کی اور اپنے مختلف نثری اردو ترجموں کو کئی اعتبار سے بہتر بھی بنایا مگر اساسی طور پر اسی سے استفادہ بھی کیا۔

مجموعی طور پر اب دیوانِ فرید کے جو اردو نثری تراجم ہوئے ہیں، مجاہد جتوئی صاحب کی توثیق کے مطابق ابتدا میں جناب انوار فیروز نے جزوی ترجمہ کیا تھا لیکن مکمل نثری ترجموں میں مولانا عزیز الرحمٰن کے علاوہ مولانا نور احمد فریدی، جناب مہر عبدالحق، جناب آصف خان لاہوری، جناب حمید اللہ ہاشمی، جناب صدیق طاہر، جناب طاہر محمود کوریجہ اور جناب مجاہد جتوئی کے ترجمے شامل ہیں۔ انگریزی جزوی ترجمہ نگاروں میں بریگیڈیئر نذیر علی شاہ، جناب نشتر غوری، جناب کرسٹوفر شیکل، جناب اسلم انصاری، جناب عامر حفیظ ملک اور جناب شیخ سعید کے نام ہیں جب کہ ڈاکٹر شہزاد قیصر اور جناب ریاض قدیر مکمل انگریزی ترجموں کا امتیاز رکھتے ہیں۔ منظوم جزوی اُردو ترجموں میں جن شعرائے کرام نے طبع آزمائی کی ان میں جناب میر حسان الحیدری، کشفی ملتانی، نور الزمان اوج، جناب شہاب دہلوی، جناب ظہور نظر، جناب ریاض انور اور دیگر نمایاں ہیں۔

نثری ترجموں میں ایک انتہائی اہم اور مختلف ترجمہ جناب طاہر محمود کوریجہ کا ہے جو خواجہ فریدؒ کے خانوادے کے فرد فرید ہونے کی وجہ سے دوسروں پر یک گونہ سبقت بھی رکھتے ہیں اور اسی باعث اپنے خاندانی وسائل اور مخطوطات سے استفادہ کرتے ہوئے اس سلسلے میں کچھ نئے کام کرنے اور نئے انداز و معیار متعارف کرانے میں کامیاب رہے۔ان کا ترجمہ تحقیق و تاریخ کے کئی زاویوں سے یقیناً ''ایک بڑا کام ہے جو فریدیات کے پس منظر و پیش منظر میں ہمیشہ ایک اہم حوالہ رہے گا۔

مجھے یہاں کھلے دل سے اعتراف کرنا ہے کہ میرے منظوم ترجمے کا بیشتر انحصار انہی کے دیوان فرید پر رہا ہے۔ میں نے مسلسل اس کا مطالعہ بھی کیا ہے اور اس سے استفادہ بھی کیا ہے، تاہم جہاں جہاں اشکال، ابہام یا اُلجھن پیدا ہوئی ہے دوسرے نثری ترجموں کو بھی دیکھ لیا ہے۔

خواجہ فریدؒ سرائیکی شعر و ادب کے تخلیقاتی ہمالہ ہیں انھیں سرائیکی کے علاوہ دوسری کئی زبانوں پر جو عبور اور قادر الکلامی حاصل تھی اس نے ان کی شاعری کو ہمہ صفت، ہمہ جہت اور ہمہ لغت بنا دیا ہے اسی لیے اس کی تفہیم بہت مشکل ہے۔نثری ترجموں کے مسلسل تجربوں نے اسے بلا شک نسبتاً آسان کر دیا ہے۔ میرے نزدیک ان تمام ترجموں کی اپنی اپنی جگہ الگ الگ اہمیت ہے جن میں یکے بعد دیگرے فریدی اسرار و رموز اور الفاظ و معانی کو سمجھنے کی راہ ہموار کی گئی ہے۔

خواجہ طاہر کوریجہ کے دیوان میں ترجمانی تجربوں کی کئی ایسی ہی خوبیاں یکجا نظر آتی ہیں جن سے انھیں ایک نئی انفرادیت حاصل ہو گئی ہے۔ان کا ترجمہ اختصار و جامعیت کا حسین امتزاج ہے، انھوں نے کافیوں کے مفاہیم کو (جہاں تک ان کے مزاج و رواج نے انھیں اجازت دی) نئی زبان دی ہے، ان کی تحریر بیشتر مرصع و مسجّع ہے جو فارسی و عربی کے شکوہ لفظی، تراکیب اور اسالیب کا ایک دلکش نمونہ ہے۔ کسی زمانے میں یہ بڑا پسندیدہ انداز

تھا مگر اب اردو زبان، تاریخ کے بہت سے نشیب و فراز اور واقعاتی انقلابات کے بعد نئے لسانی و انشائی سانچوں میں ڈھل کر ایک نئی مقبول صورت اختیار کر چکی ہے اور اگر کوئی بات عام فہم انداز میں کرنی ہو تو یہی زبان اپنانی ہوگی۔

خواجہ طاہر محمود کوریجہ سے استفادے کے ساتھ میں پورے دیوانِ فرید کا منظوم ترجمہ مکمل کر چکا تھا کہ مجھ پر تخلیقی آزمائش کی ایک نئی قیامت اس وقت ٹوٹی جب ماہر فریدیات جناب مجاہد جتوئی نے بہ نفسِ نفیس میرے گھر تشریف لا کر اپنا معرکۃ الآرا دیوانِ فرید بالتحقیق مجھے عطا فرمایا۔ نثری اردو ترجمے پر مشتمل تفہیم فرید کا یہ ایک ضخیم نیا صحیفہ تھا۔ جوں جوں ورق اُلٹتا گیا مجھ پر حیرت و مسرت کے نئے نئے در کھلتے چلے گئے۔ اصل میں، میں ایسا ہی لفظی ترجمہ چاہتا تھا۔ تفصیلی مطالعے کے دوران جہاں جہاں ضروری محسوس ہوا میں اپنے منظوم ترجمے میں تبدیلی کرتا گیا اور یوں مجھے اپنے کیے ہوئے تقریباً تمام کام کو نظرِ ثانی سے گزارتے ہوئے تخلیقی کرب کی نئی لذتیں سہنی پڑیں۔

جتوئی صاحب ہم سب کی بھرپور داد و تحسین کے مستحق ہیں۔ انھوں نے برس ہا برس کی محنت شاقہ، عرق ریزی اور دروں بینی سے الفاظ کے ماخذ، مخطوطاتی دیوانوں میں ان کے اندراج اور متعلقہ آبادیوں میں ان کے استعمال کے تناظر میں جو نتائج اخذ کیے اور لفظیات و موضوعات کی جو تفہیم و تفسیر کی وہ نہایت اہم تحقیقی تجربہ اور محنت و مہارت کا انمول نمونہ ہے۔ آنے والے محقق انہی راہوں پر چل کر نئے سنگ میل قائم کریں گے۔

تاریخ اور وقت ہر شعبے کے ارتقائی سفر کے لیے ہمیشہ آسائشیں اور شاہراہیں فراہم کرتے رہتے ہیں، نئے نئے لوگ اُبھریں گے، نئے نئے کام اور نئے نئے نثری و منظوم ترجمے ہوتے رہیں گے اور تحقیق و تخلیق مرحلہ در مرحلہ آگے بڑھتی رہے گی۔

میں مطمئن ہوں کہ میں نے اپنے حصے کا کام مکمل کر دیا ہے۔ یہ کیسا ہے؟ اور کس معیار کا ہے؟ اس کا تجزیہ و تصفیہ تو اہلِ کمال کریں گے۔ میرے لیے تو بصد عجز و نیاز یہی

اعزاز کم نہیں کہ تازہ ترین تحقیق کے تناظر میں میرا منظوم ترجمہ اس وقت قدیم و جدید نثری ترجموں کا ایک جدید ترین عکس ہے اور جناب مولانا عزیز الرحمٰن کے پہلے نثری ترجمے کی طرح پورے دیوانِ فرید کا میرا منظوم اردو ترجمہ بھی اوّلیت و انفرادیت کی مسند پر ہمیشہ فائز رہے گا۔

خواجہ غلام فریدؒ اس وقت قومی و بین الاقوامی سطح پر سرائیکی زبان و ادب کے سب سے بڑے شاعر ہیں۔ان پر دنیا بھر میں مختلف جہتوں، سمتوں اور زاویوں سے وسیع پیمانے پر تحقیقی و تخلیقی کام ہو رہا ہے۔شوق و ذوق کی یہ راہیں یونہی کھلتی رہیں گی اور فریدیات کے ارتقاء کی منزلیں سر ہوتی رہیں گی۔

اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور کی سب سے بڑی تعلیم گاہ ہے جس پر خواجہ غلام فریدؒ کی شخصیت اور فن پر مثالی تحقیق و تخلیق فرض بھی ہے اور قرض بھی! اسلامیہ یونیورسٹی کے ویژنری وائس چانسلر انجینئر ڈاکٹر اطہر محبوب تمغۂ امتیاز نے اس حوالے سے بڑی وقیع اور جامع حکمت عملی کا آغاز کیا ہے۔خواجہ فرید چیئر متحرک اور فعال کی گئی ہے، فریدیات پر قومی سطح کے سیمینار ہوئے ہیں اور فریدی وسیب کی زبان و ادب اور تہذیب و تمدن کی اعلیٰ روایات کے احیا کے لیے شان دار ادبی و ثقافتی میلے منعقد کیے گئے ہیں۔توقع رکھنی چاہیے کہ اسی جذبہ و جنون کے ساتھ کام آگے بڑھتا رہے گا اور تعلیم و تحقیق کے نئے جہان تخلیق ہوتے رہیں گے۔

میں انتہائی ممنون ہوں کہ صاحبِ احترام وائس چانسلر نے فرید چیئر کے اعزازی ڈائریکٹر خواجہ راول معین کوریجہ، ڈین فیکلٹی آف آرٹس پروفیسر ڈاکٹر جاوید حسان چانڈیو اور ڈائریکٹر تعلقات عامہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور شہزاد احمد خالد کی معاونت سے یونیورسٹی کے زیر اہتمام ''فیضانِ فرید'' کی خوب صورت اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔

میں اُن تمام مقتدر اصحاب و احباب کا بھی سپاس گزار ہوں جنھوں نے کلامِ فرید

کے میرے منظوم ترجمے کے حوالے سے اپنے گراں قدر خیالات کا اظہار فرمایا۔اُن کی رائے سے یقیناً اس صحیفے کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوا ہے۔

مجھے حرفِ آخر کے طور پر بارِ دگر جناب مجاہد جتوئی کا شکریہ ادا کرنا ہے جنھوں نے ''فیضانِ فرید'' کے حتمی کمپوز شدہ مسودے کا نہ صرف ورق بہ ورق اور شعر بہ شعر مطالعہ کیا، اغلاط کی تصحیح کی اور اپنا نقطۂ نظر پیش کیا بلکہ جگہ جگہ داد و ستائش سے بھی نوازا، بہت سے مقامات پر ان کے ''واہ واہ''، ''کیا بات ہے''، ''کمال کر دیا''، ''خوب ہے''، ''حق ادا کر دیا''، ''آپ گویا پُلِ صراط سے گزر گئے''، ''سبحان اللہ''، ''خوب راستہ نکالا ہے''، ''ماشاء اللہ کیا خوب برجستگی ہے''، ''کیا ہی خوب صورت ترجمہ ہوا ہے''، ''لطف آ گیا''، ''بہترین ہے''، ''آپ کی کامیاب کاوش پر بے ساختہ آنسو بہہ گئے''، ''الکھ'' کا ترجمہ ''بالائے خرد'' اور ''لُڑ کے لُڑ کے'' کا ترجمہ ''محوِ خرام''۔۔۔واہ واہ''، ''خوب سے خوب تر ترجمانی'' جیسے جملوں نے بے حد حوصلہ افزائی کی اور میرے یقین و اعتماد میں مزید اضافہ کیا۔

مجھے اپنے تمام اہلِ خانہ کو ہدیۂ امتنان پیش کرنا ہے جو اس اہم کام کی تکمیل میں سکون و راحت کے ساتھ مجھے معاونت فراہم کرتے رہے۔

آخر میں سیّد اظہار علی کو زبردست شاباش دینی ہے جن کی کمپوزنگ کی مہارت و محنت نے قدم قدم پر میری بڑی مشکل آسان کی۔

☆☆☆☆

قابلِ فخر کارنامہ

انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب (تمغۂ امتیاز)
وائس چانسلر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

اہلِ علم ابھی ''سرکارِ دوعالم'' کی غیر منقوط نعتیہ شاعری پر ہی انگشت بدنداں ہیں کہ جناب سیّد تابش الوری کا ایک اور قابلِ فخر کارنامہ خواجہ فریدؒ کے منتخب سرائیکی کلام کا منظوم اُردو ترجمہ ''فیضانِ فرید'' کی صورت میں منصۂ شہود پہ جلوہ گر ہوا چاہتا ہے۔ یہ حسن، یہ سادگی، یہ بے ساختگی، اللہ اللہ۔ ایسا لگا کہ ۱۹۰۱ء میں بظاہر پردہ فرما جانے والے ''تاجدارِ روہی'' آفتاب بن کر جلوہ فگن ہیں، جن کی ضیا پاشیوں سے پورا عالم جگمگانے لگا۔ بلاشبہ ''اُردو'' دنیا کی تیسری بڑی زبان ہے اور مترجم سرائیکی اور اُردو دونوں زبانوں کے ادب و شاعری پر بے انتہا مہارت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے نہایت سادہ، آسان اور شستہ اُردو میں منظوم اُردو ترجمہ بمطابق اصل شاعری کر کے علم و فضل کی اس دھرتی، جس کا نام بغداد الجدید رکھا گیا تھا، کے سپوت ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔

خواجہ فریدؒ کا زیادہ تر کلام ''فلسفہ وحدت الوجود'' کی ضیاء پاشیوں سے منور ہے۔ اس فلسفہ کو نثر میں بیان کرنا کسی بھی زمانہ میں آسان نہیں سمجھا گیا بلکہ عشق حقیقی، قرب خداوندی، فنافی اللہ اور بقاء باللہ کے مضامین کو بیان کرنے کے لیے ہمیشہ شاعری کا سہارا لیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ''بہ فیضانِ فرید'' ہی سیّد تابش الوری کے دست سے ''فیضانِ فرید'' منظر عام پر ممکن ہو پائی ہے۔ پہلے تو سرائیکی میں ان کافیوں کی گونج سے سننے والوں پر وجد طاری ہوتا تھا، ہوش و حواس سے بے گانہ اپنے خالق و مالک اور اس کے حبیب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کے قرب کو محسوس کرتے تھے۔ وہی فیض، وہی نظر، وہی کرم، وہی اثر، وہی وجد ''فیضانِ فرید'' کے ذریعے اب سرائیکی خطہ سے نکل کر پوری دنیا میں پھیلے گا۔

خواجہ فریدؒ کی آفاقی شاعری اور لافانی افکار و خیالات سرائیکی زبان میں ہیں۔ انھیں پوری دنیا تک پہنچانے کے لیے ایسے ادیب کی ضرورت تھی جو نہ صرف خواجہ فریدؒ کا فیض یافتہ اور عقیدت مند ہو بلکہ شریعت، تصوف، کلام، فلسفہ، سکر، صحو، وحدت الوجود اور وحدت الشھود کے اسرار و رموز سے بھی آشنا ہو اور ان افکار و خیالات کو نہایت عمدگی سے پوری کائنات تک پہنچا سکے۔ خطہ بہاول پور کی زرخیز دھرتی کے دانشور، ادیب اور شاعر سیّد تابش الوری میں یہ تمام صفات بدرجہ اتم موجود ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ انھوں نے دیوانِ فرید کا صرف ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ منظوم اُردو ترجمہ کر کے اہلِ علم طبقہ کو حیرت زدہ کر دیا ہے۔ یہ ایک منظوم اثاثہ کا دوسری زبان میں منظوم ترجمہ اتنا عمدہ اور وقیع ہے کہ سرائیکی خطہ کے لوگ بھی روانی میں اصل شاعری اور ترجمہ کے ردھم، بحر، الفاظ، قافیہ و ردیف میں کوئی فرق محسوس نہیں کریں گے، ترجمہ کے میدان میں اسے کامیاب اور مؤثر ابلاغ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پہ!

مرا عشق بھی تو ، میرا یار بھی تو دین بھی تو ، ایمان بھی تو
مرا جسم بھی تو ، مری روح بھی تو ، مرا قلب بھی تو جند جان بھی تو
مرا کعبہ ، قبلہ ، مسجد ، منبر ، مصحف اور قرآن بھی تو
مرے فرض فریضے ، حج ، زکوٰتیں ، صوم ، صلوٰۃ ، اذان بھی تو
مرا زہد ، عبادت ، طاعت ، تقویٰ علم بھی تو ، عرفان بھی تو
مرا ذکر بھی تو ، مری فکر بھی تو مرا ذوق بھی تو ، وجدان بھی تو

ہمیں فخر ہے کہ اس خطہ سے ہمیشہ ہی علم و ادب کے سوتے پھوٹے ہیں۔ بلاشبہ سیّد تابش الوری کا یہ منظوم اُردو ترجمہ دیوانِ فرید اور حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے افکار و خیالات کو سمجھنے اور پوری دنیا میں پھیلانے کا ایک معتبر ذریعہ اور مستند حوالہ ثابت ہوگا۔

☆☆☆☆

فیضانِ فرید

ڈاکٹر جاوید چانڈیو
چیئرمین شعبۂ سرائیکی وڈین فیکلٹی آف آرٹس اینڈ لینگویجز
اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

ترجمے کی حیران کن اور مہربان دنیا نے انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ فقط دو زبانوں کے درمیان باہمی تفہیم کا عمل نہیں بلکہ روح انسانی کی کشادگی کا راستہ ہے جو اسے اَن دیکھے جہان معنی تک رسائی دیتا ہے۔

میں تراجم کی دنیا کے خوب صورت مناظر اور انوکھے تجربات پر گفتگو کے بجائے براہِ راست سیّد تابش الوری صاحب کے اس ترجمے کی بات کروں گا جو انھوں نے سرائیکی سے اُردو میں کیا ہے۔ یہ سرائیکی زبان کے ملک الشعراء خواجہ غلام فرید کے سرائیکی دیوانِ فرید میں شامل دوسو اکہتر سرائیکی کافیوں کا منظوم اردو ترجمہ ہے۔ اس ترجمے کو انھوں نے فیضانِ فرید کا نام دیا ہے۔ یقیناً یہ فیضانِ فرید ہی ہے کہ تابش صاحب کو پہلا مکمل منظوم اردو ترجمہ شائع کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے۔ جس طرح اُردو نثری تراجم میں اوّلیت کا اعزاز مولانا عزیز الرحمٰن عزیز کے پاس ہمیشہ رہے گا اسی طرح آج کے بعد خواجہ فرید کے سرائیکی دیوان کے پہلے مکمل منظوم اردو ترجمے کا اعزاز اب سید تابش الوری صاحب کے نام ہو چکا۔

سیّد تابش الوری اردو کے خوش گو شاعر، ادیب اور دانشور ہونے کے ساتھ ساتھ سیاستدان اور سابق پارلیمنٹیرین بھی ہیں۔ تابش الوری صاحب گو کہ الوری کہلواتے اور لکھتے ہیں لیکن ان کی عمر عزیز بہاول پور میں ہی گزری ہے اور وہ نصف صدی سے زائد عرصے سے

بہاول پور کی علمی، ادبی اور سیاسی محفلوں کی رونق ہیں۔ اور اب بجا طور پر انہیں سیّد تابش الوری ثم بہاول پوری بھی کہا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر سرائیکی زبان کے ملک الشعراء خواجہ فرید کے اس ترجمے کا ہفت خواں طے کرنے کے بعد وہ بہاول پوری کے ساتھ ساتھ فریدی بھی شمار ہوں گے۔ سرائیکی ان کی مادری زبان نہیں ہے لیکن انھوں نے اپنی عمر بھر کے سماجی اور ثقافتی تجربے کے علاوہ خواجہ فرید کے سرائیکی دیوان کو سمجھنے کے لیے تقریباً تمام اہم مطبوعہ اُردو تراجم اور دستیاب ذرائع استعمال کئے ہیں۔ انھوں نے اپنے شاعرانہ مزاج کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے ترجمے کو تخلیق کے قریب تر پہنچانے کی پوری کوشش کی ہے۔

دنیا کے بہترین منظوم تراجم کے بارے میں بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہیں شعری حسن یا متن سے وفاداری میں سے کسی ایک کی قربانی دینا پڑتی ہے۔ سندھی زبان کے بڑے شاعر شیخ ایاز نے شاہ لطیف بھٹائی کے کلام کا منظوم اُردو ترجمہ کیا تھا لیکن ناقدین کی نظر میں وہ بھٹائی کے متن سے وفاداری کے معیار پر پورا نہیں اترتا بلکہ اتنے بڑے شاعر کے مقابلے میں آغا سلیم کا منظوم ترجمہ نسبتاً بہتر سمجھا جاتا ہے۔ تابش الوری صاحب بھی یقیناً شعری حسن اور متن کے ساتھ وفاداری کی اس شدید کشمکش سے گزرے ہوں گے اور ترجمہ پڑھنے والے سرائیکی اہل زبان ممکن ہے فیضانِ فرید کی اردو میں وہ ابلاغ نہ پا سکیں جو انہیں خواجہ فرید کی کافیوں کی سرائیکی زبان میں براہِ راست حاصل ہوتا ہے۔

تابش الوری صاحب کے مزاج میں شاعری اور خطابت گھل مل گئے ہیں۔ انھوں نے اپنے منظوم ترجمے میں کہیں دھیما اور کہیں بلند آہنگ اختیار کیا ہے۔ وہ خواجہ فرید کے قافیوں کو بھی برتتے ہیں لیکن اکثر مقامات پر ان قافیوں کے سہل ہونے کے باوجود نئے قافیے سامنے لاتے ہیں۔

تابش صاحب کا یہ منظوم ترجمہ پہلے سے موجود متفرق تراجم سے مختلف ہے۔ انھوں نے کوشش کی ہے کہ متن کے ساتھ وفاداری نبھائی جائے۔ البتہ خواجہ فرید نے عروض کے

بجائے جو مقامی پنگل نظام اپنی کافیوں میں استعمال کیا ہے اسے اُردو ترجمے میں نہیں لایا گیا بلکہ بعض مقامات پر کافی کی استھائی اور انتروں کے درمیان قوافی کے تال میل سے انحراف کر کے سادگی کے ساتھ مصرعوں کے آہنگ کو برقرار رکھا گیا ہے۔

تابش الوری صاحب کا پہلا منظوم ترجمہ بزمِ ثقافت ملتان سے شائع ہونے والی کتاب پریت مہار میں شائع ہوا تھا۔ یہ غالباً ۱۹۶۲ء کی بات ہے۔ اس سے تابش صاحب کی خواجہ فرید کے ساتھ محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ان کی جوانی کی یہ محبت دانائی کی اس عمر تک ان کے ساتھ ساتھ چلتی رہی اور فیضانِ فرید اسی محبت کی خوشبو ہے جو ابھی تک جوان ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ وابستگان فرید محبت کے اس اظہار کا کھلے دل کے ساتھ استقبال کریں گے۔

سن یار پرانی چوٹ ہے یہ
ہوئیں اکھیاں نم ، گئی دلڑی جل

سانوریا من باوریا
نہ مار نین کے تیر
اکھیاں شر کی چنچل سکھیاں
ہیں پاپی بے پیر

گزر گئی گزران
غم کے ساتھ رہے ہم
دیکھا سارا جہان
کچھ بھی نہیں سمجھے ہم

وصل و ہجر ہیں دونوں یکساں
دوست بسے نزدیک دلوں کے
پھر بس ، بسا رونق رہے محفل سجے
ناز و ادا شیریں سخن جاری رہے
محبوب سانول سوہنا من موہنا
قربت رہے باتیں بھی ہوں ، ہو سامنا
ناآشنائی کی گرہ کو کھولنا
پھر بے جھجک باہم سخن سنجی رہے

میرے لیے یہ اعزاز کی بات ہے کہ سیّد تابش الوری صاحب نے مجھے مشورے کے لیے منتخب کیا اور اس کتاب کے بارے میں لکھنے کا حکم دیا لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں ان کے حکم کی کما حقہ تعمیل نہیں کر سکا اور ملاقات میں کوتاہی کے علاوہ ان الفاظ کی تحریر میں تاخیر بھی ہوئی۔ مجھے یقین ہے کہ سیّد تابش الوری صاحب بزرگانہ شفقت کے ساتھ یہ برگ سبز قبول فرمائیں گے اور درگزر بھی فرمائیں گے۔ اللہ کریم ان کی یہ محبت اور محنت قبول و منظور فرمائے آمین۔

☆☆☆☆

''فریدیات'' میں ایک گراں قدر اضافہ

خواجہ طاہر محمود کوریجہ

سرائیکی تہذیب میں شائستگی، وضع داری، رواداری اور حلم و آشتی رچی ہے۔ یہاں کے لوگ نرم خوم، صلح جو واقع ہوئے ہیں، یہ دھرتی پیار و محبت، حسن و عمل، نیاز و انکسار اور روحانی اقدار کی دھرتی ہے۔ یہاں پہ بزرگانِ دین کا ابرِ کرم بارانِ رحمت بن کر برسا ہے۔ جس کی وجہ سے یہاں کے رہنے والوں کے اذہان و قلوب، عناد، دہشت گردی و غاری گری اور قتل و خون ریزی سے گریزاں رہے۔ یہ اللہ والے انسان دوستی کا پرچم اٹھائے امن و سکون کا درس دیتے ہوئے ساری عمر عشق رسول ﷺ اور احکاماتِ خداوندی پر عمل پیرا ہونے کا درس دیتے رہے۔ مایوسی اور احساسِ محرومی کے اندھیرے کو اُمیدوں اور شادکامیوں سے منور کرتے رہے اور خاص طور پر گلستانِ پُر بہار کا گلِ سرسبد خواجہ فریدؒ ساری عمر پیغام سکون و اطمینان سے خلقِ خدا کو شادکام کرتا رہا۔

تھی خوش فریدؒ تے شاد وَل ڈکھڑیں کوں نہ کر یاد وَل
اجھو تھیوم جھوک آباد وَل ایہا نیں نہ وہسی ہک منٹ

یہی پیغام پڑھ کر جب تابش صاحب ان کی طرف متوجہ ہوئے تو پھر وہ خواجہ فریدؒ کی گرفت میں آ گئے۔ خواجہ صاحب کا روحانی تصرف اتنا ہمہ گیر ہے کہ جو حدود و قیود اور مکان و لامکان کے قرب و بُعد کا محتاج نہیں۔ قریبی ہمسایہ ممالک کے علاوہ سات سمندر پار کے باشندے ان کے فکر و تخیل کی زد میں آجاتے ہیں۔ کرسٹوفر شیکل سے لے کر ڈاکٹر شہزاد قیصر

تک ان کے فلسفۂ وحدت الوجود اور ابن العربی کے مابین قدر مشترک کے پیچیدہ اور سنجیدہ مراحل و مدراج کی بتدریج رسائی کے لیے کوشاں رہے۔ خواجہ فریدؒ نے اپنے پیغام کی اشاعت کے لیے اسلاف کی طرح شاعری کا سہارا لیا اور یہی طریقۂ ابلاغ انہیں بامِ عروج تک لے گیا۔

شاعری اور خواجہ فریدؒ کی شاعری؟ الامان والحفیظ؟

مجھے کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ ایک شاعر کی وجہ سے ایک جمِ غفیر ایک قومیت میں ڈھل گیا ہو۔ زبان و بیان کو وسیع مقبولیت حاصل ہوئی ہو۔ ہر ایک خاص علاقہ کو تہذیبی شناخت ملی ہو اور اہلِ زبان کو مجبوراً ایک تحقیقی اجتماع میں ملتانی زبان کو سرائیکی زبان تسلیم کرنا پڑا ہو۔

خواجہ صاحبؒ سرائیکی زبان و ثقافت کی پہچان بنے اور انھوں نے اس کو بے مثال تشبیہات، تمثیلات، محاورات اور مختلف لسانی تجربات سے مالا مال کر دیا۔ ریت کے ٹیلے، گلستان پر بہار، چٹیل میدان، سرسبز و شاداب مرغزار، وہاں کی تپتی دھرتی، خوش نما کوہسار اور خس و خاشاک کو رشکِ گلزار بنا دیا۔

''پیلوں'' چننے والیاں اشعار کا موضوع بن گئیں۔ ٹوبے کوثر و سلسبیل اور گوپے مثل محلات شان دار بن گئے۔

اظہارِ خیال کی سحر آفرینی، اسلوب کے کرشمے اور طرزِ ادائیگی کی دل کشی میں ان کا جواب نہیں۔ ان کا کلام گہرے تعمق اور عارفانہ ادراک کا آئینہ دار ہے۔ وہ فلسفہ و تفکر کو اپنے جلو میں لیے کائنات کے لاینحل مسائل کی گتھیاں سلجھاتے ہیں۔ ان کے الفاظ فصاحت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے اور خاتم عبارت میں نگیں بن کر جڑے ہوئے ہیں۔ خواجہؒ صاحب کی شاعری کے جام سے پاکیزگی کے جرعات ٹپکے ہیں۔

ان کا پیغام عظمت و تقدیس کے انوار سے آراستہ ہے اور یہ غیر فانی پاکیزگی، یہ لازوال عظمت اور ہمہ گیر تقدس انہیں قبولیت عام کی سند عطا کرتا ہے۔ شعر و ادب کی رنگینیاں جہاں بھی بکھر جائیں وجدان حیات میں خوش گوار کیفیتوں کی ایک نئی دنیا بسا دیتے ہیں۔ شعر

وجدان کی سرور آمیز چاندنی میں ڈھل کر اُبھرتا ہے۔ روح کی زبان میں روح کو آواز دیتا ہے اور جب یہ نغموں بھری آواز دیتا ہے اور جب یہ نغموں بھری آواز کائناتِ حیات میں ساحرانہ انداز میں دور دور تک پھیلتی ہے تو ذرّہ ذرّہ کیف و مستی کے عالم میں محورقص ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ روہی میں رہنے والا شتربان ہو یا شہروں میں رہنے والا اہلِ زبان، ان کا کلام سن کر مست و بے خود ہو جاتا ہے بلکہ میں نے خود انہیں محورقص ہوتے دیکھا ہے۔ یہی عارفانہ انداز، سامع نواز ترنم اور اپنے علاقے کی تہذیب و تمدن کا فخریہ اظہار تابش صاحب کو ان کے حصار میں لے آیا اور پھر وہ جو لکھا خواجہؒ صاحب کے تصرفِ روحانی کے زیرِ اثر لکھا اور حمد میں یہ دُعائیہ انداز اختیار کرنیوالا:

وا ماندہ و درماندہ وارفتہ میں حاضر ہوں
اللہ میں حاضر ہوں اللہ میں حاضر ہوں
احساس تری خاطر ہر سانس تری خاطر
صف بستہ میں حاضر ہوں لب بستہ میں حاضر ہوں
ہر موئے بدن عصیاں ہر تارِ نظر گریاں
لرزیدہ و لغزیدہ ترسیدہ میں حاضر ہوں

(سیّد تابش الوری)

اور بے نقاط مجموعۂ نعت میں یہ انداز اختیار کرنے والا:

ہر کوئی محمدؐ کا علَم لے کے اُٹھے گا
سرکارؐ کی کملی ہی دوعالم کی رِدا ہے

(سیّد تابش الوری)

بہاول پور کا یہ نامور سپوت جو کہ اُردو کا مایہ ناز شاعر، ادیب، مضمون نگار، صحافی، کالم نگار اور ایک مثبت سوچ رکھنے والا سیاست دان ہے۔ سرائیکی علم و ادب پر وارفتہ ہو کر خواجہ فریدؒ کی کافیوں کے بحرِ بے کنار میں غوطہ زن ہو گیا۔

یعنی:

اب کے عجب سفر پہ نکلنا پڑا مجھے
راہیں کسی کے نام تھیں چلنا پڑا مجھے

(سیّد تابش الوری)

انھوں نے خواجہؒ صاحب کی کافیوں کو اُردو کے رنگ تغزل میں ڈھالنے کا معرکۃ الآرا کارنامہ سرانجام دینے کا فیصلہ کرلیا۔

اُن کا نہاں خانہ خواجہ فریدؒ کی تجلیات کی رسدگاہ بنا اور ترجمہ کا اندازِ عارفانہ، صوفیانہ اور عالمانہ رنگ اختیار کرگیا۔

ابرو قوس تے مژگان کبیر ظلمی چوٹ چلاوندیاں
تیغاں تیز نگاہ دیاں ہر دم لال لہو وِچ دھاندیاں

کا ترجمہ کس خوب صورتی اور قدرتِ کلام سے ادا کیا:

ابرو کماں اور پلکیں پیکاں کاری ظلمی زخم لگائیں
شوخ نگاہوں کی شمشیریں لال لہو میں روز نہائیں

☆☆☆☆

کشف حقائق محض محالے جے تئیں مرشد نظر نہ بھالے
بیو کل کوڑ فریب تے زور
ویرانہ آباد ڈسیجے جنگل بیلا شاد ڈسیجے
دوزخ نظرم حور قصور

(ترجمہ)

کشف حقائق ناممکن ہے جب تک مرشد نظر نہ ڈالے
ورنہ دھوکا ، جھوٹ ، فتور

ویرانے آباد لگے ہیں جنگل بیلے شاد لگے ہیں
دوزخ لاگے حور ، قصور

☆☆☆☆

ماہی پُنل دلڑی لٹی دل لٹ کے تھیا راہی پٹھی
رُل رُل تھکی پھر پھر ہٹی بوٹے ، لیاں ، کانہیں بہوں

(ترجمہ)

ماہی پُنل نے دل کو لُوٹا لُوٹ کے اپنے دیس سدھارا
پھر پھر کے تھک ہاری تنہا بوٹی ، جھاڑی کاہ بہت ہے

تابش صاحب مجاز کے پردے میں حقیقت کے نمائندہ ہیں۔اُن کے ترجمے میں آگہی کا عرفان شامل ہے۔وہ عرفانِ ذات وکائنات کے شاعر ہیں۔وہ مجاز کے آب خورہ کو معرفت کے آبِ حیات سے لبریز کرنے کا شعور رکھتے ہیں:

بے صورت وِچ ذات سنجانٹ حق باجھوں بیا غیر نہ جانٹ
مطلب وحدت ہے ہر چالوں سک نہ رکھ بے پاسے تانٹ
جاون لا دی دل دانا نوں اثنیت مول نہ بھانٹ

(ترجمہ)

ہر صورت اس کی ہی جانی اور کوئی جانی ہے نہ مانی
ہر شے سے توحید عیاں ہے دوسری جانب رُخ بے معنی
جنم جنم کا دل دانا ہے دوئی نہ اس نے ہرگز مانی

اور پھر ایک ایسے شعر کی انھوں نے بہت ہی عالمانہ اور مدبرانہ تشریح کی ہے جو تقریباً سو سال سے متنازعہ بنا ہوا تھا۔خواجہؒ صاحب کا شعر ہے:

نہ کوئی آدم نہ کوئی شیطاں
بٹ گئی اے کل کوڑ کہانی

تابش صاحب نے اس کا ترجمہ اس طرح کر کے اسے متوازن اور غیر متنازعہ بنا دیا:

کیسا آدم کیسا شیطاں
بن گئی بنتے بنتے کہانی

یہ ترجمہ کوئی ایسی شخصیت کر سکتی ہے جو علم و فضل اور حکمت و دانش کی حامل ہو۔

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں:

''محاسن کا حق ہے کہ اُن کی توصیف کی جائے۔''

چنانچہ ہم تہ دل سے اس کارنامہ پر تحسین کرتے ہیں:

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

☆☆☆☆

''دیوانِ فریدؒ'' کا سُرخرو مترجم۔ سیّد تابش الوری

مجاہد جتوئی

ہمیں نہیں معلوم کہ ترجمہ کاری کے حوالے سے اب تک کیا کچھ کہا اور لکھا جا چکا ہے لیکن اتنا یقین ضرور ہے کہ اہلِ ادب نے اس بارے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی ہوگی۔ ترجمے کی اہمیت وافادیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ترجمے کا فن اتنا ہی پرانا ہے جتنا خود انسانی سماج قدیم ہے۔ اوّلین انسانوں میں جب شعوب وقبائل کی تقسیم ہوئی، حالاتِ زندگی، وسائلِ پیداوار اور ماحول میں تبدیلی آئی تو اُن کی زبان بھی تبدیل ہوتی گئی اسی سے باہمی تفہیم کے لیے ترجمے اور مترجم کی ضرورت بھی بڑھتی گئی۔ آگے چل کر آسمانی کتابوں کے نزول کا آغاز ہوا تو اپنے سامنے کے محدود موجودین کے علاوہ دیگر افراد واقوام تک رسائی کے لیے آسمانی کتابیں بھی مترجم کی مرہونِ منت تھیں۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ عبرالتاریخ۔۔۔۔ ترجمہ ہی حمزۂ وصل اور پُل کا کردار ادا کرتا نظر آتا ہے۔ افراد ہی نہیں اقوام کے درمیان بھی اگر مترجم درمیان میں نہ ہو تو معاملہ:

؎ زبانِ یار من تُرکی و من تُرکی نمی دانم

والا ہو جاتا ہے۔

ترجمہ کاری میں سب سے اہم بات متن کی تفہیم قرار پاتی ہے کیونکہ ترجمہ کار اُسی مفہوم کو ترجمہ کر کے آگے پہنچا رہا ہوتا ہے جس کا ادراک وہ کر پاتا ہے۔

یہاں ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ ترجمے کی نوعیت کیا ہوگی؟ ترجمہ کیسا ہونا چاہیے؟ ترجمہ کی اقسام کتنی ہیں؟ لغوی ترجمہ، ہیئتی ترجمہ، ادبی ترجمہ، صحافتی ترجمہ، لفظی ترجمہ، آزاد ترجمہ، معتدل ترجمہ یا پھر منظوم ترجمہ۔ ہر طرح کے ترجمے کے تقاضے الگ ہیں تو قواعد بھی الگ الگ ہوں گے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ترجمے کے یہ اصول وضوابط کیا ہیں۔ اس وقت ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے کہ ترجمے کے فنی تقاضے کیا ہیں۔ اپنی آسانی کے لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ''ترجمہ تفہیم میں آسانی پیدا کرنے کا ذریعہ ہونا چاہیے'' اور اس امر کے لیے مترجم کا کم ازکم دونوں زبانوں پر مناسب ترین الفاظ میں بیان کر کے آگے بڑھ سکے اور اسی طرح درست تفہیم ممکن ہو پائے گی۔ یہ مشکل اور اہم ترین مقصد جس قدر مناسب ترین متبادل الفاظ کے ذریعے حاصل ہوگا وہ ترجمے کا حسن کہلائے گا۔ ہم یہ نہ بھولیں کہ مترجم کوئی مترادف یا متبادل بات نہیں کر رہا ہوتا بلکہ مترجم کو ایک زبان میں کہی گئی بات کو اس کی سطحیت، گہرائیوں اور پنہائیوں سمیت بیان کرنا گویا تنے ہوئے رسے بلکہ تلوار کی دھار پر چلنا ہوتا ہے۔ ترجمہ اگر کسی ادبی مذہبی متن کا ہوگا تو پھر گویا مترجم کو پُل صراط عبور کرنا ہوگا کیونکہ مترجم تخلیق کار کی طرح یکسر آزاد نہیں ہوتا، اُسے اصل کے ساتھ ساتھ بلکہ اصل کے زیرِ سایہ ہی رہ کر اپنی فعالیت ثابت کرنی ہوتی ہے۔

ترجمے کے حوالے سے اس فنی، فکری بحث کو روکتے ہوئے ہم بڑھتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ''فیضانِ فرید'' کی طرف، جو کہ ترجمہ ہے ''دیوانِ فریدؒ'' جیسی بڑی علمی، ادبی، ثقافتی، تہذیبی، روحانی حوالوں سے ایک کلاسیکل کتاب کا جو لاتعداد انسانوں کی محبتوں اور عقیدتوں کا مرکز ہونے کا درجہ رکھتی ہے کا ترجمہ کیا ہے۔ سیّد تابش الوری نے جو ایک کہنہ مشق اُردو شاعر کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں۔ اس حوالے سے کئی دہائیوں پر پھیلی ان کی علمی، ادبی ریاضت کی گواہی ان کی متنوع تخلیقات سے ملتی ہے لیکن یہاں معاملہ تخلیقی نہیں ترجمے اور ترجمانی کا تھا اور وہ بھی کسی عام کتاب کا نہیں۔ خواجہ فریدؒ جیسے بڑے اور ہفت زبان، نابغہ

شاعر کی سرائیکی جیسی گیرائی اور گہرائی رکھنے والی زبان کی الہامی شاعری کا معاملہ تھا۔

ترجمے کی کٹھنائیوں کو ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں لیکن یہاں معاملہ شاعری کے نثری ترجمے کا نہیں بلکہ منظوم ترجمے کا ہے۔ گویا اس طرح سیّد تابش الوری کی طبع مشکل پسند نے اپنے لیے میدان مزید تنگ کر لیا وہ یوں کہ انھوں نے کوشش کی کہ خواجہ فریدؒ نے جو کافی جس عروضی ڈھانچے پر مرتب کی ہے۔ سیّد تابش الوری نے بھی اُسی ہیت اور پیٹرن پر ترجمہ کرنے کی کوشش کر کے گویا اپنے لیے ایک بہت بڑا چیلنج پیدا کر لیا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ خواجہ فریدؒ نے اپنی ۱۷۲ کافیوں میں ہیت کے حوالے سے کم وبیش ۳۵ تجربے کیے ہیں۔ ان کی کافیوں میں موجود زبان و بیان کی خوبیوں کے علاوہ فنی تقاضوں اور زبان و بیان کی وسعتوں کو ترجمے میں ساتھ لے کر چلنا پُل صراط پر چلنے کے مترادف ہے۔

کہنے والے کسی حد تک درست ہی کہتے ہیں کہ ''شاعری کا ترجمہ تو ہو جاتا ہے لیکن اس میں شاعری باقی نہیں رہتی'' لیکن یہ کوئی طے شدہ کلیہ بھی نہیں ہے۔ اگر ترجمہ کار فنی باریکیوں سے کما حقہٗ آگاہ ہو، صاحبِ ذوق ہو، فنی ریاضت رکھتا ہو اور اس کے پاس تخلیقی وفور بھی ہو تو پھر ممکن ہے کہ اصل متن اور ترجمے کے درمیان فاصلہ بہت ہی کم رہ جائے۔

یہ بھی بجا ہے کہ عقیدت کی نظر سے دیکھنے والوں کو کوئی ترجمہ پسند نہ آئے اور وہ اسے کسی حد تک تجاوز قرار دیں لیکن اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ''فرید فہمی'' کو نئی زبانوں اور نئی بنیادوں پر استوار کرنے کی ضرورت ہے تو اس حوالے سے تمام تر تحفظات کے باوجود ہمیں تمام تر اجم اور جملہ تفہیمات کو خوش آمدید کہنا ہوگا اور تنقید و تنقیص کے قوانین کو لپیٹ سمیٹ کر ایک طرف رکھنا ہوگا کیونکہ کوئی بھی ترجمہ اور تفہیم آخری اور حتمی تو نہیں ہو سکتی۔ وقت کے ساتھ ساتھ تراجم اور تفہیمات آتی رہیں گی اور بہتری پیدا ہوتی رہے گی۔ ہم اس بات سے بھی متفق ہیں کہ ترجمے میں اصل شعر کی جملہ خوبیاں منتقل نہیں ہو پاتیں اور کوئی نہ کوئی پہلو رہ ہی جاتا ہے۔ کوئی ایک لفظ جو ایک زبان میں متعدد معانی اور مفاہیم رکھتا ہو تو ضروری نہیں

کہ ترجمے کی زبان کے متبادل لفظ میں بھی اتنی ہی وسعت موجود ہو اور ترجمے کے ساتھ کیفیات بھی کما حقہٗ جگہ نہ بنا پائیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ''کیا ترجمہ نہ کیا جائے؟'' برصغیر کی تاریخ میں ایسی شہادتیں بھی دستیاب ہیں کہ جب کتابِ مقدس کا ترجمہ کیا گیا تو ایک طبقے نے آسمان سر پر اُٹھا لیا اور مترجم کے اس جرم کو ''گناہِ کبیرہ'' قرار دیا گیا لیکن بالآخر وقت نے متشدد رویوں کو مسترد کر دیا۔ ہمیں بھی اسی صوفیانہ وسعتِ نظری سے کام لینا ہوگا ورنہ تاریخ ہمیں ہی غلط ثابت کرے گی۔

تو بات ہو رہی تھی سیّد تابش الوری کی طرف سے کیے گئے کلامِ فریدؒ کے ترجمے کی۔ ضروری ہے کہ اس ترجمے کو پڑھنے اور اس سے لطف کشید کرنے کے لیے ہمیں اپنا نکتۂ نظر بدلنا ہوگا۔

کلامِ فریدؒ کا ترجمہ جو کسی بھی زبان میں کسی بھی طرف سے کیا گیا ہو اُسے پڑھنے کے لیے ہمیں صوفیانہ رویہ اپنانا ہوگا کیونکہ ایک صوفی ہی تو ہے جو فتویٰ بازی نہیں کرتا اور اپنی بات کو کبھی بھی حتمی نہیں کہتا کیونکہ صوفی یہ جانتا ہے کہ کائنات کے تمام جھگڑوں کی بنیاد انکار ہی سے پڑتی ہے اور ''اقرار'' ہی ہے جو کائنات کے جملہ تضادات کو وسیع تناظر میں اپنے اندر سمو لیتا ہے۔

سیّد تابش الوری کے کام کو ہم نے لفظ بہ لفظ اور کئی بار پڑھا ہے۔ بے شمار ایسے مقامات آئے کہ بے ساختہ منہ سے ''سبحان اللہ'' کی شکل میں داد نکلی۔ کئی مقامات پر تو یوں محسوس ہوا جیسے یہ شعر خود خواجہ صاحب نے اُردو میں ہی کہا ہوگا۔ ترجمے کی بے ساختگی اور برجستگی الہامی محسوس ہوئی۔

دیوانِ فریدؒ کوئی عام مترنم کلام نہیں ہے اس میں تہہ در تہہ معانی کا جہاں آباد ہے۔ اب تک کے تمام جزوی تراجم جو اُردو اور دوسری زبانوں میں ہو چکے ہیں، وہ تمام بھی ہماری نظر سے گزر چکے ہیں۔ اپنی طرف سے کمی کسی نے بھی نہیں چھوڑی۔ ایسا ہر کام چوم کر سر آنکھوں

پر رکھنے کے قابل ہے لیکن اُن تمام تراجم کی جملہ خوبیوں کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ اُن میں مترجم کی تفہیم سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح تفہیمی اختلاف تو تابش الوری صاحب سے بھی کیا جاسکتا ہے لیکن بہت ہی کم اور شاذ و نادر۔ اکثر مشکل مقامات پر وہ گویا ''پُلِ صراط'' پر سے بہ عافیت گزر گئے ہیں۔ یہ ترجمہ انھوں نے اچانک کسی ترنگ میں آکر شروع نہیں کیا وہ گزشتہ آدھی صدی سے اس حوالے سے کچھ نہ کچھ کرتے چلے آرہے تھے۔ مکمل دیوان فریدؒ کا منظوم ترجمہ تو گویا ایک ہفت خواں طے کرنا تھا۔ کلامِ فرید کی جادو بھری دنیا میں تو دریچے کے اندر سے دریچہ کھلتا چلا جاتا ہے۔ یہ حیرت، سرشاری اور کیفیات کی کائنات ہے جس میں سیّد تابش الوری سرشار اور پُر جوش تو نظر آتے ہیں لیکن وہ از خود رفتہ نہیں باہوش بھی ہیں جہاں وہ خواجہ فریدؒ کی سرائیکی شاعری کے طلسماتی جہان سے اُردو فہم طبقے کو سرشار کرتے نظر آتے ہیں۔ وہاں وہ اُردو زبان کی انگلیوں میں سرائیکی زبان کے نگینوں جڑی انگوٹھیاں پہناتے بھی نظر آتے ہیں۔ تتڑی، تتڑا، اوکھی، اوکھا، ٹوبھا، بُولا، لائی، چگ، سینگی، دِلڑی، وکڑا، گٹھ، پار، بُوئی جیسے سرائیکی الفاظ وہ اُردو زبان کے دامن میں ڈالتے نظر آتے ہیں۔ بعض سرائیکی الفاظ کے لیے وہ ایسے متبادل الفاظ نکال لائے ہیں جو بے ساختہ داد دینے پر اُکساتے ہیں جیسے:

؎ باد شمالی لُرکے لُرکے

اس میں ''لُرکے لُرکے'' کا ترجمہ انھوں نے ''ناز خراماں'' کیا ہے اور ''الکھ'' کا متبادل ''بالائے خرد'' لائے ہیں۔ ہم نے بڑی دیر تک سوچا تو پایا کہ ''لُرکے اور الکھ'' کا ناز خراماں اور بالائے خرد سے بہتر ترجمہ ممکن نہیں تھا۔

''فیضانِ فرید'' کو دیوانِ فرید کا متبادل بے شک نہیں کہا جاسکتا لیکن یہ کوئی ''دیگر یا متبادل'' کتاب بھی نہیں ہے اور ہماری نظر میں یہی کسی مترجم کی سرخروئی کے لیے کافی ہے۔

سیّد تابش الوری کی طبع مشکل پسند نے اپنی زندگی بھر کی شعری، تخلیقی ریاضت اس

کام میں خرچ کر ڈالی ہے۔ ان شاء اللہ بارگاہِ فریدؒ میں ان کی یہ سعی و کاوش منظور و مقبول ہوگی۔

ہم اِس کتاب ''فیضانِ فرید'' سے درجنوں بلکہ سینکڑوں ایسے شعر لکھ سکتے ہیں جن سے ہم نے ''دیوانِ فریدؒ'' کے اشعار جیسی لذت، کیفیت اور سرشاری کی کیفیات پائی ہیں بلکہ نوبت وجد و رقص تک بھی پہنچی۔ ہم نے ایسے ہی چنیدہ اشعار بھی الگ سے لکھ رکھے تھے لیکن جب کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے تو پھر براہِ راست مصالحے میں حائل ہونے کا جواز کم ہی رہ جاتا ہے۔

کتاب کا نام ہے ''فیضانِ فرید'' اور ہم اسے خود سیّد تابش الوری پر ''فیضانِ فرید'' سمجھتے ہیں۔

☆☆☆☆

''فیضانِ فرید''

ڈاکٹر نصر اللہ خان ناصر

حضرت خواجہ غلام فریدؒ ایک نابغۂ روزگار اور سحر البیان آفاقی شاعر ہیں جن کی فکر اور تخلیقی عمل کے منطقے انتہائی وسعتوں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کی شاعری گزشتہ کئی صدیوں کے سرائیکی شعر و ادب کی تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی شاعری کا منفرد اسلوب، صوفیانہ رنگ، لفظیات اور کافیوں کی فنی ساخت بے مثل و بے مثال ہے۔ کوئی عظیم شاعر جب کسی زبان کو اپنے اظہار اور بیانیے کا ذریعہ بناتا ہے تو اُس زبان کو بھی عظمتوں کے امتیازات حاصل ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج سرائیکی زبان کا ادب اور فکری اثاثہ اوجِ کمال پر دکھائی دیتا ہے۔

کسی ایک زبان سے کسی دوسری زبان میں ترجمہ ایک انتہائی مشکل، بے پناہ محنت طلب اور صبر آزما کام ہے۔ اس کے لیے دونوں زبانوں پر مکمل دسترس کا ہونا ناگزیر ہے اور اگر یہ منظوم ہو تو مترجم کی مشکلات میں سوگنا اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے کیوں کہ ہر زبان کا اپنا ایک لسانی مزاج اور داخلی ساختیاتی نظام ہوتا ہے۔ اسی طرح منظوم ترجمہ کرتے ہوئے ان درپیش باتوں کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر ترجمہ تخلیقِ مکرر کے معیار پر پورا اُترتا ہے۔

یوں تو کلامِ فرید کے اب تک انگریزی اور اُردو زبان میں کئی نثری تراجم ہو چکے ہیں جن میں ڈاکٹر قیصر شہزاد کا انگریزی ترجمہ اور اس کی تفہیم ایک اعلیٰ پائے کا کام ہے۔ اسی

طرح اُردو نثری تراجم میں دبیر الملک مولانا عزیز الرحمٰن، خواجہ طاہر محمود کوریجہ، ڈاکٹر مہر عبدالحق اور مجاہد جتوئی، ان سب نے بڑی جانفشانی سے ان تراجم کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ چند صاحبانِ علم نے انگریزی میں بھی منظوم تراجم کیے ہیں مگر انھوں نے اس کام کو چیدہ چیدہ اور منتخب کافیوں تک محدود رکھا۔ ان میں سے جو کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے ہیں، اُن میں پروفیسر ڈاکٹر شیکل نے پچاس کافیوں کا ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ پروفیسر ڈاکٹر اسلم انصاری اور جیلانی کامران نے ساٹھ کافیوں کو منظوم شائع کیا۔ ڈاکٹر ریاض قدیر نے پورے دیوانِ فرید کا انگریزی میں بہترین ترجمہ کیا۔ اُردو میں بیشتر کافیوں کا منظوم ترجمہ پیش کرنے والی ایک اور قابلِ ذکر شخصیت میاں نور الزماں اوج ہیں مگر وہ پورے دیوانِ فرید کا ترجمہ نہ کر سکے۔ یہ عظیم سعادت صرف پاکستان کے ایک کہنہ مشق اور صاحبِ اسلوب اُردو شاعر اور ممتاز دانشور سیّد تابش الوری (تمغۂ امتیاز) کے حصے میں آئی کہ انھوں نے پورے دیوان کا اُردو منظوم ترجمہ کر کے بہت بڑا علمی، تخلیقی اور ادبی اعزاز حاصل کیا ہے۔

اگر ''فیضانِ فرید'' میں شامل اس منظوم ترجمے کے فنی پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے تو یہ منظوم ترجمہ انتہائی آسان، رواں اور سلیس زبان میں پیش کیا گیا ہے جس میں کہیں بھی ابلاغ کا ابہام پیدا نہیں ہوتا۔ فریدؔ کی کافیوں کا انہی کی بحروں، قافیہ، ردیف، استعارات، مخصوص علامتی نظام، معنی و مطالب اور اظہار کی فسوں کاری سمیت اپنی قومی زبان اُردو میں پیش کرنا ''لانا ہے جوئے شیر کا''۔ سیّد تابش الوری وہ پہلی شخصیت ہیں جنھوں نے مکمل دیوانِ فرید کے اُردو ترجمہ کے اس بڑے کام کو انتہائی عرق ریزی اور محنت سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے جسے ہمیشہ بے پناہ ستائش کا امتیاز حاصل رہے گا کیوں کہ یہ ایک روایتی ترجمہ نہیں ہے بلکہ انھوں نے کلامِ فرید کی حقیقی روح کے ادراک اور صوفیانہ گیان کی تفہیم کو ایک طلسماتی فضا میں اعلیٰ ترین اسلوبی حسن اور تخلیقی ذکاوتوں سے سجا کر پیش کیا ہے۔ سیّد تابش الوری نے حضرت خواجہ فریدؒ جیسے حسنِ فطرت کے پرستار، عظیم صوفیانہ فلسفے کے محرم راز، صحرا کے

پُر وحشت بے آب و گیاہ ریگ زار کو روح پرور اور رشکِ گلزار بنانے والے خواجہ فریدؒ کو جس تخلیقی وفور اور ذوقِ جمال کی بصیرت کے ساتھ پیش کیا ہے، اس کی استطاعت ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ یہ مکمل منظوم ترجمہ روایتی تحسین سے ماورا ایک بڑے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے جسے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور اسے ہمیشہ اوّلیت کی عظیم سند حاصل رہے گی۔

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱

''مُکھ موڑا''

سانول نے اب اِذن دیا
دکھ کا بوجھا سر پر تھا

یہ قبلہ ، اقدس ، عالی ہر عیب سے یکسر خالی
ہر چھوٹا بڑا سوالی جس نے مانگا ، پایا

واہ امن اللہ معظم واہ حرمَ اللہ مُحرّم
واہ بیت اللہ مُکرّم ہے رحمت کا سرمایہ

اے نورِ سیاہ مجسم ہے عین سوادِ اعظم
بیشک ہے امن میں ، بے غم صحنِ حرم میں آیا

بس یادِ حرم میں ڈوبوں غم پچھلے سامنے رَکھّوں
جی چاہے زہر ہی پی لوں ہے جیون جھوٹ کی چھایا

اب سُوئے وطن چلتے ہیں دُکھ سینے میں پلتے ہیں
چاہت کے دیے جلتے ہیں پھر ہو دیدار خدایا

دلبر کے لیے دل تڑپے گھر ، شہر لگیں کب اچھے
کھائیں گے طوف کے دھکے پھر بخت مجھے گر لایا

بن یار فرید کُھلوں میں خوں روؤں آہ بھروں میں
آخر غم کھا کے مروں میں نازک دُکھ نے جھلسایا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲

''انہد مُرلی شور مچایا''

بھید گرو نے سارے بتائے
فکر و عقل و فہم گنوائے
مدہوشی میں ہوش سکھائے
عرشی رستہ سارا سُجھایا

وحدت کو آنکھوں سے دیکھا
اصلِ فنا کا راز بھی جانا
مخفی جو کچھ بھی تھا جلی تھا
ہر گن گیان کا نغمہ پایا

کھلتے گئے پوشیدہ دقائق
دیکھ لئے انوارِ حقائق
ظاہر ، جو اخفا کے لائق
قرب اور بُعد کا فرق مٹایا

بنسی نے سمجھائیں باتیں
گہرے راز انوکھی گھاتیں
بھولیں جھوٹی صفتیں ذاتیں
دیدِ حکم اللہ الٰہی کا دور آیا

شُرب طہورا کے پیمانے
پی کے ہوئے ہم مست یگانے
بھولے صوم ، صلوٰۃ ، دوگانے
رندی مشرب سوانگ رچایا

جانے کیا نادان مقلد مسلک ، ریت ، مقدس جید
بَن کامل آزاد موحد ہر صورت میں آپ سمایا

جب رمزِ توحید کو سمجھا دل خوابِ تقلید سے جاگا
ہو کر فرد فرید اللہ کا روح کا مخفی وعظ سنایا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۳

''بن دلبر شکلِ جہان آیا''

بن دلبر شکلِ جہان آیا
ہر صورت ، عین عیان آیا
کہیں آدم اور کہیں شیث بنے کہیں نوح کہیں طوفان آیا
کہیں ابراہیم ، خلیل بنے کہیں یوسف خود کنعان آیا

کہیں عیسیٰ و الیاس بنے کہیں لچھن رام اور کان آیا
کہیں زکریا اور کہیں یحییٰ کہیں موسیٰ بن عمران آیا

بوبکر ، عمر ، عثمان کہیں کہیں اسد اللہ ذیشان آیا
کہیں حسن ، حسین شہید بنے کہیں مرشد فخر جہان آیا

کہیں احمد ، شاہ رسولوں کا محبوب سبھی مقبولوں کا
اُستاد ، عاقل معقولوں کا سلطانوں کا سلطان آیا

تنزیل کہیں جبریل کہیں توریت ، زبور ، انجیل کہیں
آیات کہیں ، ترتیل کہیں حق ، باطل کا فرمان آیا

ہر شے میں حاضر ناظر ہے ہر مظہر میں وہ ظاہر ہے
کہیں ناز ، نیاز کا ماہر ہے کہیں درد کہیں درمان آیا

کہیں رِیت پریت کا بھیس بھرے کہیں عاشق بن پردیس رہے
کہیں گل میں زُلفیں لہرائے لٹا دھاری سا مستان آیا

کہیں جوتش ، پنڈت ، جوگی ہے کہیں سنت ، سوامی ، بھوگی ہے
کہیں رہبر ، تارک روگی ہے کہیں وید ، بیاس اور گیان آیا

بس فاش ، فرید اسرار نہ کر چپ ، لایعنی گفتار نہ کر
پر اوجھل خود سے یار نہ کر لاریب یہی فرمان آیا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۴

''تو بھی ہوا کیا''

زیر ہوئی ہے خلقت سب
تو بھی ہوا کیا ، تو بھی ہوا کیا
گم ہونا ہی ہے مطلب
خواہ ترا ارشاد ، ہدایت جا پہنچا ہے عجم ، عرب
تو بھی ہوا کیا ، تو بھی ہوا کیا

پڑھ پڑھ دید ، پران صحائف سیکھے سارے علم ، ادب
تو بھی ہوا کیا ، تو بھی ہوا کیا

سارے جگ پر حکم چلائے پا کے شہنشاہی منصب
تو بھی ہوا کیا ، تو بھی ہوا کیا

زہد ، عبادت ، عادت تیری چاہے بنا لے کشف ، کسب
تو بھی ہوا کیا ، تو بھی ہوا کیا

دنیا میں بھی عزت پائی عقبیٰ بھی ہے وجہِ طرب
تو بھی ہوا کیا ، تو بھی ہوا کیا

سنّی پاک حنفی مذہب اپنایا صوفی مشرب
تو بھی ہوا کیا ، تو بھی ہوا کیا

آثار و افعال و صفت میں پا بھی لیا گر اپنا رَبّ
تو بھی ہوا کیا ، تو بھی ہوا کیا

غوثی ، قطبی رتبہ پا کر مل بھی گیا گر شیخ لقب
تو بھی ہوا کیا ، تو بھی ہوا کیا

شعر فرید! ترے گونجے ہیں ہند ، دکھن ، ماڑ اور پورب
تو بھی ہوا کیا ، تو بھی ہوا کیا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۵

''تورے نیناں تیر چلائیں''

تورے نیناں تیر چلائیں
رمز انداز قیامت ڈھائیں

مروائے المست ہزاروں لاکھوں عاشق جان سے جائیں

ابراہیم الاؤ چومیں شوق سے بار عشق اُٹھائیں

صابر کے تن کیڑے مچلیں موجی موسیٰ طُور جلائیں

زکریا آرے سے چروائیں دولہا یحییٰ ذبح کرائیں

یونس مچھلی کے اندر ہوں نوح بھی طوفاں میں بہہ جائیں

شاہ حسن کو اہلِ مدینہ زہر کا قاتل جام پلائیں

کرب و بلا میں تیغ چلا کر حد سے زیادہ حشر اُٹھائیں

شمس الحق کی کھال اُتاریں سرمد کا سر بھی کٹوائیں

سُولی پر منصور کو ٹانکیں مست و مستی سوانگ رچائیں

مجنوں کا رن لیلیٰ ہو کر سو سو ناز انداز دکھائیں
خسرو اور فرہاد کی خاطر شیریں کا بہروپ رچائیں
بارِ عشق اُٹھا کر سارے اپنا اپنا وقت نبھائیں
کردو نذر فریدؔ ، اپنا سر باری آئی سر کو جھکائیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:٦

''چُوڑا منگا دے جیسلمیر کا''

چُوڑا منگا دے جیسلمیر کا
رنگا دوپٹہ اجمیر کا

اصلی خاص مڑیچے والا نقلی نہ ہو ہیر پھیر کا

جلدی آتا دیر نہ کرتا کام نہیں یاں دیر کا

عشق کا چُوڑا پیار کا آنچل کاک ندی کے گھیر کا

بیکانیری بچھوا لُوں گی دائیں بائیں پیر کا

سب پہنوں گی خوب سجوں گی احساں ، دیور شیر کا

یار ، فرید کا کہنا مانے کیا ڈر مجھ کو غیر کا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۷

''حسن قبح سب مظہر ذاتی''

حسن قبح سب مظہر ذاتی
ہر اک رنگ میں بے رنگ پیارا

''نَحنُ اَقرَبُ'' راز انوکھا ''وَھُوَ مَعَکُم'' نعرہ گونجا
سمجھو جانو عالم لوگو ہر اِک رُوپ میں اُس کا نظارہ

''وَ فِیٓ اَنفُسِکُم'' رازِ الٰہی ''لَوُ دَلِیتُم'' فاش گواہی
ہر صورت محبوب وہی ہے ناز و ادا کا ڈھنگ نیارا

حسن ازل کی چال عجب ہے لطف انوکھا طرزِ غضب ہے
خود ہی رقیب اور خود عاشق ہے موہ لیا اس نے جگ سارا

کہیں مطرب ، گیت ترانہ کہیں عابد ، نفل دوگانہ
کہیں صوفی مست یگانہ کہیں پہ رِندوں میں ہے گزارا

کیا افلاک ، عقول ، عناصر کیا متکلم ، غائب ، حاضر
ہر جا نورِ حقیقی ظاہر کیا ہے فریدؔ غریب بیچارا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۸

''درد اندر کی پیڑ''

درد اندر کی پیڑ
ظلمی سخت ستائے

ہجر فراق کا تیر دل کے ہوش اُڑائے

عشق ہے دُکھتے دل کی شادی عشق ہے رہبر مرشد ہادی
عشق ہے اپنا پیر سارے راز سُجھائے

یہ دلڑی دنیا کی راندی جنم ، جنم سے عشق کی باندی
ازلی شوق کا تیر جانی چبھوئے جائے

ناز ، تبسم ، چُہلیں ، ٹھٹھے چالیں ، پیچ ، فریب ، دلاسے
حسن کے چار امیر رکھیں چَو کھونٹ جُھکائے

دشت میں گیلی ریت کا جادو مینہ سے سبزہ ، رونق ، خوشبو
روہی رشک ملہیر سوتا بخت جگائے

جھوک ، فرید ، آباد ہوئی ہیں سوکھی شاخیں شاد ہوئی ہیں
تھن میں نہ سنبھلے شِیر رَبّ نے ماڑ بسائے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۹

''دل کا دوست ہمارا''

قلبی دوست ہمارا نور محمد خواجہ
پیارا یار دُلارا نور محمد خواجہ

اپنی ساری شرم بھرم کا لاج تجھے ہے خواجہ
تیرا عرب بھی تیرا عجم بھی تو پنجاب کا راجہ
دنیا بھر میں گونج رہا ہے تیرے فیض کا باجہ
تیرے قدم سے کیا کیا کرم ہیں میرے آنگن آ جا
دلبر جانی ، یوسفِ ثانی پیارا مُکھ دکھلا جا
نوشہ! شہر مہار کا دُولہا ترسوں ، گلے لگا جا
نین فرید کے دید کو تڑپیں ترسا مت ، اب آ جا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۰

''سنگ ہمارے ہر دم رہنا''

سنگ ہمارے ہر دم رہنا
ہنستے بستے ، دلبر مانا

ذہن ہے گم سم ، سر ہے بھاری — آنکھ سے خونی آنسو جاری
فکر ہے طاری ، دل آزاری — تن من ہے دُکھ کا گہوارہ

بے پروا کی جھوٹی یاری — ظلم ، اندھیر اور بے انصافی
پہلے لُوٹیں دلڑی ساری — پھر چپکے سے یہ جا وہ جا

ہجر ملا کچھ اور نہ پایا — زُلفیں نوچیں ، حال گنوایا
مِنّت بھی کی سر کو جُھکایا — ناک گھسی ماتھا بھی رگڑا

عشق میں جس نے غور کیا ہے — بحث میں ''کیوں اور کیا'' کی پڑا ہے
سر کو نگوں جو کر نہ سکا ہے — راہ عشق میں بازی ہارا

لانے بھوگ ، فرید ، رُجھاؤں — گھر تج کے ویرانے بساؤں
جنگل میں اِک جھوک بناؤں — ٹوبھے بھرے پانی برسا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۱

''سانول پُنل''

سانول اپنے گھر کو سدھارا
شوق نے مارا ، سر چکرایا

رستے ڈرائیں ، دُکھڑے ستائیں
بھوت ، بلائیں گھِر گھِر آئیں
بن دلبر رشتے بھی نہ بھائیں
گھر بار اپنا لاگے پرایا

خوشیاں مجھ کو راس نہ آئیں
طعنے تشنے ، تکتی راہیں
اوکھا پیتم ، اوکھی پیتیں
ہائے کہاں نظروں نے پھنسایا

تحفہ غم ، دُکھ کی سوغاتیں
کیچ سے آئیں کیا کیا براتیں
عشق کی شطرنجی ہیں گھاتیں
دل گھائل ہے پھر بھی نبھایا

گزر گئے جو بن کے زمانے
بکھرے سہرے ، اُجڑے ٹھکانے
غم سے گھلی ہوں ، پیا نہ جانے
دل برباد کیا ، رُلوایا

اُمیدیں خاکستر ساری
پائی نہ دلبر سے دل داری
چشمِ مہر کی آئی نہ باری
چھایا فریدا دکھ کا سایہ

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۲

''سانول سدھارا''

چھوڑ کے سانول مجھ کو سدھارا
سر بدبخت ہے غم کا مارا

سوختہ ، تنہا ، بوریا رکھے ہجر کا نیزہ دل میں پروکے
جان جلائے ، دل کو گُھلائے بے ڈھب آگ کے شعلے بھڑکے
پیار نے بخشے درد انوکھے پل پل انجانا دکھ چھایا

پربت اوکھے تیز بگولے غم کے تیر دکھوں کے نیزے
یار پرے اور درد اکٹھے کوئلہ ہے ، دلڑی جل جل کے
آفت ڈھونڈے راہ نہ سوجھے دم دم اپنا روگ سوایا

ندیا میں اَنتاری ہاری مایوسی کی ضرب ہے کاری
دُکھیاری امداد سے عاری اُلٹا ٹوٹی یار کی یاری
جسم آزاری ، آنسو جاری جو قسمت میں تھا سو پایا

پربت کالے ، پاؤں میں چھالے جان جلی دُکھڑوں کے حوالے
آنکھ بہے ، غم آگ میں ڈھالے تازہ زخم جگر میں ڈالے
چالیں چلے اور پیت نہ پالے فکر فراق قیامت لایا

خوشیاں چھینے ، بھید نہ کھولے
یار فریبی روز دغا دے
ہمسایوں کی جگتیں ، ٹھٹھے
ساس کے طعنے تشنے جھگڑے
دُکھڑے دُونے ، جی بے بس ہے
دل ہم نے بے کار لگایا

کوہ گھنیرے ، رستے ٹیڑھے
دور بہت ہیں یار کے ڈیرے
ماں بھی لڑے بھائی بھی جھنجھوڑے
ساس بھی جھگڑے ، نند بھی چھیڑے
گھر آ جا اب ، چھوڑ دے نخرے
ناحق اتنا شور مچایا

آہیں بھروں میں سانجھ سویرے
عشق سے بھڑکیں آگ کے شعلے
شوق اُکسائے راہ نہ سوجھے
بھٹکی پھروں میں جنگل بیلے
اُجڑی جھوکیں چپ ویرانے
یار ، فرید نہ مڑ کر آیا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۳

''عشق لگا گھر بھولا''

عشق لگا گھر بھولا
شوہر اور زَر بھولا

حسن و ادا سب خواب ہوئے ہیں کپڑے ، زیور بھولا

بھولا کجلہ ، سرخی ، مہندی بُولا بینسر بھولا

درد ، اندیشے دل کے اثاثے ہر اِک جوہر بھولا

دیر ، کلیسا ، معبد ، مندر مسجد منبر بھولا

اس کی قسم ہے اس کی خاطر خیر ہو یا شر بھولا

ہر دم رَبّ ہی یاد ہے ہم کو باقی یکسر بھولا

کہے فریدا جا کے رہوں گی جنگل کا ڈر بھولا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۴

''یار کا نامہ بر''

یار کا نامہ بر پہنچا ہے
ساتھی کو پیغام دیا ہے

عشق نہیں یہ تیر بلا ہے — کاری زخم لگا جاتا ہے

ناز و ادا نے کب مہلت دی — چاہت سے زنجیر کیا ہے

رمز ، ادا ، مسکان ، اشارے — سب کچھ عشق ہی سمجھاتا ہے

درد ، اندیشے ، ہجر کے شعلے — تن من سب کچھ جل جاتا ہے

دلڑی دُکھ کب سہہ سکتی ہے — یار ہی یہ بار اُٹھواتا ہے

ہجر سے دل زخمی ہے فریدا — دوست نہ مرہم رکھ پاتا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۵

''کیا میں حال سناؤں دل کا''

کیا میں حال سناؤں دل کا
محرم کوئی نہیں منزل کا

دھول مَلی مٹی کو اوڑھا
سب نام و ناموس کو چھوڑا
حال نہ پوچھا گھر بھی نہ آیا
اُلٹا ہنسے ہے عالم سارا

بارِ ہجر ہے بے حد بھاری
گلی گلی رسوائی ، خواری
روتے عمر گزاری ساری
پتہ نہ پایا ہے منزل کا

یاد پیا کی خوں رُلوائے
دل تڑپے ، مچلے ، غم کھائے
صدمے جھیلے ، رنج اُٹھائے
حال ہے یہ تیرے بیدل کا

کئی مسیحا نسخے لائے
گھول گھول کے پُڑے پلائے
میرے دل کا بھید نہ پائے
فرق نہ پڑ پایا اِک تِل کا

پنّوں رُکا نا ہاتھ ہلایا
چھوڑ کے تنہا کیچ سدھارا
جانے بوجھے مجھے رُلایا
نیند بہانہ ایک خجل کا

سن لیلیٰ! فریادیں ، آہیں
گونجیں ترے مجنوں کی کراہیں

مل جائیں اِک بار نگاہیں
کاش! اُٹھا پردہ محمل کا

پریم نگر کھنچتا جائے دل
سخت سفر ، گم گشتہ منزل

سوچ فریدا راہ نہ ساحل
پینڈا ہے بے حد مشکل کا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۶

''ظلمی سجن''

ظلمی سجن نے مکھڑا چھپایا
دُکھ نے دُکھایا ، درد نے ڈھایا

شوق نے جھلسا ، جی مُرجھایا　　غم نے ستایا ، دل نے ہرایا

سنگیتوں نے بھی رُلوایا　　چغلی ٹولہ ، پِیا پرایا

کوہ و جبل سسی کو پھرایا　　پنّوں پھر واپس نہیں آیا

انجانا غم ، جی کو جلایا　　دُکھ ہے پرانا ، سُکھ بھی گنوایا

خوشیاں روٹھیں ، پِیا گنوایا　　مفت میں جوبن اپنا بِتایا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۷

''بھینسوں کا پیارا چرواہا''

بھینسوں کا پیارا چرواہا
میرے من کو بھائے
پل پل میرے ساتھ گزارے پہنوں اسے تعویذ بنا کے
رکھّوں گلے لگائے
شب بھر روتے جلتے کُڑھتے سج کر تارے تکتے تکتے
کیوں نہ گلے لگائے
ساون کی خوش کن برساتیں لائیں ملن کی رُت ، سوغاتیں
جی کو عشق اُکسائے
ٹھنڈی سانسیں تپتی آہیں روتے روتے ماروں چیخیں
دُکھ اندر نہ سمائے
وعدے فرید اس نے نہ نبھائے آنے کو کہہ کر دل بہلائے
پِیا نہ مڑ کر آئے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۸

''دنداسہ مَلتے''

دنداسہ تیرے لیے مَلتے ، بیتا ہے دن سارا
بنتے سنورتے حسن میں ڈھلتے ، بیتا ہے دن سارا

کاجل ڈالا ، سرخی لگائی پھر بھی بھولا رہا دُلارا
کاگ اُڑاتے عمر گزاری آیا نہ اپنا یار پیارا
راہ پہاڑی جنگل جھاڑی شوق رکھے ہر سو آوارہ
عیش کی سیج اِک پل بھی نہ پائی بخت بھی میرا ہمت ہارا
پڑھ بسم اللہ قرباں ہو کر عشق کو سونپا اپنا اجارہ
رانجھن میرا میں رانجھن کی روزِ اَزل سے بندھن سارا
ہجر نے ایسی آگ لگائی جل گیا مفت فرید بیچارا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۹

''نامِ خدا''

نامِ خدا اے اچھے مسافر
میرا سندیسہ بھی لیتا جا

کہنا! چھوڑ دے دھوکہ دینا — عشق کو مت کر ایسے رُسوا
جیسے تو منہ موڑ گیا تھا — ویسے ہی پھر منہ دِکھلا جا
جیسی نیت ویسی مرادیں — دھوکے بازی سے باز آ جا
مکر و دغا کی چالوں والی — اپنی رِیت بدل دے سجنا
سنگت کرکے بیگانوں سے — دل ، پرچاکے بیٹھ گیا
اور کوئی کب کام آتا ہے — تو ہے اپنا تو کام آ
ساس اور نندیں طعنے ماریں — ماں کی ملامت اور سوا
آ میری آنکھوں میں اُتر آ — من آنگن میں جھوک بسا
جلی کٹی باتیں نہیں اچھی — تول کے بولا کر سوہنا

یاری کی پر یاری نہ آئی
یاری کا انداز نہ سیکھا

اندر کے دُکھ نے مارا ہے
خشک ہوا خوں سارے بدن کا

بِن دیکھے ہو صبر بھی کیسے
عشق نے اندر تک جھلسایا

طعنے ، شکوے ٹھیک نہیں ہیں
کچھ تو کر لے پاسِ حیا

خوش شکلوں سے سب ہی نبھائیں
بدشکلی سے عشق نبھایا

جلدی آنا دیر نہ کرنا
نہیں بھروسہ اِک دم کا

سر کے نیچے رکھ کر بانہیں
رنگیں ، گلگوں سیج سجا

آئی سجن تیرے چرنوں میں
آپ خوشی سے دل بیچا

دل نہ ملے تو ساتھ نبھے کب
بھاڑ میں یارانہ جھوٹا

منزل پانا چھوڑ نہ جانا
رکھنا ہمیشہ یاد وفا

کہے فریدا! گورے سجنا
کبھی تو مورے دوارے آ

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۰

''سوہنے کا انداز''

سوہنے کا انداز ہے پیارا
ہر صورت میں جلوہ آرا
کہیں لگائے عشق کا نعرہ کہیں پہ دیدے حسن اُدھارا

وہ آقا ، میں سگ بیچارہ ہر صورت میں لگے وہ پیارا
میں کیا ، اُس کا ہے جگ سارا گونجے اس کا ہی نقارا

نااُمیدی میرا سہارا ہر اِک کی وہ آنکھ کا تارا
سرکش ، معصومی کا منارا ہر دل کو لگتا ہے پیارا

میری طرح جو بوجھے پہیلی اُس پہ کھلی یہ رمز الیلی
کوئی نہیں کچھ ، ذات اکیلی بس سارا اس کا نظارہ

سر کو جھکا ان کے قدموں پر چوم کے رکھ ہر لفظ آنکھوں پر
چلنا ہے مشکل راہوں پر قرب اس کا مقصود ہمارا

بن کر پیر کا چیلا سچا آگے بڑھ کے پیچھے نہ ہٹنا
عشق نے اک دوزخ بھڑکایا جل بھُن ، مار انا کا نعرہ

جس کی ان چاروں سے یاری
جذب و ضبط ، لگن ، بیداری
خوش ہو ، دید کی کر تیاری
جیون ہوگا سب سے نیارا

چار جہاں جو خلق ہوئے ہیں
تیری سیاحت ہی کے لیے ہیں
جس کے یہاں پاؤں پھسلے ہیں
بھٹکے گا ہر سو آوارا

تم ہی تم ہو جان لو خود کو
ذاتِ الٰہی ، دھیان میں رکھو
اپنے آپ سے منہ مت موڑو
سب ہے رُوپ سروپ تمہارا

چاروں وید پکاریں کب سے
نام الگ ہیں ایک ہی رَبّ ہے
جانے کیا کیا رُوپ ہیں دھارے
دُوئی فریدا! دھوکہ ہی دھوکہ

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۱

''ہائے بروچل''

ہائے مرے سجنا
کچھ بھی ، ترس نہ آیا

میں بیچاری ، دُکھیا ساتھ نہ اپنے رکھا
ہجر کا ازلی پیالہ میری قسمت ٹھہرا
جب سے یار سدھارا دُکھ آیا سُکھ بیتا
خار ، نوکیلے ، غم کے رَگ رَگ میں پیوستہ
مجھے وہ یکسر بھولا پریم فلیتہ سُلگا
کوہ ، فریدا ، روندے کاش! بھنبھوڑے چیتا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۲

''میں دُکھیا''

میں دُکھیا نت جان بہ لب
خوش وہ بسے ہے ، ملکِ عرب

اس کی لگن لمحے لمحے　　سینے میں نیزے اُترے
غم ہی دل کو ڈھارس دے　　مجھ میں بسے دُکھ سب کے سب

جوگن ، بَن ، چودھار پھروں　　سندھ پنجاب اور ماڑ پھروں
ویرانے ، بازار پھروں　　بنے ملن کا کوئی سبب

شعرِ عشق نے جب پکڑا　　دُکھ ہیں نشتر ، عیش گیا
جوشِ جوانی ختم ہوا　　جھلسے سُکھ ، مرحوم طرب

دَر دَر دھکے کھاتی ہوں　　نام پہ بِک بِک جاتی ہوں
تیری باندی کی بھی باندی ہوں　　تیرے سگِ دَر کا بھی ادب

سوہنا پیارا ، یار سجن　　تیرا حجاز ، آباد وطن
دیکھ فریدی بیتِ محن　　روزِ اَزل سے تیری طلب

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۳

''سن سمجھ اے زاہد''

سن سمجھ اے زاہد جاہد تُو
ہیں عشق کے یہ کلمات عجب

ہے بات عجب ، ہے حال عجب ہے چال عجب ، ہے گھات عجب

ہے ذوق عجب ، ہے شوق عجب ہے عین عجب ، ہے بین عجب
ہے ذکر عجب ، ہے فکر عجب ہے نفی عجب ، اثبات عجب

سب چاہ ، طلب مفقود کریں پر مظہر حق مسجود کریں
دل والے ترکِ وجود کریں ہے شوقِ صوم و صلوٰۃ عجب

حکمات عجب ، شبہات عجب درجات عجب ، درکات عجب
آیات عجب ، طاعات عجب طاغوت اور لات منات عجب

اِک ذات سے ہے سو ذات عجب اسماء ، افعال ، صفات عجب
ہیں خضر کے فلسفیات عجب ظلمات اور آبِ حیات عجب

رکھ فقہ ، عقائد ایک طرف رِیت اپنا ، ابن العربی کی
ہے غیر سے دلڑی پاک تری مصباح عجب ، مشکوٰۃ عجب

حرکات عجب ، سکنات عجب — اشغال عجب ، اوقات عجب
اوراد عجب ، دعوات عجب — ساعات عجب ، دن رات عجب

''لاَ تُدْرِکُہُ الْاَبْصَار'' عجب — ''لاَ تَحْجبہُ الاَشکَال'' عجب
ہے بحر عجب ، ہے لہر عجب — ہے نہر عجب ، قطرات عجب

آفات عجب ، خدشات عجب — صدمات عجب ، حسرات عجب
واہ جذبہ اور جذبات عجب — راحات عجب ، لذّات عجب

ناسوت عجب ، ملکوت عجب — جبروت عجب ، لاہوت عجب
تلبیس عجب ، تانیس عجب — تقدیس عجب ، سطوات عجب

اوہام عجب ، ابہام عجب — اعلام عجب ، الہام عجب
ہمزات عجب ، خطرات عجب — لحات عجب ، شطحات عجب

ہے قرب عجب ، ہے بُعد عجب — ہے وصل عجب ، ہے فصل عجب
ہے قہر ، حجاب ، عتاب عجب — مدہوش ہے لطفِ نجات عجب

ابدال عجب ، اوتاد عجب — اقطاب عجب ، افراد عجب
تحقیق عجب ، تصدیق عجب — تقلید ، عدول ثقات عجب

ہے قلب عجب ، اسرار عجب — ہے نفس عجب ، ہے روح عجب
ہے حرم عجب ، احرام عجب — حجاج عجب ، عرفات عجب

جبریل عجب ، تنزیل عجب ترتیل عجب ، تعمیل عجب
ظاہر ہے عجب ، تفسیر عجب باطن اور تاویلات عجب

ہے کبر و فخر غرور عجب ہے نار عجب ، ہے نور عجب
ہے نخل عجب ، ہے طُور عجب ہے موسیٰ اور میقات عجب

آغاز عجب ، انجام عجب ہے صبح عجب ، ہے شام عجب
سورج بھی عجب ، سائے بھی عجب ہے عکس عجب ، ذرّات عجب

ہے طرزِ قیام ، قعود عجب ہے طورِ رکوع ، سجود عجب
ہے شفع عجب ، ہے وِتر عجب ارکان عجب ، رکعات عجب

نفقات عجب ، صدقات عجب خیرات عجب ، حسنات عجب
ہے دنیا کی بنیاد عجب بے گنتی مذہبیات عجب

دوزخ کی طبیعیات عجب جنت کی سبع صفات عجب
عاصی اور نافرمان عجب اَبرار اور باقیات عجب

''وَالـلَّیل'' میں رمز بطون عجب ''وَالْقَلَمْ'' عجب ہے نون عجب
''وَالتِیْن'' اور ''وَالـزِیْتُوْن'' عجب وَالْشَمْس اور وَالْصَافَاتْ عجب

مِن اَین اِلیٰ اَین اَست عجب مالحاصل فی المابین اَست عجب
مِن علم اِلیٰ العَین است عجب اسرار ، رموز ، نکات عجب

ویران لگے گھر بار ہمیں — بھولا سب کاروبار ہمیں
کر ڈالا ہے لاچار ہمیں — دی عشق نے یہ سوغات عجب

اک سمت ہے ناز نواز عجب — اُس سمت ہے عجز نیاز عجب
ہے سوز عجب ، ہے ساز عجب — پردہ بھی ، نظر کی گھات عجب

ہر منظر حُسن آباد عجب — محبوبوں کی بیداد عجب
ٹوٹے دل کی فریاد عجب — نینن کی ہے برسات عجب

ہر آن اَحد کا دھیان رکھو — پختہ اس پر ایمان کرو
سب دل سے فرید کا وعظ سنو! — سو باتوں کی اِک بات عجب

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۴

''قسم خدا کی''

قسم خدا کی قسم نبیؐ کی
عشق ہے چیز لذیذ عجیب
گرچہ نفس کی دُھن ہے غالب پر مایوس نہ ہونا طالب
پیر مغاں ہے خاص طبیب
لاکھوں رنج ہزاروں دُکھڑے شکر ہے آئے میرے حصے
بے شک ضرب حبیب زبیب
عمر نبھائی جلتے بھنتے تپتے کھپتے ، دُکھتے گھُلتے
میرا شاید یہی نصیب
انجانا بن کے منہ پھیرے چھپ کے جو دیکھوں گھونگٹ کرلے
گرچہ رہوں میں اس کے ،قریب
ہر دم ہے دیدار کی ٹیس میں لوہا وہ مقناطیس
اِنَّ الْقَلْبُ اِلَیْہِ یُنِیْب

مخفی ، راز ، معمہ ٹھہرے سیّدؐ کو دنیا میں بھائے
ذوقِ نماز ، نساء اور طیب
میں مسکین فرید بیچارا بھولا یار ، فریبی ڈیرہ
گلی محلے بسیں رقیب

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۵

''ہوئی عشق سے اپنی یوں سنگت''

ہوئی عشق سے اپنی یوں سنگت
گئی شدّ ، مدّ ، زِیر ، زَبر کی مت

سب بھولے علم ، علوم میاں
سب چھوٹیں رسم رسوم میاں
باقی ہے غم کی دھوم میاں
بس یاد رہے سازِ اُلفت

اِن دشمن جھوٹوں غیروں سے
ان بدنیت ، بد کھیڑوں سے
بیری ، بدخو ، بدشکلوں سے
اُس کو سُن گُن لینے کی لت

کر صبر اور شکر شکایت پر
رکھ آس ، اُمید ، عنایت پر
پِیا فخر کے فقر ولایت پر
دن رات یہی ہے دل کی مت

ہر لب پر شہر میں تہمت ہے
ذلت ہے اور ملامت ہے
اُجڑی روہی اب قسمت ہے
بخشی ہے یار نے یہ خلعت

نت گھیرے میں ہوں دُکھڑوں کے
وہ کہتے ہیں پھر چاہو گے؟
تُو تُو ، میں میں ، اُس کے لہجے
دھمکائے ، آپ نچوڑے ست

تنہا ہوں ، فریدا! یار گیا
مجھ بیکس کا کیا حال ہوا
تڑپوں ، کر کر کے یاد ، پِیا
اب ہاتھ ملوں اور روؤں رَت

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۶

''میرا سجنا''

کاک ندی کا میرا سجنا
رانا! کاش آ جائے رات

تیری محبت میں سوئی تھی سکھی سُومل کے ساتھ
جیتے جی پھر آنا حویلی چاہے دن چھ ، سات
سچ بتلا جو تو نے کیا ہے ماڑ میں ہوتی ہے یہ گھات
ندی کنارے مل کر دیکھیں ساون کی برسات
دل تیرا پتھرایا ایسا کی نہ جھلک ، خیرات
دل کا حال سناؤں کیسے؟ سو سو دُکھ اک ذات
کاگا! میٹھی چُوری دُوں گی سنا ملن کی بات
پریت ہمیشہ غم ہی بخشے داتا کی سوغات
دن کو روتے رات ہوئی ہے صبح میں بدلی رات
رنج ، فرید اُترے ہیں اَزل سے عشق کے انعامات

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۷

''یار مسافر''

یار مسافر بن کے سدھارا
میں تنہا جنگل میں بھٹکوں

ہر دم درماندہ واماندہ — سو سو روگ اپنائے رکھوں

سر کا والی پیت سے خالی — سجی سجائی سیج اُٹھالی
جس گھر جاؤں ماتم پاؤں — سسکوں ، تڑپوں ، مچلوں ، روؤں

آس اُمید لگائی دل نے — آخر اِک دن آئے گا ملنے
کاش! مجھے کندھا بھی وہی دے — اس کے ہاتھوں قبر میں اُتروں

درد کے سہرے ، سوز کے ڈورے — رنج کے ہار ، دُکھوں کے گہنے
غم کے بازو میرے سرہانے — یاس نگر میں بستی ہوں

عشق غضب ، دشمن پچھواڑہ — گھر کا کام ملامت ٹھہرا
باندیاں تک منھ زور ہوئی ہیں — کنبے میں طعنے سہتی ہوں

قاتل تھل کے دُکھڑے گہرے
دلدل ، کیچڑ ، بے ڈھب رستے
روز و شب سسکی تڑپی ہوں
جنگل ویرانوں میں پھری ہوں

عشق بلائے بے درماں ہے
آہیں کراہیں سانجھ سویرے
سیج فرید اب تو نہیں بھائے
اندر کی چوٹوں سے دُکھی ہوں

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۸

''یار سجن''

یار سجن کی خاطر
بھٹکی دشت و دَر میں

تاک کے مارا نیزہ دلڑی ، جان ، جگر میں

سب نے یار رُجھائے اپنے پیارے پائے
میرے مان سجن نے چھوڑا خوف نگر میں

یار نہ پاؤں ڈھونڈوں نیر بہاؤں ، گانے گاؤں
بین کروں اور روؤں ہر کوچے ہر گھر میں

تپتی ریت اور صدمے دلدل ٹیڑھے رستے
بھُولا وہ پہچان مارا تیر جگر میں

حُسنِ حقیقی ، نورِ حجازی کھیلے ناز نیاز کی بازی
دل سے کر پہچان اُترا ''کوٹ'' نگر میں

مشکل گھاٹی ، رستے چبھتے ہیں کنکر ، کانٹے
غم کے ہتھوڑے برسیں ظلم و قہر کے گھر میں

پہلے دن ہی قسمت اُلٹی ماں نے جنم دیتے ہی
دے دی دُکھ کی گھٹی پھینکا عشق بھنور میں

درد فریدا! لَو دے پاپ دُوئی کے دھو دے
جوت جلائے من میں پہنچوں پریم نگر میں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۹

''چھوڑ دے جھوٹی باتیں''

چھوڑ دے جھوٹی باتیں
اک حق کو رکھ یاد

پاگل ، پیپ لہو پر کرتا ہے فریاد
بِنا اَحد حقیقی محض خراب آباد
حُسنِ مجازی جھوٹا ہے فانی برباد
کہاں ہیں لیلیٰ مجنوں شیریں اور فرہاد
غیر خدا ، سب چیزیں فانی بے بنیاد
اصل محبت رب کی باقی شور فساد
مرشد فخر جہاں نے یہی کیا ارشاد
عارف ابن العربی اپنا ہے اُستاد
رہو فرید ہمیشہ غیروں سے آزاد

☆☆☆☆

کافی نمبر:۳۰

”حُسنِ ازل“

حُسنِ ازل کا تھا اظہار
اَحَد بھیس بدل کر احمدؐ

نفی نہیں اثبات نہیں ہے — نہ طالب ، مطلوب کہیں ہے
ہے لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَار — بے حد مطلق ، مطلق بے حد

ارضِ غیب الغیب سے آیا — دنیا میں جلوہ دکھلایا
احدیت کا گھونگھٹ اُلٹا — غیر مقید ہوا مقیّد

حق ، باطل سب حق ہی حق ہے — پر یہ راز بہت مُغلق ہے
یار ہے بے شک یار ہے یار — گورا ، کالا ، نیک اور بد

وہ دلبر بالائے سوال — جس کی نہیں ہے مثل مثال
اُس کے ٹھکانے اس کے مدار — دنیا ، عقبیٰ ، ظاہر ، مشہد

گم تقلید ، آئی تحقیق — سلجھے نکتہ ہائے دقیق
فاش ہوئے سارے اسرار — برزخ ، زِیر زَبر ، شَد ، مَد

لطفِ ازل کی ہے جھلمل شکر ، ملا مرشد کامل
دل کو ملی تسکین ، قرار شک ، اوہام ہوئے سب رَدّ

پیر ہے اور سجدہ آرائی فرض ، فرید ، نماز ، اپنائی
مان کے ، من کا ہے اقرار ہاں ہے یہی اصلی مقصد

☆☆☆☆

کافی نمبر:۳۱

''سُن رِی سہیلی''

سُن رِی سہیلی سگھڑ سیانی
عشق مسافت سخت ، بعید
علم نہ مجھ کو تیغِ قضا کا نہ قسمت کے تیر وِغا کا
دید نے کر ڈالا ہے شہید
دن اچھے تو دوست بھی اچھے بخت نے بے ڈھب رشتے جوڑے
یار ستم گر ، بخت عنید
رونا ، دھونا اپنی شادی بن ، صحرا اپنی آبادی
عشرہ محرم اپنی عید
سینکڑوں ہیں ریوڑ ، چرواہے راہی مینہہ کی خبریں لائے
روہی ہے شاداب ، جدید
زندگی قیدی جور و جفا کی دلڑی قیدی کرب و بلا کی
لگے رقیب ، یزید پلید
خرقہ پھینک ، جلا سجادہ جامۂ جاں شو پاک بہ بادہ
پیر مغاں کی ہے تاکید
سانوریا کے ناز و نگہہ پر قاتل چال اور خالِ سیہ پر
بک گئے ہم بے مول فرید

☆☆☆☆

کافی نمبر:۳۲

''یار کو رکھ مسجود''

یار کو رکھ مسجود
تج دے سب معبود

ہر صورت میں یار کا جلوہ غیر نہیں موجود

سمجھ تمام اعداد کو واحد کثرت ہے مفقود

فخر پیا کا عشق جلائے دم دم نکلے دُود

وصل فرید کو کب مل پایا جب وہ ہوا نابود

☆☆☆☆

کافی نمبر:۳۳

''دل ہم سے کیوں پھیرا''

دل ہم سے کیوں پھیرا او یار
جانے کسے دیا او یار

میرا سجن مکران کا والی مجھ کو عطا کی خستہ حالی
کوہ و جبل پر پٹخا او یار

ملک ملیر میں جھوک بسائی انجانوں میں پھروں اکیلی
کچھ بھی رحم نہ آیا او یار

میں بھولی کیا جانوں پیار بھیڑیوں اور شیروں کی کچھار
تو نے عشق لڑایا او یار

آپ ہی مجھ کو دوست بنایا ساتھ نہ لے جا کر ترسایا
کس نے تجھے بھڑکایا او یار

میں بدقسمت خاک بسر ہوں اتنا جلی ہوں ، خاکستر ہوں
جلی کو کیوں سلگایا او یار

آپ ہی شہر بھنبھور میں آیا یاری کر کے چھوڑ سدھارا
کیوں آخر کیوں دھوکہ او یار

یار ، فریدا آئے گا کب؟ مجھ کو پاس بٹھائے گا کب؟
بخت اگر جاگا او یار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۳۴

''ہے پردیس سے پیار''

ہے پردیس سے پیار اے یار
دیس سے دل بیزار ہے اے یار
کھلا نہیں بھولے لوگوں پر عشق کے نیزے ہیں زوروں پر
سر پہ تنی تلوار اے یار
موت آنے سے پہلے جاؤں شہر اِرَم آنکھوں سے دیکھوں
شہہ پریوں کی ڈار اے یار
چال جو دیکھی یار سجن کی سبک خرامی من موہن کی
بطخیں چھپیں کہسار اے یار
میری جیسی سکھیاں کتنی نازوں پلی شہزادیاں کتنی
عقل گئی ہے ہار اے یار
شومئی قسمت پیت لگائی مفت فریدا جان گنوائی
سکھ آرام نثار اے یار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۳۵

''بن دلبر کے آہیں بھر کر''

بن دلبر کے آہیں بھر کر
راتیں صبح ہوئیں مر مر کر

کہسار و صحرا میں پھری ہوں
قدم قدم بھولی بھٹکی ہوں
کبھی تھکی ہوں کبھی چلی ہوں
سوہنا! جلد آ ، تیز سفر کر

آہیں دُکھڑے شام سویرے
بھدّے منظر ، مشکل رستے
غول بیاباں ، آدم خورے
راچھس ریچھ بھی بھاگیں ڈر کر

بن عاشق بن اہلِ وفا کے
بن ذوقِ دیدار الٰہ کے
بن اصحابِ صدق و صفا کے
کون آئے اس رہ سے گزر کر

بدلے ڈیرے دُور بسیرے
دل میں غموں نے ڈالے ڈیرے
نان لگیں ، دلڑی کے ٹکڑے
پینا ہے پانی ، خون جگر کر

خار بنا ریشم کا سرہانہ
گھر جیسے بھوتوں کا ٹھکانہ
دل کے والی ہوت آ جانا
آ! میرے سینے میں گھر ، کر

ویری ، دشمن کیچ سدھارا
جی کو جلایا ، قہر اُتارا
گھل گھل کر خود کو بھی وارا
تھل میں قبر بناؤں مر کر

سوہنا! فریدا لوٹ کے آئے
گلے لگائے ، سیج سجائے
آئے اُجڑی جھوک بسائے
ٹھنڈی آہ! اب تو ہی اثر کر

☆☆☆☆

کافی نمبر:۳۶

''چھوڑ کے سجنا''

چھوڑ کے سجنا کیچ سدھارا
دلڑی بیچاری زار و نزار
یاس اور پیاس نصیبہ اپنا ٹوبھا ہے نا کوئی ٹھکانہ
نا دیکھی اونٹوں کی قطار
رنج ہزاروں ، درد گھنیرے رکھیں سوختہ جاں کو گھیرے
عشق ، بڑھائے روز ، آزار
بنوں گی شاہی تج کر باندی رِیت نبھاؤں گی میں غم کی
لوگ نکالیں لاکھ غبار
سیج نہ بھائے ، مچلوں تڑپوں تارے گنتے رات گزاروں
نہ کوئی ساتھی نہ غم خوار
ماں ، ابّا ، بھائی کو نہ بھاؤں باندی سے بھی طعنے کھاؤں
سکھیاں مجھ سے ہیں بیزار
جس تن لاگے وہ تن جانے غیر فریدؔ ، کہاں پہچانے
جانے سوہنا ، دلبر یار

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۳۷

''کس لئے''

کس لئے بولا بینسر پہنوں
ساجن کو میں نامنظور
کس کے لئے اب مانگ بناؤں کاجل ڈالوں سرخی لگاؤں
مورا یار بسے ہے دُور
پیت پرانی کرے دوانی رَگ رَگ میں ہے سوزِ نہانی
پل پل رنج و فکر سے چُور
عجز و نیاز اپنا سرمایہ یار کی خاکِ پا بھی قبلہ
حُسنِ اَزل کا وصف غرور
سکھیاں سیج کو رونق بخشیں چُوڑی بھری بانہوں میں بھرلیں
اِک میں ہی بیکس مہجور
وادی ایمن تھل کی راہیں جس جا یار ، اونٹوں کی قطاریں
خاکی ٹیلے ، کوہِ طُور
مُلّا ماریں سخت ستائیں گہری رمزیں جان نہ پائیں
بے بس ، مسکیں ہیں معذور
مُلّاؤں کے وعظ نہ بھائیں ہم تو دین ایمان بنائیں
ابن العربی کا دستور

عاشق ہیں معتوب ، دوامی کہہ سبحانی بَن بسطامی
بول اَناالحق بَن منصور
حسن پرستی عین عبادت مستی میں دیدار ، سعادت
غیب کہ غفلت عین حضور
رِیت فرید کی اُلٹی ساری ٹھہرا ، صوم ، صلوٰۃ سے عاری
رِندی مَشرب ہے مشہور

☆☆☆☆

کافی نمبر:۳۸

''ساتھ، جنم سے''

ساتھ ، جنم سے غم کے ، یار
رہے نہ بیش و کم کے ، یار

باغ ، بہار اُجاڑے ہم نے
ہار سنگھار بھلائے ہم نے
دنیا ، زَر سب وارے ہم نے
خادم تیرے دم کے یار

شرم و شعور اب ہم سے رُوٹھے
ننگ و نام کے رشتے ٹوٹے
تجھ پر وارے سارے سہارے
صدقے شرم بھرم کے یار

کبھی ہیں ہم احرام سجائے
کبھی ہیں ہم زنار اُٹھائے
دین ، دھرم سے آنکھ چُرائے
قیدی عشق غم کے یار

دیکھو چال انوکھی اُلٹی
راہ میں گزرا ، پہنچا کوئی
تیرا ناز ، ادا قائم ہے
گزرے عہد آدم کے یار

مان ہیں لانے ، پھوگ ہمارے
میداں ، ٹبّے ، ٹیلے ، ٹھکانے
اُجڑے ، سوکھے کھیت بھی اپنے
نقشے باغ اِرَم کے یار

یار فرید ملا گھر اندر
بھاگ سہاگ کے پہنوں زیور
نتھ ، بُندے ، کٹھ مالا بینسر
لچکیں سُر سے ، جم کے یار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۳۹

''درد پرانا''

درد پرانے سے عاجز ہوں
لے نہ گیا پھر سانول یار
بھولے سجن کو بہکایا ہے زورا زوری ساتھ رکھا ہے
ٹوٹے قہر ، خدا کی مار
پَیر جو ڈھونڈوں کھوج نہ پاؤں روتے ، کنڈے گلے لگاؤں
ترسی آنکھیں زار و نزار
راہی بن کر تھل کو سدھاروں لانڈھی اور لس بیلہ بھٹکوں
ویرانے میرا گھر بار
پانی میٹھا ملے نہ کھارا نہ کچھ پاس نہ کوئی چارہ
نہ کوئی دیکھوں اونٹ سوار
بھولیں رنگا رنگ فضائیں باغ بغیچے ٹھنڈی چھائیں
سہرے ، گجرے ، گہنے ، ہار
نازک ، شوخ مزاج ، انوکھے پیت لگا کے ناواقف سے
کدھر گئے سب قول و قرار
کرموں جلی کے دُکھ ویسے ہی ایک نظر ظلمی نے نہ ڈالی
جیتی بازی گئی میں ہار

جیون منزل کیچ بناؤں کافر ٹھہروں مڑ کے جو آؤں
ڈالی گل میں پریت مہار
مشکل گھاٹی ، سخت چٹانیں اونچی نیچی ، اوکھی راہیں
دائیں بائیں سو سو غار
بھاڑ میں جائے واہن کا جایا شہر بھنبھور بھی دھوکہ ہی دھوکہ
کیچ ، حقیقی دیس ، دیار
مجھ کو نہ رکھے وہ باندی بھی سرخی لگے بندوق کی گولی
کجلہ دھار ہوئی تلوار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۴۰

''بے شک جانا''

بے شک جانا بے شک جانا
سارے حسیں بے حد مغرور
منھ پر خاک سنگار ہے اپنا دھار آنسو کی ہار ہے اپنا
کیچ میں ساجن ، کیچ ہے دُور
روز نئی اِک پیت لگائے جیا جلائے دُکھ پہنچائے
دِلڑی شیشہ چکنا چُور
دن میں ہڈّیاں ماس چباؤں رات کو تڑپوں کُھلوں ، کراہوں
جَل جَل مرتی ، صبحِ سحور
پڑھ بسم اللہ درد سہوں گی خوشی خوشی دامن میں بھروں گی
ہے جو یہی تجھ کو منظور
دُور بسے محبوب ہمارا موت آئے نہ ملن کا چارہ
شام سے صبح تلک رنجور
بیٹھتے اُٹھتے بَین کروں میں روؤں ، پیٹوں ، گاؤں ، مروں میں
ہر ہر رَگ ہے تار ، طنبور
تیر شوق گڑا جب دل میں اُجڑی سرخی ، مہندی ، مانگیں
بُولے بینسر چکنا چُور
یار فرید کو دُکھ ہی ملا ہے ''قمرو'' نے بھی سچ ہی کہا ہے
بے دردوں سے عشق ہے کُوڑ

☆☆☆☆

کافی نمبر:۴۱

''ترے بغیر''

تجھ بن ڈیرے اُجڑے او یار
پھر بَس ، پاس مرے او یار

خانۂ دل میں ساتھ بٹھا کے اپنا محرمِ راز بنا کے
رکھا دُور پرے او یار

تجھ بِن سارا دیس اندھیارا آ کے گلے مل ، ہو چمکارا
انکھیوں میں ہوں ڈیرے ، او یار

میرا چھیتا ، میرا گڈریا باعث دل کے درد و غم کا
مت کر یونہی جھگڑے ، او یار

زیور ، چُوڑا ، ہار ، پازیبیں سب توڑوں ، پھاڑوں پوشاکیں
نوچ کے پھینکوں ، سہرے او یار

میری خبر رکھ عشق بھرم رکھ تجھ پہ نظر ہے ، نظر کرم رکھ
کرتے ہو آپ بکھیڑے او یار

عشق انوکھا ، درد بے ڈھبّا بخت بُرا ، دکھ سر پر پہنچا
آ جا فرید دوارے او یار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۴۲

''تھل میں جہاں دڑیوں ہے یار''

تھل میں جہاں دڑیوں ہے یار
ہل چل گوناگوں ہے یار

جھینگر چیخیں ، فاختہ کوکیں — لگڑ بگڑ ، لونبڑ بولیں
گوہ پکاریں ، سانڈ ڈکاریں — سانپوں کی شوں شوں ہے یار

سوہنے کھنڈر بل کھاتے ٹیلے — چنچل مٹی ، کنکر ، بٹے
ٹوبھے ، مینہہ کے چیرے ، کھالے — دکھ ہیں دُور ، سُکوں ہے یار

خار و خس کی نشتر کاری — مجھ کو لگے یاری ، غم خواری
تازہ زخموں سے خوں جاری — جیسے دلہن گلگوں ہے یار

ٹھٹھے ، ہنسی کا ہم ہیں نشانہ — دکھڑے ، جلاپے ، رنج ٹھکانہ
چاک جگر ، زخموں کا خزانہ — دکھ جو دیا افزوں ہے یار

روہی کا دیدار بشارت — مروں ، بھُروں ، ڈرنا ہے لعنت
بے دردوں کی غیر ہے حالت — دُبدھا روز افزوں ہے یار

جب سے سجن نے ڈیرہ اُجاڑا شہر بھنبھور سے دور سدھارا
چاک جگر ، دل پارہ پارہ سسی زار زبوں ہے یار

تجھ بِن یار فرید کا جینا دُکھ سے چھلنی چھلنی سینا
زہر لگے ہے کھانا پینا تیرے سر کی سَوں ہے یار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۴۳

''چوری بدی سے استغفار''

چوری بدی سے استغفار
بخشے مجھے رَبِّ غفار

گندی عادت ، گندے کام — توبہ! توبہ لاکھوں بار
کر کے سخت گنہ ، پچھتاؤں — بخش خدا! تو ہی غفار
پیر ، پیمبر تیرے بندے — تو مالک تو کُل مختار
مجھ بد عملی پر رحمت ہو — جس دن یار نہ ہوگا یار
میں کس کام کی ، بے ہنری سی — بھدّی ، بھولی ، بدکردار
فضل ، کرم ہے تیری شان — مجھ میں خطائیں عیب ہزار
پچھلے گناہوں کی یاد آئی — پٹ پٹ روؤں زار و قطار
قبر کی شب محشر کا دن ہے — بجلی بن کے کڑکے ، بار
میں مسکین فرید ہوں تیرا — تجھ بن کون اُتارے پار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۴۴

''جیون کے دن ڈھائی''

جیون کے دن ڈھائی او یار
چھوڑ دے فخر ، بڑائی او یار
کہاں ہیں پیپل شاہی جھولے ناز ، ادائیں ، راج ، جھمیلے
ماں ، بہنیں ، بھائی او یار
کہاں ہے رانجھن بدخو کھیڑے کہاں رہے وہ جھگڑے بکھیڑے
کہاں ''چوچک'' کی جائی او یار
کہاں ہے مکر فریب کا جالا کہاں وہ جوگی چھلّوں والا
پیت کی جوت جگائی او یار
ساجن ، بھینسیں ، ہیر البیلی عطر میں بھیگی ، مشک میں لپٹی
سب گم ، سب ہرجائی او یار
جوبن ، ساتھی چار دنوں کا جھٹ پٹ آ جاتا ہے بڑھاپا
جھوٹی آس ، پرائی او یار
چُھٹتے ، مٹتے کس نے دیکھا سرخی ، دنداسہ ، مہندی ، کجلہ
سرمہ ، مانگ ، سلائی او یار
موسم پھر آیا ہے سہانا اب اک لمحہ بھی نہ گنوانا
آجا کر دانائی ، او یار

جھوٹی صحبت ، جھوٹی سنگت جھوٹے نخرے ، جھوٹی رنگت
چٹکی دھول اُڑائی او یار
مِینہہ ، دھنک ، ریشم کی تاریں گھنٹیاں ، گیت ، سُریلی تانیں
کیسی دھوم مچائی او یار
جھوکیں ، فرید آباد ہوئی ہیں سُوکھی شاخیں شاد ہوئی ہیں
خوش بختی لوٹ آئی او یار

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۴۵

''دلڑی درد سے ہاری''

دلڑی درد سے ہاری او یار
کر ، پھر چارہ کاری او یار
کالی زُلفیں ، سانپوں جیسی ڈنک لگائیں کاری او یار
رَگ رَگ سے خوں جاری او یار
ساجن آ ، اب اور نہ ترسا موسم چیت ، بہاری او یار
گھر گھر ہے پھلواری او یار
پیت لگا کے اپنا نہ جانا ناحق جاں بھی واری او یار
دیکھی تیری یاری او یار
چھوڑ کے تنہا بے بس بے کس کیچ کی ، کی تیاری او یار
ہائے حق ماری او یار
شاہِ عشق نے عہدہ بخشا پگلوں کی سرداری او یار
خلعت ہے بس خواری ، او یار
شوقِ مہینوال آن ڈبویا تیرنے سے میں عاری او یار
بھدّی رات اندھیاری او یار
مکر ، فریب ، دلاسے تیرے لٹ گئی دلڑی ساری او یار
لاکھوں بار میں واری او یار

ویرانوں ، تھل ، کہساروں میں بھٹکوں ، دکھ کی ماری او یار
بارِ ہجر ہے بھاری او یار
یار ، فرید ، نہ گھر تک آیا رنج ، اُداسی ، خواری او یار
روتے عمر گزاری او یار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۴۶

''دکھ ہیں سینگی سہیلی''

دکھ ہیں سینگی سہیلی او یار
آئی ہاتھ اکیلی او یار

تیرے بِنا دے کون دلاسے تُو تو نہ جا اب آنکھ چُرا کے
آ ، اب صحن ، حویلی او یار

جو بھی ہے اعلیٰ ادنیٰ جگ میں اور نہ ہو مجھ جیسا جگ میں
دکھیا الگ ، اکیلی او یار

ماہی ، مویشی ، نظر نہ آئیں دل کچلا ، آنکھیں پتھرائیں
جان اگنی میں جلی او یار

مجھ کو قسم ہے چشمِ فُسوں کی تجھ کو نہ جب تک میں دیکھوں گی
پھروں گی میلی کچیلی او یار

مان رہا ، اُمید نہ اَرماں ساجن ، گھر کا عیش ، نہ درماں
آفت جان پہ جھیلی او یار

بھاگ سہاگ اُجڑی سے رُوٹھے ڈوری ہار اور گہنے ٹوٹے
بانہیں چُوڑی والی او یار

ایک ہوں میں ہی غم کی پالی اور تو سب ہیں عیشوں والی
تین سو ساٹھ سہیلی او یار

یار بِنا یہ حال فریدا رنگ ہے پیلا ، میلا کچیلا
مانگ اور زُلفیں میلی او یار

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۴۷

''چلا ذرا رَتھ ہولے ہولے''

چلا ذرا رَتھ ہولے ہولے

کانچ کا نازک چُوڑا مورا ٹھیس لگے اور ٹوٹ نہ جائے
میں نازک سی شیشے جیسی سہہ نہ سکوں رتھ کے ہچکولے
روزِ ازل سے ڈالے گلے میں تیرے عشق کے رنگیں ڈورے
مال اے کاش سلامت پہنچے رستے میں ہیں چور لُٹیرے
رتھ میں بیٹھی گر تھک جاؤں سُرخ سا اِک گھوڑا مل جائے
سَوکھا ، تیز ، لگامیں ریشم ذرا نہ سرکش ، تیرتا جائے
رانجھن میرا ، میں رانجھن کی جوڑنے والا جوڑ ملائے
شوق کی لذّت وصل کی چاہت روز نئے طوفان اُٹھائے
سخت مسافت دلڑی تڑپت جلدی سے منزل آ جائے
میں اور یار فرید رہیں گے مل کر شہر بھنبھور بسائے

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۴۸

''نینن کے تیر''

سپھیا! رے نا مار نینن کے تیر

پل پل خنجر چیرے جائیں تن ، من ، سیس ، سریر

سرخ سی اکھیاں خون کی بھوکی زلفِ سیہ ، بے پیر

کجلہ زنگی ، ظالم جنگی مارے بے تقصیر

نشتر غم کے ، زخم ستم کے رَگ رَگ لکھ لکھ پیڑ

کھیڑوں کی بیلی سینگی سہیلی بیری ، اماں ، وِیر

مانگ اُجڑی آنکھیں پتھرائیں سجنا بسے ملہیر

یار غضب ، لُٹرے ہمسائے کیا کیجے تدبیر

ہجر کے نشتر ، برسیں جاں پر دل غم کی جاگیر

عمر فریدا! روتے گزری ماتھے کی تحریر

☆☆☆☆

کافی نمبر:۴۹

''جان جلے''

جان جلے دل جھُلسے او یار
کون ، لگے دل ، روکے او یار

رانجھن راول نظر نہ آئیں رنگ پور سارا سائیں سائیں
بے ڈھبے ، بدشکلے او یار

ظلم ، ستم ، دکھ ، درد ہزاروں سہنے پڑے ہیں دل کے ہاتھوں
جان گئی گھل گھل کے او یار

رہتی ہے دن رات اُداسی چھوڑ سدھارا جب سے ماہی
ختم خوشی کے لمحے او یار

سینگیاں سکھیاں فال نکالیں دل ہی دل میں مانگیں دُعائیں
سوہنا پُنل لوٹ آئے او یار

یار نہ آئے سیج نہ بھائے اُجڑا آنگن آگ لگائے
گزرے وقت سہانے او یار

مرلی بجائے رانجھن ماہی پریم کی چنگاری بھڑکائی
نازک دُکھ پائے او یار

آتش عشق ہے رانجھے والی فکر و ہوش کی جڑ ہی جلا دی
دل میں الاؤ بھڑکے او یار

چرخہ ، چوکی ، آنگن ، جھوکیں ہر دم ، ہر جا بے کل رکھیں
کوئی نہ مجھ کو روکے او یار
کھیل تماشہ بھولا بسرا بارِ ملامت مفت اُٹھایا
دیکھے عشق کے تحفے او یار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۵۰

''عین ظہور''

سمجھا جانا ، غیر نہ مانا
ہر صورت ہے ، عین ظہور
پختہ رہ ، مت ہو آوارہ کعبہ ، قبلہ ، دیر ، دُوارہ
مسجد ، مندر ، ایک ہی نور
حسنِ ازل ہے ظاہر ، روشن ہر ہر گھاٹی وادیِ ایمن
ہر ہر پتھر کوہِ طور
ظاہر ہیں اسرار قدیمی ہر ہر شاخ ہے نخل کلیمی
زِیر ، زَبر ، چپ راست حضور
ویرانے آباد لگے ہیں جنگل بیلے شاد لگے ہیں
دوزخ لاگے حور ، قصور
حج و زکوٰۃ اب یاد کہاں ہیں صوم ، صلوٰۃ اب یاد کہاں ہیں
جامِ الست سے ہیں مخمور
کشفِ حقائق ناممکن ہے جب تک مرشد نظر نہ ڈالے
ورنہ دھوکا ، جھوٹ ، فتور
فقہ ، اصول ، کلام ، معانی منطق ، نحو اور صَرف مبانی
چھوڑ دے سب ، وحدت غیور

مُلّا بتائیں معنی اُلٹے آیت ، درس ، حدیث خبر کے
صرف صدا پر ہیں مغرور
مُلّا دشمن اہلِ نظر کے اپنے قلبی مرشد ٹھہرے
ابن العربی اور منصور
شاہد ، واحد ، اصل و فرع میں رازِ طریقت ، رسمِ شرع میں
سب ظاہر ، کب ہے مستور
چھوڑ اب ریت روش تقلیدی تحقیقی رستہ ہے فریدی
چل اس پر اور ہو مسرور

☆☆☆☆

کافی نمبر:۵۱

”عشق بہت مُنھ زور“

سمجھ فریدا عشق بہت مُنھ زور

آنکھیں اُبلیں اور دل کھولیں سینے میں ، ہلچل ، شور

غمزے رہزن ، پلکیں دشمن چشمِ ناز ہیں چور

سر ، سرگشتہ کان ہیں بہرے روتی آنکھیں کور

یاری کی دلداری نہیں کی پہنچا نہ پائے توڑ

ناز و ادا سے لُوٹ لیا دل اُلٹی اکڑفوں اور

اپنے چُھوٹے رشتے ٹوٹے گلے میں عشق کی ڈور

میں گھن چکری ، غم کی گٹھڑی پھنسیں نہ کوئی اور

☆☆☆☆

کافی نمبر:۵۲

''ہر جا عین حضور''

سوہنے یار سجن کا
ہر جا عین حضور

اوّل ، آخر ، ظاہر ، باطن اس کا نور ظہور
آپ بنے سلطان جہاں کا آپ بنے مزدور
خود مشتاق اسیر غم ہے واصل خود مہجور
خود معشوق دلوں کو لُوٹے جاں کو کرے رنجور
گلے لگائیں پھر دُھتکاریں یہ کیسا دستور
فخرالدین کی چشمِ کرم سے تن من اپنا چُور
فخر جہاں پر کروں نچھاور جنت ، حور ، قصور
یار فرید جلایا ایسے جیسے جلا تھا طور

☆☆☆☆

کافی نمبر:۵۳

''کہاں پاؤں یار''

کہاں پاؤں کہاں پاؤں یار

جن ، انسان ، ملائک سارے کیا پورا سنسار

حیرت کے قلزم میں سب گم مستغرق ، سرشار

صوفی ، شاغل ، گیانی ، دھیانی گئے آخر ، سب ہار

عرش اور بسطامی مل مل کر روئیں زار و قطار

بطلیموس اور فیثا غورث کر کے سوچ بچار

کھوج لگایا پتہ نہ پایا بیٹھ گئے تھک ہار

بُدھ ، مجوس ، یہود ، نصاریٰ ہندو اور دیں دار

اُس کو کہیں سب پاک مقدس اُس کی حد نہ کنار

پیر ، پیمبر ، غوث ، قطب سب کیا مُرسِل اَوتار

رو رو کے سب کریں منادی لاَ تُدْرِکُہُ الْاَبْصَار

عالم فاضل ، عارف کامل عجز کا ہے اقرار

تُو تو فریدا بھولا بھالا تیرا کہاں شمار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۵۴

''ایسا نہ ہو، دل گھبرا جائے''

ایسا نہ ہو دل گھبرا جائے
دور نہ ہونا یار

ساون یار ملن کا موسم ہر دم میگھ ملہار
مل جل کر سب وقت گزاریں جوبن کے دن چار
موت بہت نزدیک آئی ہے باری باری ، پار
چیت بہار کا لطف اُٹھاؤں کر کے ہار سنگھار
چل کے پیئں پانی بارش کا تھل ہے باغ و بہار
ہنسی خوشی ہم پیت نبھائیں رُوٹھ نہ جانا یار
تیرے بِنا دشوار ہے جینا دُکھڑے سر کے پار
یار فرید بھُلائے نہ بھُولے دل نے کیا لاچار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۵۵

''نہ کر بے پروائی''

نہ کر بے پروائی او یار
آ کر مل ماہی ، او یار

بھاڑ میں جائے عقد کا بندھن تجھ بن جیون دُکھ کا آنگن
موت نے مہلت دی او یار

تیرے بِنا ہر چیز پرائی امّی ابّو ، بہنیں بھائی
دل سے چاہ اُتاری او یار

کیسے وہ گھر گھاٹ پلٹتی روزِ اَزل سے آنکھ لڑی تھی
ہیر تو تھی رانجھن کی او یار

عشق کی جائی ، دُھلی دُھلائی پیت سوا ، اِک ریت نہ آئی
بے پر ، بے چاری او یار

بُھولا رنگ محل چپکانہ جھنگ ، سیال ، اپنا مکھیانہ
تیر سے دلڑی چھلنی او یار

دُھول بنی ہے نور آنکھوں کا مان ہے فضلہ بھی بھینسوں کا
میرا حال گواہی او یار

سرخی لگاؤں مہندی رچاؤں کجلہ ڈالوں مانگ نکالوں
آئے جو تیری سواری او یار
تخت ہزارہ سے آپ آیا ہیر نے چرواہا بنوایا
چھوڑی شان اور شاہی او یار
عشق فرید اپنا ہے ساتھی جب سے صورتیا دل میں جھانکی
جادو بین بجائی او یار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۵۶

''سجنا کیچ نہ جانا''

دیکھنا سجنا ، کیچ نہ جانا
رہنا اپنے ساتھ ہی یار

ایسا انوکھا عشق کیا ہے بھُولا کاروبار

جان و جگر میں عشق کے دُکھڑے دل میں رنج ہزار

سجنا بِنا دلڑی نہیں لا گے ویرانہ گھر بار

تجھ بن مورے سوہنے پیارے سیج پہ گل بھی خار

ساتھ رہیں ہم لوگ ہمیشہ لُوٹیں چیت ، بہار

عشق نبھانا جاں کو جلانا آنکھیں زار و زار

پِیا! فریدا کی سنگت میں ساری عمر گزار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۵۷

''عشق نے کیسی چوٹ لگائی''

عشق نے کیسی چوٹ لگائی
تن من مورا چکنا چور
پیا بِنا دن کیسے گزاروں سوختہ جاں ہوں دُکھ میں گھری ہوں
پَل پَل غم سے چُور
سیج پہ لیٹوں ، نیند نہ پاؤں کیسے رین دُکھوں کی کاٹوں
دلبر چھوڑ سدھارا دُور
عمر ترستے جلتے گزرے بن ساجن کے چین نہ آئے
قہر و غضب سے دل معمور
گمراہی سب ، زہد ، عبادت شاہد مستی ، عین ہدایت
عشق جہاں فرمائے ظہور
نورِ حقیقی گھونگھٹ کھولے ختم ہیں اولے دیکھے پھپھولے
ہر جا ایمن ہر جا طور
فخر جہاں نے رِیت سُجھائی فرش سے سیرِ عرش کرائی
ظلمت تھی پھر نور پہ نور
پڑھ لے فرید نماز شہودی ہر شے میں ہے رمز وجودی
چھوڑ دے مُلّا کا مذکور

☆☆☆☆

کافی نمبر:۵۸

''اور یہ کیا دُکھڑے''

پھر یہ کیسے دُکھ دیتے ہو
سانول ،دل تو برما ڈالا سوہنے یار

کانوں میں بُندے گلے میں مالا — غیبی نغمہ دل میں اُتارا سوہنے یار

شاہ حسن کا جوگی ساجن — شعلہ نشانے پر سلگایا سوہنے یار

جادو اکھیاں سحر کرتیاں — جادو نشتر دل پہ چلایا سوہنے یار

سوز ، تپش ، موجود ہمیشہ — عشق کے شعلوں کو بھڑکایا سوہنے یار

پیت لگا کے بھولا مجھ کو — کیسی دغا دی کیسا دھوکہ سوہنے یار

چھوڑ کے تنہا کیچ سدھارا — پربت، کہساروں میں پھرایا سوہنے یار

تجھ بن یار فرید دُکھی ہے — روح کو کانٹوں میں اُلجھایا سوہنے یار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۵۹

''نہ مار نینن کے تیر''

سانوریا ، من باوریا
نہ مار نینن کے تیر

اکھیاں ، شر کی چنچل سکھیاں ہیں پاپی بے پیر
زُلفیں ، مُشکیں نِت گس گس لیں دلڑی کو تعزیر
تیرے ساتھ تو سانول سجنا دل لگنا تقصیر
ناز ادائیں ، غمزے تیرے مصحف کی تفسیر
زُلفیں جیسے ناگن لپکیں کانپے سارا سریر
ساتھی! ساتھ بسا لے جھوکیں نین بہائیں نیر
گایوں کا میلا گارا چارہ میرے لیے اکسیر
برساتوں سے تھر کی دھرتی ہو گئی رشکِ ملہیر
سجنا مل کر سندر کر دیں کارو ، ککّی ، کیڑ

جیسلمیر ، نڑھائی گھومیں ہو کے شکّر شیر
صحرا صحرا ہوں میں سسّی دریا دریا ہیر
روزِ اَزل سے تیری میری ساجھے کی جاگیر
جنم جنم سے مِلک ہے تیرا تن من سیس سریر
بدشکلی بھولی ہوں ، تِری ہوں دیکھ! نہ کر تحقیر
غم ہیں ساتھی ، خوشیاں دشمن سُکھ بیری دُکھ وِیر
جانی تیر چلایا کاری جوڑ جوڑ میں پیڑ
بھاڑ میں جائیں چوچک ، کھیڑے تو مت ہو دل گیر
روز نئی سختی بے رحمی شوق کی واہ تاثیر
رو رو کے ناسور ہیں آنکھیں دل میں سو سو چیر
عریانی کی خلعت پائی صحرا کی جاگیر
گلی گلی رُسوائی پھیلی اپنی یہ توقیر
غوث ، قطب ، سب تجھ پر صدقے کون فریدؔ فقیر؟

☆☆☆☆

کافی نمبر:۶۰

''ہر صورت اظہار''

ہر صورت میں آئے یار
ناز و ادا سے لاکھوں بار

حُسن ، ملاحت ، پیت جگائے رمز نزاکت آگ لگائے
عشوہ غمزہ تیر چلائے پھرتے بیدل زار و نزار

سوہنی گھاتیں ، موہنی باتیں دل کو لُوٹیں شوخ ادائیں
تیکھی نظریں ، ہوش اُڑائیں پلکیں کرتی خون ہزار

اک جا روپ سنگھار دکھائے اک جا عاشق بن کر آئے
ہر مظہر ، میں آپ سمائے اپنا آپ کرے دیدار

کبھی شہانہ حکم چلائے کبھی گدا مسکیں کہلائے
کوئی نہ اس کے بھید کو پائے سب بدمست پھریں سرشار

فخر جہاں کو مان لیا ہے رمزوں ، بھیدوں کو جانا ہے
نورِ اَزل ہر سُو ، دیکھا ہے راز کریں اپنا اظہار

یار فریدا عیاں نمایاں نحن اقرب آیۂ قرآں
یہی عقیدہ دین و ایماں چاہے پاؤں سُولی ، دار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۶۱

''دیس بیگانہ''

(اب) دیس بیگانے پھر نہیں آنا
مجھ کو بلائے ہے دلدار

پاس رہوں گی غم نہ سہوں گی ہجر کا بھاری بار
بھُولا عیش ، آرام ، گھرانہ بھول گیا گھر بار
فخر مجھے باڑے میں رہنا کیسی شرم اور عار
کجلہ دنداسہ سرخی چھوٹی بھاڑ میں ہار سنگھار
دریا پار سجن کا گھر ہے کیسے رہوں اِس پار
تار ہے پانی ، میں انجانی رَبّ ہی لگائے پار
سندھڑی چھوڑو ، قدرت دیکھو ملک ملیر ملہار
دیس عرب تو ملکِ طرب ہے سارا باغ و بہار

چھوڑ کے صحرا میں ، پربت میں بھاگا اونٹ سوار

دن لگتا ہے دُکھ کا پربت رات غموں کی غار

ساون میں روہی ہے جل تھل ویرانہ گلزار

دل ہے فریدا وہم و گماں میں دُکھڑوں کا انبار

☆☆☆☆

کافی نمبر:۶۲

''عشق میرا''

میرے عشق سے ہونا ہے کیا یہ انصاف
ظلم ترے ہر بار سہوں ، پھر بھی گُن گاؤں

تیرا طواف اور تیرے لیے ہی سارے سجدے
قدم قدم پر تجھ کو پاؤں ، سَر کو جھکاؤں

صورت ، سیرت کے کیا ہوں اوصاف بیاں
صدقے جاؤں ، جان بھی اپنی تجھ پر واروں

تن من میرے ساجن تیرے ، سچ ہے جھوٹ نہیں
تیرے سَر کی قسمیں کھاؤں ، واری جاؤں

ذکر و فکر ، تِرا ہے دم دم ، صاف نہ کہہ دوں
عبد میں اور معبود میں بس تجھ کو ہی پاؤں

مان فریدا! باندی اپنے یار کی ہوں میں
خواہ میں اُس کی چشمِ کرم کو بھاؤں نہ بھاؤں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۶۳

''لاج کی شال''

میں لاج کی شال نہ چھوڑوں گی
ترا مخمل آگ میں جھونکوں گی

ترا زور ستم اور مکر و دغا ترے ظلم کی سب باتیں بھیّا
گھر جا کر صاف بتاؤں گی

تھر اپنے پنواروں کا ہے وطن ہے جائے اماں اپنا تھر ، بَن
سکھیوں میں وقت گزاروں گی

اب قید میں ہوں کیا کام کروں اپنی سادہ بستی پہنچوں
آنگن کو جھاڑوں پونچھوں گی

میری بستی پر بارش ہے دن رات وطن کی خواہش ہے
فریاد کروں گی ، روؤں گی

سب بھاڑ میں جائیں کوٹھی ، گھر رستہ ہے فریدا! اپنا تھر
ریوڑ اپنوں کے ہانکوں گی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۶۴

''ہم تو ہیں قلندر روز وشب''

ہم تو ہیں قلندر روز و شب
اپنی ہی خودی میں مستغرق

حاجت کب صوم و صلوٰۃ کی ہے — خواہش کب حج و زکوٰۃ کی ہے
چاہت کب ذات و صفات کی ہے — شایانِ شاں وحدت ، مسلک

نہ طمع ملک و مال کی ہے — نہ خواہش جاہ و جلال کی ہے
مستی بس اس کے خیال کی ہے — کب جچتے ہیں ، آدم زاد ، مَلَک

دریا ہیں ، دریا نوش ہیں وہ — پُرجوش ہیں پر خاموش ہیں وہ
اسرار کے خود سرپوش ہیں وہ — اک لفظ نہ آئے ہونٹوں تک

خود عاشق بھی معشوق بھی خود — خود سابق بھی مسبوق بھی خود
خود موتی بھی صندوق بھی خود — ہر حال میں صابر ، خوش ، انتھک

مسکین بھی ہیں مظلوم بھی ہیں — محزون بھی ہیں مغموم بھی ہیں
ہر وقت ہی کالمعدوم بھی ہیں — رکھتے ہی نہیں خواہش کی کسک

جو بھی ہے حقیقت ، ظاہر ہے — اُس کے سوا کیا کِس کو جانے
مرشد نے یقینِ کامل سے — ہمہ اوست کا ہم کو دیا سبق

ہے فکر یہی ، ہے قال یہی
ہے وجد یہی ، ہے حال یہی
دم دم ذوقِ احوال یہی
بس حق ہے یہی ، باقی ناحق

سب چھوڑ دے وہم و اندیشہ
دُوجا نہیں کوئی ، ایک خدا
اندر بھی سدا ، باہر بھی سدا
موجود ہے حق ، موجود ہے حق

تجھ بن کوئی تجھ جیسا نہیں
خوشبو کا یہاں اِک جھونکا نہیں
ہے ایک سدا سے ، دُوجا نہیں
رکھ عشق اپنا اِک ذات تلک

خود اپنی حقیقت کو ڈھونڈو
اوروں کو ہرگز مت چھانو
سب قول ہمارے یاد رکھو
مت وہم کرو ، حق ہے یہی حق

اب پی کے فریدی جام چلو
بس رندِ مست مدام رہو
ہر لحہ گام بہ گام بڑھو
عش عش کر اُٹھے خلق و مَلَک

☆☆☆☆

کافی نمبر:۶۵

''چین نہیں لینے دیتی''

چین ذرا لینے نہیں دیتی
ہم کو پُنل کی تانگ

کان میں دل کے ، روزِ ازل سے عشق نے دی ہے بانگ
کٹتی مرتی جنم جنم سے ڈس گیا پیت کا ناگ
دشمن دلڑی ، سخت ستائے سینے میں گھونپے سانگ
یار بلوچا! کیچ سدھارا کیوں جینے کا سوانگ
ظالم تھر کا رستہ لمبا منزل نقش نہ دانگ

☆☆☆☆

کافی نمبر:۶۶

''دل نے لگائی گھات''

دل نے لگائی گھات پہ گھات
ساجن ہوت پُنل کے ساتھ

چھوڑ کے اپنے خویش قبیلے جوڑے پیا سے پیت کے رشتے
پیچاں زُلفیں رَگ رَگ جکڑیں جیسے گھیریں سانپ اجل کے
عشقِ مجازی یکسر بھُولے دیکھ کے جلوے حُسنِ اَزل کے
غیروں سے بھی رشتے جوڑے یار کی خاطر پاپڑ بیلے
شوق فریدا پھروائے ہے ظالم تھر کے اوکھے رستے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۶۷

''موری دلڑی''

موری دلڑی اٹکی
یار کی خاطر بھٹکی

رَبّ سائیں، پنّوں سے، جِنوں سے جیتے جی مِلوائے
ساجن اپنے ناز ، ادا سے سو سو سوانگ رچائے
رشتے ، سسرالی بھی بھُولے پریم میں دلڑی جُھولے
لانے ، بھوگ پہ پھول کھلے ہیں پات پات سجے ہیں
کمزوری کا وقت ہے پیری جوبن ، عمر کی مِیری
شوق ، فرید ، کہے اِک بات بیت حزن کے ساتھ

☆☆☆☆

کافی نمبر:۶۸

''تنہا چھوڑ کے''

مجھ کو تنہا چھوڑ کے
کس کے ساتھ سدھارے

ہجر کا نیزہ گھونپا تِل بھر رحم نہ آیا
قاتل تھر کا پینڈا ایک قدم پر ٹھہرا
جب تک سانس چلے گی تیری آس رہے گی
جنم جنم کے عشق سے کان اذاں سے گونجے
بہتر ایسے عشق سے کالا ناگ ہی ڈس لے
کنواری تھی ، کم سِن تھی عشق کا لاگا ٹھپا
میں کس باغ کی مُولی کئی چڑھے ہیں سُولی
سخت بھنور فریدا دِکھتا نہیں کنارا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۶۹

''سوچ آنے کی سانول''

سوچ آنے کی سانول
جوبن جائے نہ ڈھل

ساون رُت ہے وصل کی رِم جھم برسیں بادل
ہجر کے دن غارت ہوں وصل میں گزرے پَل پَل
پیت نہ شرمندہ ہو آنا رانا! اَج کل
مروں جو پرسوں یاد میں کہاں ملے گی موہل
یار ، لودَروے آ جا بھاڑ میں راجڑ کا تھل
راج خراج ہے قرباں صدقے سادھاں سوہل
جی ملنے کو چاہے دل دیدار کو بے کل
نینن درشن چاہیں کاٹے کٹے نہ اِک پَل
قاتل ، ساحر اکھیاں چال ، قیامت ، چنچل

شوخ نگاہیں قاتل ظلمی زُلف میں سو بَل
کونج نہ کر فریادیں چیر نہ دل کو پَل پَل
کوئل کوک ہے دیپک پھِر پھِر جلا نہ خود جل
واہ واہ یار کی یاری واہ واہ عشق کے چھل بَل
جی بے کل نم آنکھیں دلڑی ہجر سے حرمل
عشق بڑا نٹ کھٹ ہے آساں اوّل اوّل
آخر ہار ہی مانی عشق رہا لاینحل
ظلمی تھل کے پینڈے بے ڈھب ، چکّر ، چھّل بَل
تھک تھک مر مر ہاری پاؤں ہاتھ میں ہیں بَل
پیت کا خستہ کھّدر ہم کو ڈوریئے ، ململ
لاج کی اُونی لَوئی اطلس مشرو مخمل
جیسی بھی ہوں تیری ظلم نہ کر ، لگ جا گل
تجھ بن کون فریدا پوچھنے آئے گا ، کل

☆☆☆☆

کافی نمبر:۷۰

''بِندرابن''

بِندرا بن میں کھیلے ہولی
شام دوارے مورا لال

باہر اندر بنسی باجے چوراسی لکھ ساز آوازے
بھولی مایا دنیا داری سن کے انوکھے گیان ، خیال

تِرگھٹ جمنا جا کے نہاؤں جہل و شرک کے پاپ مٹاؤں
پی کے پی سے پریم کٹوری ناچوں گاؤں چھیڑوں تال

غیبی نغمہ گونجے گگن میں لاکھوں ساز بجیں من من میں
طبلے کی سنگت ہو سخن میں برسیں گُرو کے رنگ ، گُلال

دنیا بھر میں دھوم مچی ہے فخر ، حماقت بھاگ کھڑی ہے
بانہہ مُڑی چُوڑی ٹوٹی ہے کنور سجن کی چنچل چال

عرش فریدا ، گھر ہے ہمارا یہ کب ہے رہنے کا ٹھکانہ
روحِ علیٰ سے دل پرچایا چھوڑا وہموں کا پاتال

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۷

''دیس کو رونق دے''

دیس کو رونق دے سانول
جاؤں گی ورنہ ، مر ، جل ، گل

بسے گاؤں میں میندھرا لودَروے میں مول
عشق نے سیجیں بخشیں سوئی عیش میں جل تھل
سکھیاں کان میں ڈالیں جھوٹ کہ بس! کل ، بس کل
تجھ بن سب بیگانے سادھاں ہو یا سُومل
سیج جلی سہاگ کی پھٹ گئے ڈوریئے ململ
سرخی اُتری ، پھیلے رو رو ، سُرمے ، کاجل
چاہت نیزے مارے شوق تپائے ہر پَل
دُکھ ، آلام ، اندیشے اُمڈے آئیں ، پَل پَل
دیورانی ، دایائیں ، بہنیں اماں بھائی بابل
کون؟ فریدی درد و الم کا تجھ بن درماں سانول

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۷

''ذات عمل ہر شے''

ذات ، عمل ہر شے ہے باطل
حق ہے فاعل ، باقی عاطل

ذوق ورائے عقل و خرد ہے — چھوڑ دے جھوٹی بحث ، دلائل
بیٹھتے اُٹھتے چلتے پھرتے — بھول نہ اُس کو مت ہو غافل
غیر کہاں ہے بیر گماں ہے — رکھ سب کو اُلفت میں شامل
دل سے ہے محبوب ہمارا — جو بھی ہے توحید کا قائل
علم حقائق کے لائق ہے — نفس منزّہ ، مادّہ قابل
بنا محبت ، جان برابر — کیا ناطق کیا ناہق صاہل
ابن العربی سے چاہت رکھ — چھوڑ فقہ اُصول مسائل
تنہائی میں رمز سُجھائے — پیر مکمل عارف کامِل
وجہہ اللہ فرید ہے باقی — باقی ہالک ، فانی زائل

☆☆☆☆

کافی نمبر:۴۳

''چھوڑ تمنا غیر خدا کی''

چھوڑ تمنا غیر خدا کی
سب شے وہم خیال

کہاں لیلیٰ کہاں مجنوں کہاں سوہنی مہینوال
کہاں رانجھا کہاں کھیڑے کہاں ہے ہیر سیال
کہاں سسّی کہاں پُنّوں کہاں وہ درد ، ملال
کہاں سیفل کہاں پریاں کہاں وہ ہجر وصال
احد حقیقی ، قائم دائم کل شے ، عین زوال
چار دنوں کا چیت کا موسم اکڑے بکّر وال
ما خلاّء اللہ باطل جھوٹ نرا جنجال
یار فرید کو بھولوں؟ مشکل محض محال

☆☆☆☆

کافی نمبر:۴۷

''سن یار پرانی چوٹ''

سن یار! پرانی چوٹ ہے یہ
ہوئیں اکھیاں نم ، گئی دلڑی جل

سُوکھے کانے ، اُجڑی جھوکیں
سخت سیالن ، طعنے ماریں
دلڑی ہے دل گیر بہت
اُچھلے مرض ، سَر درد اٹل

عشق اپنا ہے رانجھے والا
عقل و خرد پہ پردہ ڈالا
جھنگ سے نکلی ، ہیر نے چھوڑی
سیج ، مسہری ، رنگ محل

ایسی دشمن پر بھی نہ بیتے
ظلم پہ ظلم جو مجھ پر ٹوٹے
ماریں مجھے ، ماں ، ابّا ، وِیر
سکھیاں بھی اوجھل اوجھل

چرواہے آ میرے دُوارے
بدخو کھیڑے دشمن سارے
کپڑے لتے لیرے لیرے
جُھوٹا سنگار اور مِسّی کاجل

نظریں ، ناز انداز سجن کے
عشوے غمزے من موہن کے
کاری تیر لگیں سینے میں
پَل پَل چبھتے تیکھے پھل

اوکھے رستے کوہ و جبل کے پیر جلے اور چھالے چھلکے
بھٹکوں ملہیر ایسے رستوں میں جائیں جہاں ڈائن بھی دہل

سسّی بچاری پھرے پیادی گھاٹ نہ کوئی گھر ، آبادی
بے تقصیر سی قسمت ہیٹی زادِ راہ نہ راہِ عمل

پیا بِنا غم سے تڑپے ہے دن یا رات فرید گھلے ہے
آنسو کا سیلاب اُمڈے ہے صحرا ، آبادی ، جنگل

☆☆☆☆

کافی نمبر:۷۵

''کیچ گئے''

کیچ گئے ہو جب سے بروچل
پھر نہ خبر لی میری سانول

چینی ، بُورا ، شکّر ، مصری — لاگیں ہم کو زہر ہلاہل
آگ لگے سب زیور قرباں — بھاڑ میں جائیں ڈوریئے ململ
جوبن جوش جوانی شوخی — نخرے ناز گئے سارے گل
کپڑے دھجی لیرے لیرے — جسم ہے جیسے میلا بادل
اکھیاں کالی کجلے والی — پیچاں زُلفیں کھاتی ہیں بَل
وہ تو دل پہ چوٹ لگائیں — یہ پھندے ، پڑ جاتے ہیں گل
ملک ملہیر سے اُمڈے آئیں — کالے کالے گہرے بادل
ٹکنے نہیں دیتیں بستی میں — آنکھیں لگی ہیں شوق میں پَل پَل
اُتریں روہی میں برساتیں — چمکے فلک پر بجلی ہر پَل

دلڑی ترسے دیس کی خاطر آنسو نکلیں بھل بھل بھل بھل

دیکھ کے باغ بغیچے ، گلشن اپنا جی جاتا ہے جل جل

بُوٹے ، لانے پھوگ فریدا دل کے دُکھڑوں کا دارُو ، حل

☆☆☆☆

کافی نمبر:۷۶

''کیوں تو فرد''

کیوں تو فرد اور جزو کہلائے
تو کُل ہے تو کُل

باغِ بہشت کا تُو ہے مالک خود بُلبُل خود گُل

عرش بھی تیرا ، فرش بھی تیرا بیش بہا بالکل

سولی پر منصور کے پیرو عجب مچائیں غُل

رُوح ، مثال ، شہادت تو ہے راز سمجھ تو کُل

دنیا عقبیٰ برزخ کیا ہیں تو اِن میں مت تُل

یار ، فریدا پاس ہے تیرے پھر نہ کہیں بالکل

☆☆☆☆

کافی نمبر:۷۷

''مِل مہینوال''

مِل مہینوال آ مِل مہینوال
ہر دل میں ہے تیرا خیال
روزِ ازل سے ہوں بے چاری قسمت نے دی مجھے نہ باری
پوچھیں نہ ابّا امّاں حال
فکرِ فراق اُداسی ، خواری یاری کر کے ہمت ہاری
لاگے وصل وصال محال
روتی آہ و زاری کرتی آہیں بھرتی ، گُھل گُھل مرتی
عشق عجب جی کا جنجال
جوش ، غرورِ حسن ، طرارے ہار سنگار اب خواب ہیں سارے
دُکھ نے کر دی جان نڈھال
ناز ، ادائیں کجلے نخرے خوشیاں ، سیج ، سہاگ سب اُن کے
اپنی بدقسمت ، بد حال
خویش ، قبیلہ ، دشمن سارا جان کے بے کس سب نے مارا
عشق چلے ہے اُلٹی چال
یار فرید نہ گھر تک آیا جوبن اپنا مفت گنوایا
دانت جھڑے چِٹّے ہیں بال

☆☆☆☆

کافی نمبر:۷۸

''سانوریا''

سانوریا توری بنتی کروں میں ایک نجر تَو ڈال
سنوریا! دیکھ ہمارو حال
غمزے ، شوخی ، خوش گفتاری نخرے ، ناز ، تلک ، گلکاری
واہ زُلفیں ، واہ خال
بن کر دام دلوں کو جکڑیں بن کر سانپ جگر تک ڈس لیں
تیرے مہکتے بال
جب سے ساجن ہم سے رُوٹھے ڈوریئے ، ململ ، مخمل چُھوٹے
چُھوٹے ریشم ، آل
بھائیں نہ من کو بِن ساجن کے کپڑے نازک رنگ برنگے
زیور پیلے لال
درد فراق کی چال ہماری ویرانوں میں عمر گزاری
حال سے ہیں بے حال
اتنے ظلم مناسب نا ہیں روتے تڑپتے کرتے آہیں
بیتے کتنے سال
یار فرید نہ تڑپائے گا پہلو میں آخر بٹھلائے گا
ساجن ہے لج پال

☆☆☆☆

کافی نمبر:۹۷

''سپاہی رے''

یار سپاہی رے آ بس مورے دوارے

لاکھ نہیں ، دو لاکھ بھی دوں گی ایک دفعہ تو بولے

پیا! مجھے بانہوں میں سلا کر منھ تو نہ مجھ سے پھیرے

گہرا پانی ، میں انجانی لہروں کے نظارے

بھینسوں کا رکھوالا ، جیالا آئے سجائے ڈیرے

سانولے سوہنے ، نین سلونے کجلے کے لشکارے

پاپی چکوری کوک یہ تیری زخم ہرے کر کر دے

جان تو دینا رشک نہ سہنا دلڑی جل جل جائے

بینے ، بُولے ، بینسر ، نورے بھول گئے سب گہنے

نخرے ناز ادائیں چُہلیں کیا کیا رَمز ، کنائے

میں کس کام کی بے ہنری سی عیب نہ ڈھونڈو میرے

سمجھ فرید ، نہ ہو رنجیدہ پیا سے رَبّ ملوائے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۸۰

''پیر مغاں کے ہاتھوں''

پیر مغاں کے ہاتھوں
پیا پریم کا جام

وحدت نے مغلوب کیا ہے بھولا ، کفر ، اسلام
فرض فریضوں سے گزرے ہیں سنت کو بھی سلام
کشفِ حقیقت جلوہ آرا ختم ہیں خواب اوہام
ذاتِ الٰہی میں گم ہونا آغاز و انجام
تیغ نفی کی تیز دو دھاری غیر کا ہے قتلام
حق ہے سوائے شغلِ حقیقی باقی جھوٹ اوہام
شرک ، اغیار سے توبہ کرلے عشق کا یہ پیغام
چھوڑ فریدا اپنی مستی ہو آزاد ، تمام

☆☆☆☆

کافی نمبر:۸۱

''دُکھ کی جائی میں''

دُکھ ہوں ، دُکھ کی جائی میں
قہر قیامت لائی میں

درد اندیشے ، میرے رشتے رکھّوں بہن نہ بھائی میں
میں بھولی پگلی بدبختی غم کی ہوں شیدائی میں
درد کی گٹھڑی چوم کے رکھ لی پیدا ہوئی سودائی میں
خوشیاں جیسے سوتیلی ماں جب وہ گئیں ، مُرجھائی میں
دکھ دیتی ماں ، رنج ، اُداسی لائی بنا کر دائی میں
بدبختی ہمسائی بنی ہے کیسی قسمت لائی میں
بیزاری کی چولی چُنری پہنی ، سج کر آئی میں
کم کم بال ، لٹیں ماتھے تک تب سے تری شیدائی میں
گلی گلی خواری رسوائی سمجھی فخر ، بڑائی میں
کیسے فریدا! اُس کو بھلادوں جس کی خاطر آئی میں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۸۲

''بے گنتی دُکھ''

بے گنتی دُکھ پائے
اوکھے عشق نبھائے

بِن تیرے گھر دَر رے جی کو جلائے (میاں)
سینے میں لاکھوں گھاؤ کھانے کو آنگن آئے

پَل پَل یار پُنل کے اندیشے منڈلائے
دیکھنا واپس آ کر ظلم جو دُکھ نے ڈھائے

دل کا جانی رے پیت نہ پالی رے
کس کو دوں الزام یاری توڑ کے جائے

کیسے دُکھیا دل کا رے حال سناؤں رے
لوگ منافق ٹھہرے سختی سخت ستائے

یار ، انوکھا رے قول کا کچا رے
دلڑی کُھلے ، پچھتائے جان گنوائی ہائے

چاہ سجن کی رے رہنے نہ دیتی رے
جس میں دلڑی اَٹکی وہی قیامت ڈھائے

صحن فرید کا رے ساجن آئے گا رے
خود ہی کرم کر دے گا شوق ، اُمیّد بڑھائے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۸۳

''عشق انوکھا مشکل''

عشق انوکھا مشکل یارا
شوقِ دید نے پَل پَل مارا

کہو! برہمن جوشی مُلّا — کون سا موسم ہو گا ملن کا
کب ساجن آنگن میں ہوگا — ہجر کے دکھڑوں نے تڑپایا

روہی میں ہے باد و باراں — بوٹا بوٹا رشک بہاراں
ساجن موڑے کاش مہاراں — خوش بختی کا موسم آیا

آنکھیں روئیں دلڑی تڑپے — جان گھلے ، اور تن من پھڑکے
رات کہ دن آرام نہیں ہے — ہجر کا ، دُکھ کا بوجھ اُٹھایا

عشق کی چوٹیں دل نے سہی ہیں — درد و الم کی سیج سجی ہیں
رنج ، اُداسی ہار بنی ہیں — ہجر کا ، دُکھ کا فرض نبھایا

حسن پرستی گھات ہماری — راز حقائق بات ہماری
رمزِ اَزل سوغات ہماری — فخرِ جہاں نے یہی سکھایا

یار کبھی تو آئے گا ملنے — آہوں سے دل دھواں دھواں ہے
جان ، جگر ، تن آگ میں بھڑکے — عشقِ پُنل نے راکھ بنایا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۸۴

''ہر شے''

ہر شے کو دیدار میں دیکھا
یار اغیار کو یار میں دیکھا

جوہر میں کہیں عرض میں دیکھا
سنت نفل اور فرض میں دیکھا
صحت میں اور مرض میں دیکھا
چست میں اور بیمار میں دیکھا

پردے اور ظہور میں دیکھا
زاہد میں مخمور میں دیکھا
مُلّا اور منصور میں دیکھا
تختہ ، رَسی ، دَار میں دیکھا

یہ مذہب ٹھہرا نبیوں کا
یہ مشرب سچے پیروں کا
رُشد و وعظ یہی ولیوں کا
آیات و اخبار میں دیکھا

خاک وخس میں ، خار میں دیکھا
نور کو سب اطوار میں دیکھا
پھولوں ، باغ بہار میں دیکھا
بُلبُل زار نزار میں دیکھا

کہیں برم ، نرائن ، نرنجن ہے
کہیں رام کنہیا لچھمن ہے
کہیں بید ، بیاس ، برہمن ہے
کہیں خونخواروں ، اَوتار میں دیکھا

رُوح ، نفوس عقول کو دیکھا
انساں ظلم جہول کو دیکھا
معقول و منقول کو دیکھا
اقرار و انکار میں دیکھا

منطق ، نحو اور صَرف کو دیکھا اسم اور فعل اور حرف کو دیکھا
ایک ہی معنٰے ہر جا دیکھا چاروں کھونٹ ، چودھار میں دیکھا

اعلیٰ اعلیٰ شان کو دیکھا حسنینؓ و مردانؓ کو دیکھا
ابوبکرؓ ، عمرؓ ، عثمانؓ کو دیکھا پاک نبیؐ مختار کو دیکھا

شاہ نظام الدین کو دیکھا فرد فرید الدین کو دیکھا
قطب معین الدین کو دیکھا فخر جہاں دلدار کو دیکھا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۸۵

''بے حد عرشی بھید بتاؤں''

بے حد عرشی بھید بتاؤں
کم علموں کو علم سکھاؤں

ساز خرد کا ہاتھ میں لے کر پریم کی تار بجاؤں
پانچوں سکھیاں ساتھ ملا کر حمد گُرو کی گاؤں
سُونی گلی میں کرشن جی ہوں ہولی دھوم مچاؤں
یادوں کی پچکاری ماروں پریت گلال اُڑاؤں
کہاں اجودھا ، سامبل متھرا کہاں گوردھن جاؤں
لچھمن ، رام ، کنہیّا ، کلکی اپنے آپ میں پاؤں
دیس سے کیوں پردیس کو دوڑوں جوگ براگ اپناؤں
سورج چاند کو آگے رکھّوں سَن سمادھ لگاؤں
پیپل ، تُلسی کاہے کو پوجوں کیوں تیرتھ پہ نہاؤں؟
اور سے ہے کیا کام فریدا رُوح کو کیوں نہ مناؤں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۸۶

''آج تو گہنے خوب سجے ہیں''

آج تو گہنے خوب سجے ہیں
شاید اچھے دن آنے ہیں

کجلہ ، قاتل نظریں ڈالے — سرخی ہنس کر ، غم کو ٹالے
بُولے بینے اور کھٹمالے — مارے خوشی کے جھوم رہے ہیں

باد شمالی محوِ خراماں — رم جھم رم جھم بارش باراں
رُواں رُواں خوش ، بھڑکیں اکھیاں — خوش خوش دل کے گوشے ہیں

جیتے جی طیبے کو دیکھا — ورنہ سسکتے مر جانا تھا
سوہنے سجن نے خود بُلوایا — ہار سنگھار اچھے لگتے ہیں

صدقے صدقے واری واری — سر پر گھولے لاکھوں باری
سر بھی نذر ہے جاں بھی واری — میٹھے پیا کے دیس آئے ہیں

وادی ، راہ مدینے والی — جنت کے سے نقشے عالی
خوش حالی ہر آن نرالی — دُکھ سمٹے ، سُکھ چھائے ہیں

عرب شریف کی ریت ہے سوہنی
بُھولے چاچڑ ، صدقے واری

دل میں جلائے پریم کی بتی
دل سے بالکل ہی اُترے ہیں

حسن ، جمال کی دھرتی آئی
خوشیاں فریدا روز سوائی

ہر شے سوہنی من کو بھائی
دُکھڑے ، غم ، مرجھائے ہیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۸۷

''آج کجاوے اچھے لگے ہیں''

آج کجاوے اچھے لگے ہیں
دیس پیا کے آ پہنچے ہیں

نازوں والے اونٹ وطن کے
امن کے ہر دم باجیں ڈنکے

ان سے رواں ہیں رستے سجن کے
ساتھی اہلِ درد کے ہیں

لب مسکائیں آنکھیں جھپکیں
غم سر پٹخیں ، دُکھڑے بھپکیں

رَگ رَگ پھڑکے دلڑیاں لپکیں
درد اندیشے بھاگے ہیں

اونٹ بھی سوہنے بدّو سوہنے
پیارے ، دلکش ، دلبر ، سوہنے

شمس و قمر جیسے من موہنے
اپنے دل کے ٹکڑے ہیں

اُٹھّی ہیں گھنگھور گھٹائیں
لائی کے پودے بھی اِٹھلائیں

پھوگیں لانیں کِھل کِھل جائیں
عارف عبرت پاتے ہیں

آئے بھاگ ، کبھاگ سدھارے
دُکھڑے تن من چھوڑ کے بھاگے

بھائے بھاگ نبھاگ سے چھوٹے
جو چاہیں وہ پاتے ہیں

بینسر ، بُولے ، بینے ، ٹھمکیں بالیوں والے جھمکے جھومیں
پائل ، نورے ، چھن چھن چھنکیں کپڑے ، زیور سجتے ہیں

زُلفیں خوشی سے سو بل کھائیں بِندیا تِلک بھی رنگ جمائیں
سرخی ، کاجل ، مِسّی لگائیں ہار سنگار لبھاتے ہیں

بخت بھلے اور سعد ستارے اب کے فرید کے حصے آئے
پَل پَل یار سندیسے بھیجے دن دُکھ سے دُوری کے ہیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۸۸

''بدمست قلندر''

ہم نرمل مست قلندر ہیں
کبھی مسجد ہیں کبھی مندر ہیں

کبھی چور کبھی بدکار بنیں — کبھی توبہ استغفار بنیں
کبھی زُہد عبادت کار بنیں — کبھی فسق ، فجور کے اندر ہیں

کہیں درد کہیں درمان بنیں — کہیں مصر کہیں کنعان بنیں
کہیں کیچ بھنبھور کی شان بنیں — کہیں باسی شہر جل اندر ہیں

کہیں صومعہ ، دیر ، کنشت کہیں — کہیں دوزخ ، باغ بہشت کہیں
کہیں عاصی ، نیک سرشت کہیں — کہیں گمرہ ہیں کہیں رہبر ہیں

ہیں وہ قلّاش و رند ہمیں — جھکتے ہیں ہند اور سندھ یہیں
بے شک عارف ہیں اصل ہمیں — کل راز رموز کے دفتر ہیں

کبھی ناز نواز کے جھرمٹ میں — کبھی درد و رنج کی صحبت میں
کبھی قربت میں کبھی فرقت میں — کبھی باہر ہیں کبھی اندر ہیں

پھر سوچ کے منھ سے بول فرید — پھر کہنا نہ ایسے شعر جدید
ہے چال سے اپنا حال پدید — کیا غم ، حالات جو ابتر ہیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۸۹

''سوہنے سائیں''

سوہنے سائیں جلدی آنا
ٹھیر نہ جائے جی کا جانا

سوجھے نہ تجھ بن کوئی ٹھکانہ
دل سے سنو تو کہوں فسانہ

کوہ و جبل ، بے ڈھبے رستے
جن سے سرگرداں ہم گزرے
بے شک دُکھیوں کے ہیں ڈیرے
صحرا ، جنگل ، بَن ، ویرانہ

اِک پل عیش نہ پایا گھر میں
گزری ساری عمر سفر میں
رنج کی یورش قلب و نظر میں
یارَبّ! یار کے دیس بسانا

جب بھی رم جھم بارش دیکھوں
یاد کروں ساجن کو روؤں
آنکھیں ترسیں دید کو تڑپوں
بانہیں چاہیں ، گلے لگانا

راہ تکُوں ، کوّوں کو اُڑاؤں
جوتشیوں کے کان بھی کھاؤں
پاپڑ پیلوں ، فال نکالوں
آئے گا اِک دن مورا سجنا

میں بے وقری پوٹ خطا کی
تو ہے نشانی شرم و حیا کی
آس فریدا تیری وفا کی
دم دم دل کا ساتھ نبھانا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۹۰

''آجا سجنا''

مارڑو سجنا آجا مل جا
تھر میں کروں فریادیں

کُوکتی پھرتی ، آوازیں دوں اپنی بانہوں کو پھیلائے

بھول گئیں سب رسمیں رِیتیں جب سے لگائیں ہم نے پیتیں
بھاڑ میں جائیں خویش ، قبیلے دل بس اِک تجھ کو ہی چاہے

کیسے گزارے زندگی اپنی دُکھیا سیالن ہیر بے چاری
رانجھا تخت ہزارے ، لوٹا لایاں کانہاں سارے سُوکھے

ابّا امّاں بھول گئی ہوں ظلم و ستم پی کے سہتی ہوں
کپڑے میلے ، پہن رہی ہوں چُنری چولی تن سے اُتارے

چوٹ فرید کے دل پر ماری پھر دنیا بھر کو دکھلائی
تیرے ناز ، انداز ، نگاہیں ہم تو بالکل بھول نہ پائے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۹۱

''اے حسن حقیقی نورِ اَزل''

اے حسن حقیقی ، نورِ اَزل — تجھے واجب اور امکان کہوں
تجھے خالق ، ذات قدیم کہوں — تجھے حادث ، خلق جہان کہوں
تجھے مطلق ، محض وجود کہوں — تجھے علمیہ عیان کہوں

ارواح نفوس عقول مثال — اشباح ، اعیان ، نہان کہوں
تجھے عین حقیقت ، ماہیّت — تجھے عرض صفت اور شان کہوں
انواع کہوں اوضاع کہوں — اطوار کہوں ، اوزان کہوں

تجھے عرش کہوں افلاک کہوں — تجھے ناز نعیم جنان کہوں
تجھے تت جماد نبات کہوں — حیوان کہوں ، انسان کہوں
تجھے مسجد مندر دَیر کہوں — تجھے پوتھی اور قرآن کہوں

تسبیح کہوں ، زنّار کہوں — تجھے کفر کہوں ، ایمان کہوں
تجھے بادل برکھا گرج کہوں — تجھے بجلی اور باران کہوں
تجھے آب کہوں اور خاک کہوں — تجھے باد کہوں نیران کہوں

تجھے دسرت ، لچھمن ، رام ، کہوں
تجھے سیتا جی جانان کہوں
بلدیو جسودا نند کہوں
تجھے کشن کنہیا کان کہوں
تجھے بَرما بشن گنیش کہوں
مہادیو کہوں بھگوان کہوں

تجھے گیت گرنتھ اور بید کہوں
تجھے گیان کہوں ، اگیان کہوں
تجھے آدم حوّا شیث کہوں
تجھے نوح کہوں ، طوفان کہوں
تجھے ابراہیم ، خلیل کہوں
تجھے موسیٰ بن عمران کہوں

تجھے ہر دل کا دلدار کہوں
تجھے احمد عالی شان کہوں
تجھے شاہد ملک حجاز کہوں
تجھے باعث کون و مکان کہوں
تجھے ناز کہوں ، انداز کہوں
تجھے حُور پری غلمان کہوں

تجھے طنز کہوں تجھے طعن کہوں
تجھے سرخی کجلہ پان کہوں
تجھے طبلہ اور تنبور کہوں
تجھے ڈھولک ، سُر اور تان کہوں
تجھے حُسن اور ہار سنگار کہوں
تجھے عشوہ غمزہ آن کہوں

تجھے عشق کہوں تجھے علم کہوں
تجھے وہم یقین گمان کہوں
تجھے حِس ، قویٰ ، ادراک کہوں
تجھے ذوق کہوں وجدان کہوں
تجھے سُکر کہوں سکران کہوں
تجھے حیرت اور حیران کہوں

تسلیم کہوں تلوین کہوں
تمکین کہوں عرفان کہوں
تجھے سُنبل سوسن سرو کہوں
تجھے نرگس نافرمان کہوں
تجھے لالہ داغ اور باغ کہوں
گلزار کہوں بستان کہوں

تجھے خنجر تیر تفنگ کہوں — تجھے برچھا بانک سنان کہوں
تجھے تیر خدنگ کمان کہوں — سوفار کہوں پیکان کہوں
بے رنگ کہوں بے مثل کہوں — بے صورت ہر ہر آن کہوں

سبّوح کہوں قدّوس کہوں — رحمٰن کہوں سبحان کہوں
توبہ کر توبہ فرید ابھی — ہر چیز کو پُر نقصان کہوں
بالائے خرد ، بے عیب کہوں — اسے حق ، بے نام نشان کہوں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۹۲

''سجنا ادا کس سے سیکھی ہے''

سجنا ادا کس سے سیکھی ہے
کیوں بیٹھے ہو چُھپ کر مجھ سے

کیوں تیغِ عشق کا وار کیا
کیوں صبر و سکوں سب چھین لیا
کیوں چھوڑ گیا اُس پار تھا کیا؟
کوئی پوچھنے والا ہے تجھ سے

دن بھر دُہرے غم بوتی ہوں
شب خون کے آنسو روتی ہوں
فریادی ، ہجر میں ہوتی ہوں
جا! پوچھ لے خود ہمسایوں سے

جی جان سے پیت لگائی ہے
گو گلی گلی رسوائی ہے
طعنوں سے بے پروائی ہے
ڈرتے نہیں چے میگوئی سے

روہی تو یار ملاتی ہے
شاداب رہے اللہ کرے
لُوٹیں گے یہاں لسّی کے مزے
بنوائیں گے سوہنے سائیں سے

غم ہجر ، ستم کی ہیں گھاتیں
گئیں ناز نواز کی باراتیں
پگلی ، بھولی ، سو سو باتیں
چوٹیں ماریں اِیرے غیرے

جندڑی جنگل کی باندی ہے جہاں جھوک مرے پیاروں کی ہے
بُو صدق و وفا کی آتی ہے لائی کی ہری ، نم جھاڑی سے

اب سیج کی یاد آتی ہی نہیں دُکھڑوں کے سوا ساتھی ہی نہیں
پار اُتریں کہاں ہستی ہی نہیں لڑنا ہے عشق کے دریا سے

بن یار فریدا کیسے جیوں خود پر کیوں اتنے ظلم کروں
بس زہر کا پیالہ ہی پی لُوں چُھوٹوں گی لاکھ عذابوں سے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۹۳

''بَری بیزار ذاتوں سے''

بَری بیزار ذاتوں سے
جو ہیں سرشار جلووں سے

پَرے ناموں نشانوں سے — پَرے ایمان ، دِینوں سے

چُھٹے اموال و عُسرت سے — گئے فکر و عبادت سے
گزر کر ذکر و ذاکر سے — زمانوں سے مکانوں سے

ہوا دل دُور غیروں سے — لبالب حُب ہے اپنوں سے
مِلیں خبریں جہانوں سے — قرآں سے اور حدیثوں سے

ہوئے دیگر سے جب غافل — تو وحدت سے ہوئے واصل
حقیقی قرب ہے حاصل — کرم ، رحمت ، یقینوں سے

کیا اُستاد نے احساں — رہے ہم رات دن شاداں
ہوئے شاداں جو تھے ویراں — شعور و ذوق ، جلوؤں سے

جہاں خود قرب ہے دوری — وہاں کیا وصل مہجوری
اَنا کی ختم مخموری — خدا سے اس کے بندوں سے

عجب مشرب ہے ملت ہے کہاں قلت ہے ، وسعت ہے
نہ دوئی کی ہی علت ہے ثوابوں سے گناہوں سے

فریدا آئی ہُشیاری گئی غفلت ، ہے بے داری
ہوا سُدھ بُدھ پہ سچ طاری ہیں روشن جسم ، روحوں سے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۹۴

''ھٰذا جنون العاشقین''

بن یار کوئی بھی نہیں
ھٰذا جنون العاشقیں

بے اُو نہ آنست و نہ ایں ھٰذا جنون العاشقیں

کم بخت ، تھر پھرتی ہے کیوں راہِ ہدیٰ بھُولی ہے کیوں
یار است ، ہمدم ہم نشیں ھٰذا جنون العاشقیں

کیا نار کیا گلزار ہے کیا یار کیا اغیار ہے
اُو را بداں ، اُو را بہ بیں ھٰذا جنون العاشقیں

وحدت کا مسلک فرض ہے باقی جو ہے بے کار شے
دیدیم با چشمِ یقیں ھٰذا جنون العاشقیں

دن ہجر کے رخصت ہوئے موسم ملن کے آگئے
جانم بجاناں شد قریں ھٰذا جنون العاشقیں

باتیں نہیں یہ اصل ہے پَل پَل اسی کا وصل ہے
نازک مزاج و نازنیں ھٰذا جنون العاشقیں

کیا عشق کی سوغات ہے شب کی سحر سے مات ہے
شُد فرشِ دِل عرشِ بریں ھٰذا جنون العاشقیں

خلقت کو جس کی آس ہے ہر دم فریدا ، پاس ہے
سوگند پیرِ فخرِ دیں ھٰذا جنون العاشقیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۹۵

''روتے روتے عمر بِتائی''

روتے روتے عمر بِتائی
عشق نے غارت کیں سب خوشیاں

واہ کجلے کی دھار پُنل کی — جیسے تیکھی تیغ ، اجل کی
پلکوں نے تلواریں سُوتیں — کاری تیر چلائیں اَکھیاں

عشوے ، غمزے ، ناز ادائیں — نخرے ، چوٹیں ، باتیں گھاتیں
حسن ملاحت شکل شباہت — سکھلائے سب سحرِ جاناں

سرخ آنکھیں ، آنسو بہتے ہیں — پلکوں کے جھالر اُجڑے ہیں
آنکھ آئی ہے ، کچھ کہتے ہیں — عشق نے کی ہیں زخمی اَکھیاں

طنز ، الزام ، اندیشے ، خطرے — قسمت میں ہیں دُکھڑے ہی دُکھڑے
بدبختی دلڑی کو جکڑے — اوکھی یاری حشر کا ساماں

مفت ملامت ، سخت ندامت — گلی گلی رُسوا کروایا
یار فرید نہ گھر پر آیا — بخت میں لکھا ، پایا ، جاناں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۹۶

''بے رنگے محبوب''

بے رنگے محبوب کی خاطر
روتی ہوں آہیں بھرتی ہوں

پتھر دل سانول جو نہیں ہے — سو دُکھ ، لکھ طعنے ، سہتی ہوں

چاہت نے سب سُکھ چھینا ہے — دُکھ میرے ڈیرے ، اُترا ہے
دشمن ، دوست اِک اِک ہنستا ہے — طعنے سب کے سنتی ہوں

واہ سجن کیا بَیر نکالے — کیچ میں جا کر ڈیرے ڈالے
ڈھیروں دُکھڑے میرے حوالے — صحرا میں گرتی پڑتی ہوں

دِلڑی دُکھڑوں کی بہنا ہے — رنج ، اذیت کا نوحہ ہے
دشت ، جبل ، ڈائن جیسا ہے — چڑھتی اُترتی رہتی ہوں

آس کے بدلے یاس بڑھی ہے — ہر دم خوف ، اُداسی سی ہے
پاس نہ یاں سنگی ساتھی ہے — وہ واں ، میں یاں رہتی ہوں

آرد فرید اِیں التجا — رحمے بہ حالِ بے نوا
دارد گدا اُمید ہا — صد گونہ از لطفِ شہاں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۹۷

''روؤں تکوں میں''

روؤں تکوں میں راہ گزاراں
کبھی تو سجنا موڑ مہاراں

جس کے لیے سو رنج سہے ہیں
جیتے جی کب مل پاتے ہیں

مانگ اُجڑی ہے جوگ لئے ہیں
اِتراؤں ، ہو جاؤں شاداں

پاس ہی ہیں پیتم کے ٹھکانے
چھوڑ نہ تنہا ، ہیں ویرانے

جس کی خاطر صحرا چھانے
اونٹ چرائیں ، دست و بیاباں

جس دن ہم سے سجنا بچھڑے
سرخی کے لشکارے بکھرے

پھیکے رنگ ہوئے مہندی کے
پھیل گئیں کجلے کی لڑیاں

منتیں مانیں ، پیر منائے
فال کی خاطر پنڈت آئے

مُلّا سے تعویذ لکھائے
ٹونے کرائے ، راہ ہو آساں

خواجہ پیر کا چھنا دوں گی
مان مری منہ مانگا دوں گی

پاس بسے بس ، کیا کیا دوں گی
بسے یہیں ، ہر سُو ہوں خوشیاں

آقا! بندے کو نہ سزا دے کملا ، بدشکلا ، تیرا ہے
سوہنے پیا آنگن کو سجا دے قدم قدم جان و تن قرباں

چھوڑ فرید نہ اُس کا دامن جس نے کئے مسحور تن و من
دونوں جہاں میں ہے وہی مامن اُس کو بھلانا کب ہے آساں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۹۸

''عشق کے اوکھے پینڈے''

دُکھیا! عشق کے اوکھے پینڈے
سخت چٹانیں مشکل رستے
پیچیدہ ٹیڑھے رستے ہیں سفر انوکھے پتھریلے ہیں
اِن کو مفت ، آساں نہ سمجھنا
طور ، طریق توکّل کر لے ہمت ، صبر ، تحمل کر لے
وصل وصال کہاں پھر مہنگا
ٹھوکر ، دُکھڑے ، خواری بے حد کانٹے ، جھاڑی ، زاری ، بے حد
پھر بھی جچے ہے یار کا رستہ
بِن ساجن تھر قاتل لاگے جھوک ، نہ آبادی ، چرواہے
اونٹ نہ بکری ، بھیڑ نہ بھانہ
ویرانہ ، ڈر ، گڑ بڑ ، وحشت راکھشس، ریچھ ، بلا کی ہیبت
کچھ بھی نہ سوجھے منزل ، رستہ
سر چکرائے جی متلائے جسم دُکھے ، دل ڈوبا جائے
چمڑی اُدھڑی ماس بھی بکھرا
غم ہی کرتا ہے دل جوئی سر پر صافہ کندھے پہ لوئی
چُھوٹا آنچل ، چَولا ، لہنگا
عشق نے گھر سے دُور کیا ہے الگ تھلگ کاموں سے رکھا ہے
پریم نگر میں ہے دِل اَٹکا

☆☆☆☆

کافی نمبر:۹۹

''دُکھ سے مات''

رُوح کی دُکھ سے مات ہوئی
عشق کی یہ سوغات ہوئی

کبھی دُکھوں کا دن سر پر — کبھی غموں کی رات ہوئی

سیج ، گدیلے ، بستر ، تکیے — جلتے پوری رات ہوئی

عمر گزاری روتے دھوتے — دیکھا نہ اس سے بات ہوئی

یار پُنل مسجود ہے دل کا — دین ، ایمان کی بات ہوئی

اَحد ، احمد ، فرق نہ کوئی — ایک صفات و ذات ہوئی

حسن پرستی اور مے خواری — اپنی صوم صلوٰۃ ہوئی

فقر و فنا کی راہ کٹھن ہے — آفت کی برسات ہوئی

ٹھنڈی سانسیں ، شوق ، اُداسی — اُلفت کی سوغات ہوئی

سوز ، الم سنگت ہے فریدی — درد ، مصیبت ، ساتھ ہوئی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۰۰

''اسرارِ یار''

جو اسرارِ یار کو بُوجھے
اُس کے لیے دن رات ہیں جلوے

کام یہاں افیون کا کیا ہے — بھنگ کا اور معجون کا کیا ہے
لَو جن کی مولا سے لگی ہے — بنا پئے ہیں ، مست الستے

رہتے گو لوگوں میں یہیں ہیں — لیکن وہ ان میں سے نہیں ہیں
غرقِ خیال اپنے ہی تئیں ہیں — شغل میں سوئے شغل میں جاگے

خود سے خودی سے دور ہیں واللہ — مستِ جامِ ظہور ہیں واللہ
حق کے پیشِ حضور ہیں واللہ — پردے میں رہ کر اصل کو جانے

مطلب کیا ہے مال سے ان کو — بیوی سے یا آل سے ان کو
کام ہے وجد و حال سے ان کو — کر کے گماں ، گم ، یکسو ٹھہرے

سَر دے کے ، سِر کو جانا ہے — موت سے اوجھل خود کو کیا ہے
اپنی فنا سے پائی بقا ہے — گھاٹوں سے بھی فائدے کتنے

سیج کی دھرتی کے وہ مکیں ہیں خوشیاں ان کے زیرِ نگیں ہیں
بارہ مہینے عیش نشیں ہیں سیجوں پر ہیں چین سے بیٹھے

من میں پیا کو پایا آخر دُکھ اور پاپ مٹایا آخر
مٹ کے دائم ٹھہرا آخر رہے فرید اب تنہا ہو کے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۰۱

''درشن کے بِنا اَکھیاں ترسیں''

درشن کے بِنا اَکھیاں ترسیں

سو دُکھ ، چاہت کے تیر الگ — سکھ ختم ہیں خوشیاں راکھ ہوئیں

جی جلتا ہے ، سینہ بھڑکے — دل بے کل ، آنسو چھلکے ہیں

لعنت سیجوں پر گدّوں پر — سب سینگی سہیلی بھُولی ہیں

زیور کنٹھے کانٹوں کی طرح — پہناوے لیرے لیرے ہیں

لہروں میں بہی ٹیلوں میں پھری — کوئی گم دریا کی کھونٹوں میں

دن بیت گئے سُدھ بُدھ نہ رہی — ساجن نے تہمت باندھی ہیں

یہ ناز ہے بے پروائی نہیں — یاں یاس نہ رکھیں آس رکھیں

بِن یار فرید نہ دیکھی عید — بھُولے ہیں ہنسی ، ٹھٹھے ، کھیلیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۰۲

''عشق نے بھڑکائی اَگ سائیں''

عشق نے بھڑکائی اَگ سائیں
غم میں ڈوبی رَگ رَگ سائیں

گھر گھر شہرہ ، شور ، ڈھنڈورا یار کا گھر ہے اپنا قبلہ
یہ جگ ہو یا وہ جگ سائیں

ساجن سوہنا دُور سدھارے بھاڑ میں جھونکوں گدّے سِر ہانے
کس کے لیے جیون؟ جگ؟ سائیں

اور تو کوئی بات نہیں ہے میری صفات و ذات نہیں ہے
میں دل دار کا ہوں سگ سائیں

من مشتاق اور ٹُنڈ بدن ہے بال اُلجھے ہیں میلا پن ہے
دُکھ ، ریوڑ کے لگ بھگ سائیں

عشق ، اُلفت ، جیون کی جاں ہے غم ، ساتھی ، جانِ جاناں ہے
دُکھڑوں ہی کے گل لگ سائیں

حال فریدا خوار بہت ہے دلڑی زار نزار بہت ہے
ہجر میں ہوں تنہا نگ سائیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۰۳

''دل مست محوِ خیال''

دل مست محوِ خیال ہے
سَرمُو نہ فرق میں سہہ سکوں

یہ خیال عینِ وصال ہے ہے کمال یہ ، نہ کہ ہے جنوں

اَصَلَ الاَصُول شَھدَتہُ ہمہ سُو بہ سُو ہمہ کُو بہ کُو
چہ شہود ، عین بعینہٖ نہیں فرصت اتنی کہ دم بھروں

جو مکاں تھا بن گیا لامکاں جو نشاں تھا ہو گیا بے نشاں
شدہ اسم و رسم زِمن دواں مرے مولا خود کو میں کیا کہوں

نہ عیان ہے نہ نہان ہے نہ بیان ہے نہ دھیان ہے
نہ رہا ہے جسم نہ جان ہے میں کیا ہوش حواس کو دوش دُوں

شدہ عکس دَر عکس ایں بَنا کہ فنا بقا ہے بقا فنا
باقی نماندہ! جُز انا کہاں وہ کہ تُو کہاں ہاں کہ ہوں

کبھی شور کے سطوات ہیں کبھی زور کے شطحات ہیں
کئی قسم کے ہفوات ہیں مجھے کہنا کچھ ہے میں کچھ کہوں

میں ہوس شعار نہیں رہا ذرا اختیار نہیں رہا
کوئی اہلِ کار نہیں رہا بہت اچھا شر سے کہ چپ رہوں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۰۴

''غم لایا اِس حد تک سائیں''

غم لایا اِس حد تک سائیں
موت بھلی اب بے شک سائیں

پیا سواری کیچ سدھاری کوئی خبر پھر اس کی نہ آئی
راہ تکوں میں کب تک سائیں

بیری اونگھ کو دم دم کوسُوں بدقسمت کا دل ہے محزوں
اندیشوں سے دھک دھک سائیں

تکلیفوں نے ڈیرے ڈالے کون انھیں بَندی سے ٹالے
لکھی ہوئی ہے مستک سائیں

دُکھڑے ، درد کو بھڑکاتے ہیں جان و جگر میں کھب جاتے ہیں
سو چٹکی لاکھوں ''چک'' سائیں

بھاگ سہاگ گنوا بیٹھے ہیں ہم کو یار بھُلا بیٹھے ہیں
پکی بات ، بلا شک سائیں

ہجر ، فرید بڑا بربادی سوز نے جان اندر سے جلا دی
دل اپنا ہے چک مک سائیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۰۵

''دُکھ ڈھیر سکھ سے بیر ہے''

دُکھ ڈھیر سُکھ سے بیر ہے ٹیسیں گھنی صدمے بہت
آنکھوں سے اشکِ خوں رواں نکسیر کی لڑیاں بہت

گھل گھل کے فریادیں بہت دُکھ سے بھری آہیں بہت
چنگاریاں بھڑکیں بہت تدبیر لاامکاں بہت

اُلجھی لٹیں ہیں خاک ہے منھ گرد ، سینہ چاک ہے
چُوچک ہی اب تو چاک ہے گھر راکھ ، دل ویراں بہت

باتیں بناتے ہیں سبھی دل میں عجب برچھی چبھی
دونی خلش ہے عشق کی پیوستِ جاں پیکاں بہت

دل نے بڑی چالیں چلیں لیکن سبھی اُلٹی ہوئیں
پیتم نے آنکھیں پھیر لیں رو رو کے ہُوں نالاں بہت

میں ہی نہیں اس راہ میں لاکھوں فرید اس چاہ میں
دل غرق ، درد و آہ میں ہیریں بہت سسّیاں بہت

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۰۶

''دُکھ اپنی تقدیر''

دُکھ اپنی تقدیر بنے ہیں
راس نہ دل کو خوشیاں

چاندنی راتیں عشق کی گھاتیں کھیلنے پہنچیں سکھیاں
ساون رُت کی برساتیں ہیں مل کے نہائیں سکھیاں
صدقے اُس کے لے کے نہ نکلا کھیڑے پکڑ نہ بیّاں
روزِ اَزل سے وارث اپنا تو ہے ، رانجھن سیّاں
بھُولا گھر کا عیش آسائش بھُولیں سینگیاں سیّاں
خویش ، قبیلے ، رشتے چھوڑے تیری پکڑی بیّاں
سینگی سہیلی خوش شہروں میں اور میں ، جھاڑی ، چھڑیاں
عشق نے خلعت بخشی فریدا منھ ، سَر خاک میں غلطاں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۰۷

''دن فرقت کے''

ہجر کے دن دُکھ درد میں گزریں
آنکھیں روتے روتے خوں ہیں

خان پُنل اب دُور سدھارا — درد ، ستم ، غم کا اندھیارا
چُور ہے تن من رنج کا مارا — پاس ہی کاش پِیا بس جائیں

چھوڑ گیا ہے مجھ کو بھٹکتے — واہ سجنوا تیرے دلاسے
دیکھوں تو ، تُو ہے کس کے دوارے — دل میں غم کے بھانبڑ بھڑکیں

دل سُلگے سینہ بھڑکے ہے — روح بھُنی ہے جان گلے ہے
ہڈی ، کھال ، ہر بال تپے ہے — دُکھتی آنکھیں دید کو ترسیں

کوئی نہ غم کھانے والا ہے — ہر سُو ہی اِک ویرانہ ہے
پَل پَل دُکھڑوں کا حملہ ہے — رات کہ دن مشکل سے گزریں

دیکھے بنا کس طرح رہوں میں — ویرانوں میں رنج سہوں میں
ریچھوں سے راکھشس سے ڈروں میں — پھرتے ہیں ، جن بھوت بلائیں

سید فرید اور سسّی سارے — پی کے ، پیچھے پیچھے نکلے
یا پہنچے یا مرے بھٹکتے — دُکھڑے اُن کے ساتھ سدھاریں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۰۸

''عشق کے دُکھڑے''

دُکھیا عشق کے دُکھ بھی گھنے ہیں
منکے ٹوٹیں ، سَر پھٹتے ہیں

یار پُنل! میں نے سوچا تھا ساتھ رہے گا ، دُور نہ ہوگا
اب پَل پَل دورہ وہموں کا آنسو کی برکھا جاری ہے

سیج اُجڑی ، گُل خار ہوئے ہیں ہار حمائل مار بنے ہیں
روح گھلی ، دُکھڑے گہرے ہیں دلڑی خوف سے گھگھیاتی ہے

عشق بڑی موذی بیماری دُکھ ، ایذا ، غم ، آہ و زاری
بن ساجن کچھ بھی نہیں کاری گھوٹی دوا دَارُو جھوٹی ہے

بن مانس اور بوزنے آئے لُونبڑ ، گینڈے ، بھیڑیئے آئے
تھر میں اوکھے موقعے آئے جھاڑی میں سَر سَر جاری ہے

دفّع! بالی ، بالیاں ، گہنے پیش آئے دُکھیا کو دُکھڑے
پیروں میں چبھتے ہیں کانٹے بھوبھل ہے تلوا داغی ہے

کوہ پہاڑ بسیرا میرا ڈائن دیں خود پہرا میرا
ریچھ راکھشس رکھوالا میرا چکراتی راہ داری ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۰۹

''سجنا شوقِ دید''

تیری تڑپ بے حد ہے سجنا شوق گھنا ہے چاہ بہت ہے
سلگے سلگے شعلے بھڑکیں سوچتی ، کھپتی آہ بہت ہے

چرواہے نے دل چھینا ہے جی بے حد غم ناک ہوا ہے
چُور بدن زخمی سینہ ہے سر پر گردِ راہ بہت ہے

قہر غضب کا روگ لگا ہے خودسَر دلڑی کی یہ سزا ہے
تڑپی نے ہر ظلم سہا ہے آنسو ، آہ کراہ بہت ہے

ماہی پُنل نے دل کو لُوٹا لُوٹ کے اپنے دیس سدھارا
پھر پھر کے تھک ہاری تنہا بوٹے جھاڑی کاہ بہت ہے

جب سے دلڑی عشق میں ڈوبی سیج اُجاڑی ، تھر کو نکلی
جنگل بیلے تنہا بھٹکی بے کس کی گُم ، راہ بہت ہے

عمر فریدا آخر بیتی کوئی خبر دلبر کی نہ آئی
ڈھونڈوں ، بحر ، جبل ، ویرانے تکتی ہوں ، لمبی راہ بہت ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۱۰

''دن اور راتیں صبحیں شامیں''

دن اور راتیں صبحیں شامیں
پیا بجائے کان میں بین
قدسی بنسی ، ''اَنہد'' اَزلوں رانجھا چھیڑے ، پھونکے پہروں
مانے وحدت کا آئین
دور ہوئی ہے دُوئی کی صورت بام پہ پہنچی حنفی ملّت
''سین'' بلالی بے شک ''شین''
جو ہے مرد ، محقق ، موقن اُس کا ہوا شیطان بھی مومن
مِلکَ ، نحل ، کُل ، قسّیم ، دین
دلڑی غیر اور بَیر سے خالی قول و فعل ، ولایت والی
راسخ مالک ملکِ یقین
روزِ اَزل سے روزِ اَبد تک سب کچھ قرباں فقر پہ بے شک
دولت ، صحبت فخرالدین
ظلم جہالت دُور ہوئے ہیں عدل ، عدالت کے چرچے ہیں
دُور تذبذب ، پاس یقین
چھوڑ دے یہ تلبیس ابلیسی سیکھ لے دل تدریس ادریسی
اپنا لے فاران اور سین
سو سو حمد و ثنا شکرانے یار ، فریدا! ڈھونڈا گھر سے
فکر گئی آئی تسکین

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۱۱

''دن اور رات دُکھوں میں''

دن اور رات دکھوں میں گزریں
خوشیاں رُوٹھیں غم دامن میں

یار پُنل پھر کیچ سدھارا
راہی بن کر تھر کو نکلا
بے بس ہو کر کیوں گھر بیٹھیں
گھل گھل کر کیوں عمر گزاریں

دُونے دُکھ دیتی ہیں سہیلی
بدخُو ، اَوندھی ، دل کی میلی
ویراں آنگن ، صحن ، حویلی
سر جھلسائیں جی کو جلائیں

پیت پِیا کی روز بڑھائی
بھُولے خویش ، قبیلے ، بھائی
چھوڑ کے بَیری بہنیں مائی
سانول! تجھ کو ڈھونڈیں آنکھیں

پی کو نہ بھاؤں ، پڑی کراہوں
چُنری سیج کو آگ لگاؤں
پیٹوں ، روؤں ، کھوج لگاؤں
بین کروں ، پھٹ جائیں چٹانیں

کاری چوٹ لگی ہے اندر
دُونے قہر ستم میرے سر
چھوڑ کے تنہا کہساروں پر
ساجن بھُولے سے بھی نہ پوچھیں

یار فرید نہ کوئی خبر لے
سہتی ہوں غم ، درد ، جلاپے
رات ڈھلے خوں روتے روتے
دن ، دُکھ سہتے سہتے بیتیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۱۲

''چُنری اشک خوں سے رنگوں میں''

خوں روؤں ، سر دھول مَلوں میں
عشق کی رسمیں پوری کروں میں

سینگیاں خوش بختی پر نازاں
میں تڑی بدبخت پریشاں

دُولہوں کی آغوش میں شاداں
دُکھ کی گٹھڑی لادے پھروں میں

سرخی کجلہ دھار جچے ہے
پازیبیں جھنکار جچے ہے

چُوڑا ہار سنگار جچے ہے
اُجڑا پُجڑا سوانگ بھروں میں

جوبن ، جوش ، بہار جچے ہے
بازوؤں میں ہو یار جچے ہے

خوشیوں کی ملہار جچے ہے
روؤں ، سسکوں ، غم کھاؤں میں

ہم عمروں کے کیا گہنے ہیں
مجھ موئی کو دُکھ ہی بھلے ہیں

سیج ، گدیلے خوشیوں بھرے ہیں
منھ ڈھانپے گھر گھر پیٹوں میں

ذرا نہ اپنے یار کو بھاؤں
جلتے ، تڑپتے ، رات بِتاؤں

رنگیں آنچل سیج جلاؤں
رَو رَو پلّو بھِگوؤں میں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۱۳

''خون کے آنسو''

خون کے آنسو روتے عمر نبھاؤں گی
داغ یہی لے کر میں ، قبر میں جاؤں گی

لاگا تیر جگر میں کتنا کاری ہے
دَھل دَھل خون مری آنکھوں سے جاری ہے

میں تڑوی ہوں ، جان دُکھوں کی ماری ہے
کس کے لئے آخر میں جیون کاٹوں گی

رہنے نہیں دیتی ہیں یہاں غم کی لہریں
آنسو کی دھاروں سے ملی ہیں نکسیریں

شام سویرے اُتریں غم کی باراتیں
موت کی دھرتی میں جا کر بس جاؤں گی

شادی کی مہندی اُتری ہے جھلسی ہے
سیج جو پھولوں کی تھی اب کانٹوں کی ہے

پھوٹی قسمت ہر اِک حد سے گزری ہے
میں دُکھیا آلام کی رسیا کہاں رہوں گی

کھیلنے ہنسنے کے اچھے دن گزر گئے ہیں
پھولوں والے ریشمی بستر بھاڑ میں جائیں

ہار ، حمائل ، گہنے سارے زہر لگے ہیں
توڑ کے چُوڑا سب کو آگ میں جھونکوں گی

آتشیں آہیں جسم کی ہڈی ہڈی جلائیں
ٹھنڈی سانسیں بَوٹی بَوٹی تن کو گُھلائیں

ہر صورت میں یار کی راہوں پر ہی جائیں
کیچ پہنچ کے ساجن آپ منالوں گی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۱۴

''روؤں صبح وشام''

روؤں صبح و شام

ساجن آئے گلے لگائے ہوں مقبول دُعائیں

یار گیا اور پھر نہیں لَوٹا اُجڑے ٹھکانے ، جھوکیں

ظلمی تھر کے مشکل پینڈے سینکڑوں بھوت ، بلائیں

پِیا بِنا ہے کون سہارا سوجھیں نہ راہ ، پناہیں

میں باندی ہوں تو آقا ہے روزِ اَزل سے دونوں جگ میں

بھاڑ میں ڈالوں کپڑے گہنے بَنیناں بینسر باہیں

کیچی پیچی کو بیچی ہے بے حد سستی جان اور سانسیں

کاگ اُڑاتے عمر گزاری تھک گئی تکتے راہیں

صحبت یاد آئے سجنا کی نکلیں لاکھوں آہیں

ساجن سے ، پیدا ہوتے ہی دل کی لگی ہیں گھاتیں

اُترے ، فرید ، اَنگنا میں سجنا کر کے ناز ادائیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۱۵

''روہی میں ساون''

روہی میں ساون کی جھڑی ہے
تُرت آ موڑ مہاراں

بجلی کوندے رنگ برنگی رِم جھم بارش ، باراں
سارے شگون اچھے ہیں آ جا مل لیں جانی ، جاناں
بدّل گہرے سانولے اُمڈے لائے باد و باراں
بادل گرجیں ، چمکیں ، کڑکیں چھیڑیں عشق کی بتیاں
جان جھلستی ریت اور جھاڑی ویراں صحرا ، میداں
سوہنے مِٹھّے یار کی خاطر گل گلزار بہاراں
سختی ، سوز ، جلاپے ، رنجش شہر کے ساز و ساماں
کاش میں تیرے ساتھ چَراؤں اونٹنیاں ، بَن ، میداں
دوست ، اُجڑی کا کوئی نہیں ہے دشمن ڈھیر ، ہزاراں
سارے دوش ، الزام ، مجھی پر شکوؤں ، گلِوں کے طوفاں

سپنے دیکھوں تعبیریں بھی نیند سے اُٹھّوں گریاں

باتیں سن کر ہنسی اُڑائیں اُلٹا چڑائیں سکھیاں

ٹیلے میداں ٹوبھے پُر ہیں چھاجوں برسی باراں

چرواہے گلّوں کو چَرائیں گیتوں سے گونجے میداں

مُنّگل نکلا وادھ کی جانب راہ تکّوں میں گریاں

دُور بسے بالم سے کروں میں کاگ اُڑاتے بتیاں

بھورے بادل تیز ہوائیں رِم جھم باد و باراں

طرفاں ، مرخاں پھوگ ہیں لانی لائی کھاراں

پورب کی من بھاتی ہوائیں ٹھنڈی میگھ ملہاراں

مینا ، پپیہا کوئل کوکیں اُٹھّیں درد کے طوفاں

سانورا سوہنا عربی مکی آ کے خبر لے جاناں

تیرے بِنا تڑپے ہے فریدا! دُکھڑے ہیں بے پایاں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۱۶

''ساری عمر بِتا کے''

ساری عمر بِتا کے سائیں
ہوت پُنل اب تیاگے سائیں

کوئی نہ اُس کی خیر خبر ہے گلّہ بان نہ ان کے ٹھکانے
بستی ، گھاٹ نہ ڈیرے سائیں

قاتل تھر کے لمبے رستے گھاٹیاں کوہ ، جبل ہیں اوکھے
توڑ صدا کب پہنچے سائیں

پیچیدہ بے سود ہیں پینڈے دھاڑیں ، چیتے بھالو گینڈے
ختم اُمیّد ، سہارے سائیں

راکھشس ، بندر ، بھوت ، بلائیں دلدل ، چکّر ، بے ڈھب راہیں
قدم قدم پر کھڈّے سائیں

دردِ عشق فرید ستائے آگ لگائے بھُون کے کھائے
نوچے گوشت اور ہڈّے سائیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۱۷

''ساون میگھ ملہاراں''

ساون میگھ ملہاراں
رحم پُنلوا! موڑ مہاراں

اشک بہاتی ، راہیں تکتی کاگ اُڑاؤں جاناں
ساری رات نکالوں فالیں دن میں پانسے ، درماں
ترے بنا اے کیچ کے والی گزرے عمر پریشاں
روزِ اَزل سے تیری ہوئی میں اب کیوں عار ، گریزاں
ویراں ٹیلوں نے دل لُوٹا بھُولے شہر بازاراں
مُلک ملہیر آباد ہوا ہے چاروں اور بہاراں
چٹیل میداں جل تھل دیکھوں چھم چھم برسے باراں
نیلی پیلی سرخ دھنک ہے رنگیں دھبے رقصاں
سرخ کرینہہ اور چِٹّی بُوئیاں سبز ہیں لائیاں کھاراں

گھر گھر لسّی مَتھنے کی لئے گونجیں گیت ، جرس ، سُر ساماں

گائیں ، بکری ، اونٹ اور بھیڑیں چرتے پھرتے ، میداں میداں

دل بھاتا پاؤں تو اُتاروں میلی بے ڈھبّی پوشاکاں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۱۸

''سجن تجھ بن''

سجن تجھ بن نہ ہوں گی میں
نہ اِک پل بھی جیوں گی میں

بدن غم سے گیا سڑ گل ہوئی ہیں مشکلیں سب حل
ہو سسّی ، سوہنی ، مومل اسی صف میں رہوں گی میں

ہمیشہ ناز دکھلائے نہ وعدوں کو نبھا پائے
اب آئے یا نہیں آئے نہ اب آساں منوں گی میں

نہ بلوائے نہ آپ آئے دل اپنا ڈوبتا جائے
نہ دُکھیا زندگی بھائے بس اب تو زہر لُوں گی میں

کئی دُکھڑوں سے چھوٹی ہیں کئی رَس بس کے بیٹھی ہیں
کئی اُلفت میں جھلسی ہیں حسد کس سے کروں گی میں

پیا جا کر نہ پھر لَوٹا غموں نے بھی نہیں چھوڑا
گلے میں دُکھ کا ہے پھندا بس اب جی چھوڑ دوں گی میں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۱۹

''مسلک منصوری''

اپنا ، مسلک منصوری کو
اب رکھ دے کنز قدوری کو

جس کو عشق کا مکتب بھایا — فقہ ، اصول سے وہ باز آیا
بے شک عارف ہو کر پایا — رمز ، حقیقت ، پوری کو

جو بھی چاہے علم حقائق — رازِ لدّنی کشف ، دقائق
پہلے بنے آپ اپنا شائق — بھول حضوری ، دُوری کو

ہمہ اوست کے بھید انوکھے — جانیں موّحد اللہ والے
ہر ہر شے میں روشن پائے — اصل تجلّی طوری کو

بھید انوکھے طور نرالے — ایک ہی گھر میں رائے الگ ہے
اور نہیں خود آپ نبیڑے — اپنی اِنّی پوری کو

لطفِ اَزل کا لمحہ آیا — فخرِ جہاں نے گُر سکھلایا
طبعِ فریدی نے خود پایا — فہمِ لغت طیّوری کو

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۲۰

''ہوت سدھارے''

خواب میں تھی ،جب ہوت سدھارے
رحم نہیں تِل بھر بھی سجن میں

شتر قطار میں شامل ہو کر دشت سے پہنچا کیچ کے اندر
زورا زوری جبراً قہراً شاد آباد ہے اپنے وطن میں

تڑی تنہا نیند کی ماری بے بس ، افسردہ دُکھیاری
منھ اُترا ، آنکھیں مرجھائی سر میں ہوش نہ طاقت تن میں

بھاڑ میں ، بے دردوں کی یاری میں تڑی دل دے کے ہاری
فکر میں گھلتے عمر گزاری ڈوبی ہوئی ہوں رنج و محن میں

خود آیا اور پیت لگائی جاتے ہوئے صورت نہ دکھائی
میری سنی نہ اپنی سنائی رہ گئی سب کچھ من کی من میں

وَیری دیتی ہے طعنے تشنے خود ہی ملن کی آس ہوں رکھے
تھر ہی تھر ہے جیتے مرتے پہنچایا ہے گور ، کفن میں

جوبن بیتا ، گُل رُت بیتی آرائش زیبائش چھوٹی
کجلہ ، مِسّی پھیکی پھیکی بالی ، دھاگہ سجے نہ کن میں

ٹھگ ، فریبی ، دل کے کالے — چکّر ، دھوکے مکر کے پالے
جھوٹی قدر و قیمت والے — پورب کہہ کے برسیں دکن میں

ساری سینگیاں امن و اماں میں — میں چھوری ، غم کے طوفاں میں
چُن بیٹھی ہوں جگہ ، مکاں ، میں — سوز بدن میں دُھواں دہن میں

خوشیاں بکھریں آگے پیچھے — بھُولے طنز ، مذاق ، لطیفے
اب کیا حُسن جمال کے نخرے — بوڑھی لگوں اُٹھتے جوبن میں

یہ غمزے ، یہ ناز ، یہ نخرے — یہ خوشیاں ، یہ طور طریقے
بے حد سخت توانا سیانے — ہر ہر علم میں ، ہر ہر فن میں

عشق کیا پیچھے نہ ہٹوں گی — گھاٹ ہے اوکھا پَر اُتروں گی
خواہ وہ جانے خواہ نہ جانے — پکّی رہوں گی اپنے چلن میں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۲۱

''پیارے اشارے''

تیرے پیارے اشارے بھائیں
اَن دیکھی سی چوٹ لگائیں

جادو آنکھیں قہر ، قیامت اپنے ہوش ، حواس بھلائیں
ابرو کماں اور پلکیں پیکاں کاری ، ظلمی ، زخم لگائیں
نکلے شکاری لوٹے نہ خالی پیچاں زُلفیں صید بنائیں
نازک من موہن کی چالیں حکماً عشق کی لَو بھڑکائیں
شوخ نگاہوں کی شمشیریں لال لہو میں روز نہائیں
عشق فریدا جھوکیں اُجاڑے سینکڑوں جانیں تڑپی جائیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۲۲

''سینہ چھلنی''

سینہ ٹکڑے ٹکڑے
دلڑی لیرے لیرے
روتے آنکھیں سوجی چولی چنری دھجّی
سینگیاں ماریں ٹھٹھے
عشق نے کی بدنامی رُویں رُویں دکھ جاری
بس میں ہوں میں غم کے
سوز جگر دُکھ دل میں دَھل دَھل برسیں آنکھیں
منھ پر دُھول کے غازے
عشق جھنجھوڑے ، جکڑے ہجر کے نیزے برسے
کہاں ہیں دن خوشیوں کے
دھوکے ، جھوٹی باتیں جھوٹی تسلی گھاتیں
چھوڑ دے بانہیں پیارے
عشق کا چکّر دیکھیں سو سسّی لکھ ہیریں
بھٹکیں ، جنگل بیلے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۲۳

''عشق عجب''

عشق کی چالیں عجب انوکھی
یاری مانگو تو سر مانگیں

زُلفیں دل پر جال بچھائیں — مست اَکھیاں مسحور بنائیں
ناز و ادا سے حسنِ نگہ سے — عشق کو اُکساتے بھی نہ جھجکیں

آنکھیں قہری رمزیں ویری — دیدے ظالم ، دید لٹیری
جنڈری کی کر دیں بربادی — یہ تو جنگوں کی ماہر ہیں

نازک چالیں اپنے سجن کی — سوہنی باتیں من موہن کی
دل کی پامالی کی خاطر — ہر دم بیکل ، وارفتہ ہیں

دل کش ناز دکھاتی آنکھیں — خوشبو ، تیل میں بھیگی زُلفیں
جی کو عجب جنجال میں ڈالیں — زورا زوری رَگ رَگ ڈس لیں

عشق نے بھیجے غم اور دُکھڑے — آس ، اُمید اور ڈھیروں دلاسے
سب کچھ دھوکہ وہم دکھاوے — دیکھے جذبے پتھر دل کے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۲۴

''عشق بھلائے سب طاعات''

عشق بھلائے سب طاعات

گھر ہے میرا سُکھ کا مندر — سب معمور خفی کے اندر
بحر محیط کا جس جا بندر — ہر اک سے پائی سوغات

آئی وجد و حال کی باری — ختم ہوئی سب پردہ داری
زہد ، عبادت ، چھوٹی ساری — حج و زکوٰۃ اور صوم و صلوٰۃ

حاصل کرلی فتح فتوحی — ساری سِرّی ، قلبی روحی
ظلمت بھاگی ، نور صبوحی — اُجیالے اب جسم اور ذات

انہد نقّارہ ہے شہانہ — خوب ہے مطرب تان ترانہ
بھولے نفل نماز دوگانہ — یاد نہیں اب تو رکعات

گُر نے بات بتائی پوری — طیفوری ہوں یا منصوری
فاش ہوئے انوارِ طوری — ہر جا ایمن اور میقات

وجد میں ہوتے ہیں شطحات — وحدت کی سمجھیں آیات
دل سے مٹا ڈالے سطوات — پھر اظہار ہوئے کلمات

ختم ہوئے سب فتنے ، زَلازل ٹوٹی بیڑی اور سلاسِل
دل ہے ایک طرف ہی شاغِل بھاڑ میں درجات و درکات

بھاگ فرید ہوئے ہیں اچھے دلبر کے دل میں ہیں ڈیرے
کرشن اُترے آنگن مورے چھیڑے بنسی پر نغمات

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۱۲۵

''گیا وقت''

وقت گیا کیا گوندھیں زُلفیں
بھُولا ہار سنگار ہمیں

روگ اذیت دُکھڑے ہر دم غم نے کیا ہے خوار ہمیں

سرمہ ڈالیں ، سرخی لگائیں گہنے پہنیں مانگ نکالیں
گل میں ہار گُلوں کے ڈالیں سب کچھ ہے بے کار ہمیں

تن میں چبھی برچھی دُکھڑوں کی جان و جگر میں چوٹ عجب سی
دل میں حسرت ہے صدموں کی مل گئے سو سو خار ہمیں

بولنا ہنسنا یاد نہیں ہے گزرے جیون روتے دھوتے
جان گھلی غم سہتے سہتے دُکھ کے ملے انبار ہمیں

عشق اپنی رَگ رَگ میں رچا ہے یار اغیار سے منہ پھیرا ہے
دُکھ اندر اندر چمٹا ہے بھُولا کاروبار ہمیں

یار فرید نہ پہنچا ڈیرے طعنے ماریں بدخو کھیڑے
دُور پرے سوہنے کے بسیرے گدّے بستر ، دار ہمیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۲۶

''چھوڑ کے تنہا''

چھوڑ کے تنہا دیس سدھارا
باگیں موڑ ابھی من موہنا

کوہ و جبل کے مشکل رستے — پار کروں میں اوکھا صحرا
چلتے چلتے گر پڑتی ہوں — رَوگ مجھے اُلفت کا لاگا
مینہہ سے سبز ہوئی ہے روہی — مٹکوں مٹکوں ، جاگ اب لاگا
سینکڑوں دُھریل ، کچی گائیں — چَرتی پھرتی ہیں ہر ہر جا
شہر میں دُکھڑے بہتیرے ہیں — بھاگ اُجڑی روہی میں جاگا
لانے پھوگ اب جوبن پر ہیں — مِل کر اونٹ چَرائیں آ جا
دن کو دُگنے طعنے سننا — راتوں جاگتے رہنا رونا
سینگی ساتھی مل کے لگائیں — سُرخیاں ، مِسّی دھڑی ، دنداسہ
میلے کپڑے اچھے لگے ہیں — بھاگ سہاگ سدھارا
دُکھ ہی فرید تباہی لایا — دُکھ نے ہی بخت اُجاڑا

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۱۲۷

''سرخ سدا متوالی آنکھیں''

سُرخیلی ، متوالی آنکھیں
رَت پینے کو ہر دم مچلیں
تن من باندھیں قید میں ڈالیں رَگ رَگ بہہ کر پیچھے ڈالیں
یہ کالی بل کھاتی زُلفیں
جان و جگر کو دام میں لائیں عشوے ، غمزے ، ناز ادائیں
نازک ریتیں ، گہری چالیں
دل موہیں ، ٹالے نہیں ٹلتے بینسر بُول کڑے کھٹالے
بالیاں پھولوں کی مالائیں
دُکھ کی ماری دِلڑی جلائے سُکھ سے عاری جان لُٹی ہے
پھر زخموں سے پُرخوں آنکھیں
قرباں ، شہر بازار اور کوچے بھائیں فریدا ، بَن ، ویرانے
عشق کے ہاتھوں ملک بدر ہیں

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۱۲۸

''کون کرے انصاف''

کون کرے مجھ سے انصاف
تیغ نظر سے کٹی پھٹی ہوں

غیبی نغمے نے دل موہا جوگی سے میں لُٹی پٹی ہوں

رازِ حقیقت دیکھ لیا ہے علم و عمل سے چھُٹی ، بری ہوں

عشق نہیں ، ہے آگ غضب کی آہیں بھرتی تھکی تھکی ہوں

چھوڑ کے تنہا کیچ سدھارا آنکھیں ملتے اُٹھ بیٹھی ہوں

زہر کے پیالے ،ظلم اور دُکھڑے گھونٹ گھونٹ پیتی رہتی ہوں

آج کا تو یہ عشق نہیں ہے روزِ اَزل سے دیوانی ہوں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۲۹

''عشق کے گھاٹے''

عشق کے گھاٹے جانے بوجھے
چوم کے سر آنکھوں پر رکھّے

کھوٹا عشق انوکھا بیری — سر پر راکھ ہے منھ پر مٹّی
رنج و الم نے دلڑی گھیری — ناحق دُکھ پلّو میں باندھے

ساری رات اُجڑی تڑپے ہے — سوئے تو بستر آگ لگائے
ہچکیاں لے کے روئے کراہے — ظلمی عشق کے تیور دیکھے

لاچاری ہے اپنا سہارا — رسوائی ، عزت کا مِنارا
ویرانہ ہے اپنا ٹھکانہ — پیت کے یہ تحفے نذرانے

کُھبنے لگی جب شوق کی برچھی — چُوڑا توڑا مانگ اُجاڑی
وصل کی ساعت کب آئے گی — گہنے اُتارے ہار جلائے

پاس نہیں کچھ جُز خواری کے — نکلے نتیجے یہ یاری کے
مشکل دن آہ و زاری کے — نین لڑے بے ڈھنگے اوکھے

گل میں زُلف کا پیچ پڑا ہے — دل بھی سجن کو بیچ دیا ہے
سیج اُجاڑی گھر چھوڑا ہے — اب تو کیچ رہوں گی جا کے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۳۰

''ماہی بِنا''

ماہی بِنا تنہا میں پڑی ہوں
ساتھی بِنا بے ڈھنگی سی ہوں

ساجن چھوڑ کے جانے کو ہے — ہجر کی ساتھی بننے لگی ہوں

رحم نہ آئے تِل بھر تجھ کو — غم میں گھلی ، مٹتی جاتی ہوں

گھر کھائے آنگن نہیں بھائے — ہجر کے شعلوں میں جلتی ہوں

شرم ، بھرم خود آپ گنوائے — گلیوں ، کوچوں میں پھرتی ہوں

عشق فرید بہت دکھ دے گا — بہتر ہے بس مر جاتی ہوں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۳۱

''ماہی! مِل''

ماہی! مِل میں ماندی ہوں
عشق کی بے بس باندی ہوں

عشق غضب ، دشمن گھر بھر کے
ساس اور نند کے روز بکھیڑے
اماں بھی غصّے میں کھولے
بھائی باپ کو کب بھاتی ہوں

کھیڑے بھیڑے سخت ستائیں
مارنے کو ہمسائے آئیں
سینگیاں سکھیاں دوش لگائیں
تنہا سسکی بھرتی ہوں

سیج جلائے آگ لگائے
گہنا کپڑا سہرا نہ بھائے
توشک بھُونے سخت تپائے
روتی ہوں غم کھاتی ہوں

دُکھڑے پاؤں عشق نبھاؤں
تجھ بن کس کو کوک سناؤں
تپتے کھپتے وقت بِتاؤں
پھر پھر تیری جھوک آتی ہوں

پھر سے جھوک بسائے گا مولا
سارا روگ اندر کا مٹے گا
آئے گا دوست آنگن میں فریدا
بانہیں ، سرہانے میں پاتی ہوں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۳۲

''میرا عشق بھی تُو''

مرا عشق بھی تُو مرا یار بھی تُو
مرا دین بھی تُو ایمان بھی تُو
مرا جسم بھی تُو مری روح بھی تُو
مرا قلب بھی تُو جند جان بھی تُو

مرا کعبہ قبلہ مسجد منبر
مصحف اور قرآن بھی تُو
مرے فرض فریضے ، حج ، زکوٰتیں
صوم ، صلوٰۃ ، اذان بھی تُو

مرا زہد ، عبادت ، طاعت ، تقویٰ
علم بھی تُو ، عرفان بھی تُو
مرا ذکر بھی تُو ، مری فکر بھی تُو
مرا ذوق بھی تو ، وجدان بھی تُو

مرا سانول میٹھا شام سلونا
من موہن جانان بھی تُو
مرا مرشد ہادی پیر طریقت
شیخ حقائق دان بھی تُو

مری آس اُمید ، کمائی ساری
آسرا آن اور مان بھی تُو
مرا دھرم بھی تُو ، مرا بھرم بھی تُو
مری شرم بھی تُو ، مری شان بھی تُو

مرا دُکھ سُکھ رونا ہنسنا بھی تُو
مرا درد بھی تُو درمان بھی تُو
مری خوشیوں کے اسباب بھی تُو
مرے دُکھڑوں کا سامان بھی تُو

مرا حسن اور بھاگ سہاگ بھی تُو
مرا بخت اور نام و نشان بھی تُو
مری دیکھا بھالی ، جانچ پرکھ
مری ساری جان پہچان بھی تُو

مری ٹھنڈی سانسیں شوق اُداسی
اشکوں کا طوفان بھی تُو
مرے تِل بِندیا زُلفیں اور مانگیں
ناز ادائیں شان بھی تُو

مری مہندی کجلہ مِسّی تُو
مری سرخی بیڑا پان بھی تُو
مری وحشت جوش جنون بھی تُو
مرا گریہ ، آہ ، فغان بھی تُو

مرے شعر ، عروض قوافی تُو
مری بحر بھی تو اوزان بھی تُو
مرا اوّل آخر اندر باہر
ظاہر بھی ، پنہان بھی تُو

مرا فردا اور دَیروز بھی تُو
الیوم بھی تُو الآن بھی تُو
مرے بادل برکھا گرج چمک
مری بارش اور باران بھی تُو

مرا کیچ ملہیر اور قاتل تھر
مری روہی ، چولستان بھی تُو
گر ، یار فرید قبول کرے
سرکار بھی تُو سلطان بھی تُو

نہیں تو ، کہتر کمتر احقر
لاشے ، لاامکان بھی تُو

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۳۳

''یار گیا پردیس''

یار گیا پردیس کی جانب
گہنے کپڑے کیسے پہنوں

سیندھ جلاؤں مانگ اُجاڑوں　　چُٹیا کو بھی آگ لگاؤں
تج کجلہ ، بِن سرخی ، مہندی　　دُکھوں غموں کا ساتھ نبھاؤں
ساری رات کروں فریادیں　　دن بھر بین کروں چلاّؤں
کنکر ، کانٹے ، فرش بنا کر　　درد و الم کی سیج سجاؤں
ملک ملہیر نہ بارش برسی　　سندھ میں روتی واپس آؤں
بہنیں بھائی بیری سارے　　امّاں کو بھی ذرا نہ بھاؤں
بِن ساجن کے سدا فریدا　　خوں روؤں ہر دم غم کھاؤں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۳۴

''ناصح''

روک ٹوک سے باز آ ناصح
عشق ہمارا دین ایمان
کُنتُ کنزاً ، عشق ، گواہی رَبّ نے محبت خود فرمائی
خلق ہوا یہ سارا جہان
عشق ہے ہادی پریم نگر کا رہبر فقر کی راہ گزر کا
عشق سے ہی حاصل عرفان
تج دے مال عیال کی یاری دنیا عقبیٰ سے ہو عاری
بے سامانی ہے سامان
مذہب مشرب لا مذہب کا حاصل ہے میراث عرب کا
شاہد ، درس حدیث قرآن
غیر سے بچ کے ترک اپنا لے رکھ اُلفت ابن العربی سے
فرماتے ہیں فخر جہان
غافل شاغل ناسی ذاکر صالح طالح مومن کافر
سب ہے نورِ اَزل کی شان
احد وہی ہے احمدؐ وُہ ہے میم کے پردے میں دل موہے
رکھنا ، دھیان فرید ہر آن

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۳۵

''وے میاں''

سُکھ کے لیے تھا پیار میاں
دُکھ کی ملی یلغار میاں
نے خواہش ، دنیا دولت کی نے شاہی ، شوکت صولت کی
چاہوں میں دیدار میاں
نے قاصد نے پیغام آیا نے خشک جواب سلام آیا
گھل کر جیون خوار میاں
دِلڑی درد و غم سے بھری ہے کوڑے کو چنگاری بڑی ہے
سلگ سلگ کر نار میاں
اونچ نیچ کی خبریں کیسی دلڑی اَزل سے روتی ، اُجڑی
ٹھیس سے زار و قطار میاں
ملکِ عشق کی شاہی اپنی پوشش دھجی دھجی اپنی
بوریا ہے گھر بار میاں
حاصل بس یہ علم و ہنر کا کیوں بھولے ، ہے نقش حجر کا
سوہنا رُخ رُخسار میاں

چھُٹپن سے ہی عشق کی ماری طرفہ حسنِ یار پہ واری
سکھ نہ ملا اِک بار میاں
ساجن تھر میں چھوڑ گیا ہے سخت دُکھوں میں اپنا جیا ہے
ریت اور لُو ہے نار ، میاں
یار جو روٹھا آفت میں ہوں روؤں ، پیٹوں ، دل پر جھیلوں
مُکّے ، گھونسے مار میاں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۳۶

''روہی میں''

روہی میں رستی بستی ہیں
نازک نازاں جٹّیاں
راتوں کریں شکار دلوں کے دن میں بلوئیں مٹّیاں
تیکھے تیر چلائیں کاری چھلنی چھلنی دلڑیاں
کر کے اہلِ درد کو زخمی ہائے نہ باندھیں پٹّیاں
بکریاں ، بھیڑیں ، گائیں چَرائیں لیلے ، بچھڑے ، کٹّیاں
پھنسے کئی مسکین مسافر دیکھیں حشر کی گھڑیاں
دھونی رما کے لی ہے فقیری چھوڑیں فخر کی لڑیاں
ہم تو سگِ دَر ہیں دلبر کے گل میں عشق کی رسّیاں
روز اُداسی بڑھتی جائے کم ہیں فریدا خوشیاں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۳۷

''سانجھ سویرے کس دم چل دیں''

سانجھ سویرے کس دم چل دیں　　خالی رہیں گی جھوکیں

اُبھے کے پردیسی پنچھی　　دو دن کی مہمانی چاہیں

ملک بے گانہ دیس پرایا　　بھونڈے جھوٹ کی نِیویں

کوئی نہیں ہے سنگی ساتھی　　کس کو درد سنائیں

قسمت نے دکھلائی یہ دھرتی　　ورنہ کب ہم آئیں

حسن نگر کی سمت چلے ہیں　　یارَبّ منزل پائیں

مانگوں دُعائیں اللہ سائیں　　بچھڑا دوست ملائیں

عشق نے دُکھ ہی دُکھ بخشے ہیں　　جھپٹیں ، ہجر بلائیں

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۱۳۸

''پھر تم کیچ چلے ہو''

پھر تم کیچ چلے ہو
کس کی خاطر خان

مل کے گزاریں جیون شہر بھنبھور سیوہان
تجھی کو لمبی عمر کا حق ہے دُکھیا دل کے مان
جانی! تیر ادا سے چھلنی دلڑی جگرا جان
جنتے ہی دُکھیا ماں نے دی غم گھٹی ، دُکھ دان
ہر جُگ ، جیتی مرتی تیری چاہے جان نہ جان
تیرے بنا تنزی کے گانے نوحے ، بین ، بیان
دن اچھے تو دوست بھی اچھے ہے مشہور بیان
درد ، سدا چٹکی کاٹے ہے غم ہے ہتھوڑا خان
لیلیٰ ، مجنوں ، ہیر ، زُلیخا سب نذرِ طوفان
بن ساجن کے کچھ بھی نہ بھائے کیا جیون ، کیا جان

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۳۹

''ہر جا حُسنِ اَزل ہے''

ہر جا حُسنِ اَزل ہے
صوفی! سمجھ ، سجھان

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیٔ سب کچھ اس کو جان
یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ باقی کل شے فان
لَا یَحْتَاج سِوای اَللّٰہ ہے فقراء کی شان
لَا مَوجُود سِوای اَللّٰہ اپنا دین ایمان
حق سے ہٹ کر سب باطل ہے دھیان رکھیں ہر آن
علم فریدا اِک پردہ ہے بے شک ، بے عرفان

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۴۰

''ہر جا ذات پُنل''

ہر جا ذات پُنل ہے
عاشق جان ، یقین

ہر صورت میں یار کا جلوہ کیا افلاک ، زمین
احد ، احمد بن کے آیا موہے چین مچین
حاکم ہو کر حکم چلائے خود ہی بنے مسکین
وعظ و نصیحت آپ کرے ہے آپ بجائے بین
گر تُو یار سے ملنا چاہے چھوڑ دے غصہ ، کِین
زاہد کو کوئی جا کے خبر دے عشق ہمارا دین
پیر مغاں نے راز بتایا ساجن ، نزد ، قرین
یار سے اِک پَل کی نہ ہو غفلت وہ ہر جا ، ہر حین
لُوٹنے کو بس دلڑی فریدی بنا ہے فخر الدین

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۴۱

''ایک ہی راز کھلا''

ایک ہی راز کھلا باتوں سے
ایک ہی رمز ملی چالوں سے

ہر صورت من کو بھائے ہے ہر مورت دل ذبح کرے ہے
ہر نسبت ہی اس کو جچے ہے ہر حالت میں سب باتوں سے

کہیں وہ دلبر بن کر دل لے کہیں وہ عاشق بن کر روئے
کہیں وہ رشتے توڑ کے نکلے غم سے حسن کے پھندوں سے

بدنامی ہی نام مرا ہے غم ہی ، کام دوام مرا ہے
خوں ہی شُرب مدام مرا ہے چھُوٹے شرم کے جالوں سے

حُسنِ حقیقی ، روشن منظر کیا اندر ہے کیا ہے باہر
کہیں پہ ماہر ، کہیں بھُلکّڑ سوہنا حسن کے رنگوں سے

جب سے عشق اُستاد ہوا ہے علم ، عمل برباد ہوا ہے
حضرت دل آباد ہوا ہے سو وجدوں ، لکھ حالوں سے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۴۲

''دل نے بدلی ہے لے''

دل نے بدلی ہے لے سائیں
جی غم سے گھلتا ہے سائیں
سینے میں غم کے کانٹے ہیں عشق کے ہاتھوں کب سے لگے ہیں
نکلیں ریزے ہو کے سائیں
دُکھڑے میرے بڑھتے گئے ہیں جب سے سجنا چلے گئے ہیں
اپنے شہر بھنبھور سے سائیں
روز و شب ، ماتم ہی ماتم سکھ غائب ، روز افزوں ہے غم
اُڑ گئیں خوشیاں پھُر سے سائیں
یار نہ لوٹا آنکھیں سُجائیں رو رو کے اُجڑیں مُرجھائیں
پھڑکے ہیں ہر لمحے سائیں
گوشت اور پوست بھی پُرزے پُرزے کپڑے لتّے لیرے لیرے
عشق بہت اُکسائے سائیں
صبر کا دامن چھُوٹا جائے گھر کھائے جنگل بھڑکائے
دلڑی اَٹکے ، بھٹکے سائیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۴۳

''عشق میں کیا ہے رس''

عشق میں کیا ہے اب رس سائیں
لاکھوں بار اپنی بس سائیں

دن اور رات تڑپتی ہوں میں رو رو کر ، اُجڑوں ، بکھروں میں
رحم ہُوا خار و خس سائیں

روتی ہوں چلّاتی ہوں میں کھپتے عمر نبھاتی ہوں میں
محوِ فغاں ہوں ، بے بس سائیں

چرواہا منوا کو بھایا نندوں نے الزام لگایا
طعنے دیتی ہے سس سائیں

نیند نے کیسا قہر اُتارا سوتے میں محبوب سدھارا
بے خبری ہوں ، بے بس سائیں

عشق سے کچھ بھی بھَلا نہ پایا اپنا سارا بھرم گنوایا
اس مَد میں گس ہی گس سائیں

مشکل پینڈے اپنے تھر کے پل پل اندیشوں کے دورے
درد کے ہاتھوں بے بس سائیں

درد اندوہ گھنیرے میرے رنج و الم نے ہلّے بولے
دل لُٹوا بیٹھا ، بس سائیں

درد فریدا حشر اُٹھائے عشق نے ظلمی روگ لگائے
سر پر ہے خاک و خس سائیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۴۴

''اب عشق کرے ہے تنگ''

عشق کرے ہے اب تنگ سائیں
دل سے اپنی بس جنگ سائیں
غمزے انوکھے ، ناز ادائیں جھگڑے ، فتنے روز بڑھائیں
رحم نہ ڈر ہے ، ہُوں دَنگ سائیں
عشق نے ظالم لُوٹ لیا ہے تھکی مری کو ذبح کیا ہے
تن من تڑپے چَورنگ سائیں
سکھ کے اچھے لمحے گزرے جی گھلتا ہے ، دُکھ ملتا ہے
ہر ہر رَگ ، ہر ہر اَنگ سائیں
کب سے پرانے غم سہتی ہوں جھکتی ٹوٹتی ہی رہتی ہوں
یار کا دل ہی ہے سنگ سائیں
عشق کی سب باتیں ظاہر ہیں تن لاغر ہے غم وافر ہے
سبز اور پیلا ہے رنگ سائیں
عشق عطیہ ، خاص عطا ہے تحفہ فریدا خوب ملا ہے
رُخصت ، ناموس و ننگ سائیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۴۵

''صدقے قرباں''

عشق کی پالی بھولی بھالی
جان ، پیا پر واری صدقے

اللہ بڑھائے حسن جوانی دل دیوانے کے شہزادے
صحرا تیرا میداں تیرے ملک ملہیر کے نوشے دُولہے
دل کا حال نہ پورا ہوگا چاہے لکھوں سو سو ورقے
تو جو آئے تن من صدقے پیش کروں گی چُوری کٹورے
بیعت کر کے عشق نے پھینکا علم ، عمل کی حد سے آگے
حُسنِ بُتاں میں وصف وفا کے؟ دل یہ بات نہ ہر گز مانے
جب سے فریدا عشق ہے ساتھی ہر شے سے دل ہٹا ہوا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۴۶

''تم بے شک اصل جہان کے ہو''

نہ تم فرشی نہ تم عرشی — نہ فلکی نہ ارضی ہو
ذاتِ مقدس نورِ معلیٰ — صورت میں انسان کے ہو

روتے ہو کہیں ہنستے ہو — کہیں عاشق اور معشوق بنو
کچھ اپنا بھید بتا پیارے — تم کون ہو کون جہان کے ہو

روپ انوکھے طور نرالے — سَروِ خراماں من کو بھاتے
ناز نزاکت حسن ملاحت — مالک سب سامان کے ہو

کہیں ہو جاہل کہیں ہو فاسق — پردے میں چھپ جاتے ہو
کہیں ہو عارف ، اہلِ حقائق — واقف ، سِر پنہان کے ہو

قبلہ ، کعبہ ، مسجد ، مندر — دیر ، کلیسا تجھ میں ہے
صوم و صلوٰۃ کے خود ہو والی — کیوں پابند گمان کے ہو

غیر کہیں موجود نہیں ہے — دونوں جگ میں دونوں جہاں میں
دنیا تم ہو عقبیٰ تم ہو — مالک کون و مکان کے ہو

وعظ نصیحت رمز فریدی — دم دم سوچو جانو سمجھو
اپنی عظمت کبھی نہ بھُولو — یوسف ہو؟ زندان کے ہو؟

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۱۴۷

''دیکھی یار بھلائی''

دیکھی یار بھلائی تیری
تِل بھر رحم نہ مجھ پر آیا

بانہیں گلے میں ڈالے سویا جاتے ، رخصت ، کہہ نہیں پایا

خود ہی خوشی سے پاس بٹھا کے پھر کیوں مجھ کو دل سے گرایا

ہائے ہائے یار بروچل کس نے تجھے مجھ سے بھڑکایا

تیری نیت ہی جو یہی تھی پھر کیوں میرا دل برمایا

جان فرید نکمّی بھولی کیوں اس کو غم میں جُھلسایا

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۱۴۸

''یار ترت آ''

یار ترت آنے کی خبر دے
خوشیوں سے آنکھیں پھڑکے ہیں

بدبختی کی مدّت گزری
رُت مستانی دن ملہاری

روہی بھی گُل پھُل سے سنوری
باد شمالی کے جھونکے ہیں

بھاگ سہاگ نے عجلت کی ہے
چھم چھم ہے ، بوندا باندی ہے

وقت سے پہلے رُت آئی ہے
بادل خود چھڑکاؤ کرے ہیں

اُلٹی قسمت سیدھی ہوئی ہے
مینہہ سے روہی سبز بنی ہے

رُوٹھی راحت منّے لگی ہے
وحشت کو دل مچلے ہیں

ٹھنڈی ہوائیں پورب والی
خوش خوش رقصاں لڑکی بالی

کجلے بادل ، بدری کالی
بس بیرن بل کھاوے ہیں

سوہنے سجن نے کروٹ لی ہے
سختی ، خوش بختی سے ٹلی ہے

مہر و وفا کی لاج رکھی ہے
جاں شاداں ، دِل مُسکائے ہیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۴۹

''جذبۂ عشق''

بِنا فقیری کس نے پایا
جذبِ عشق کی لذّت کو

کُل شے میں کُل شے کو دیکھا ہمہ اوست کو سبقاً سمجھا
پیروں کی صحبت میں سیکھا پی کر شُربِ وحدت کو

جب مستی نے ناز دکھایا عریانی نے رنگ جمایا
خرقہ لیرے لیرے کرکے پہنا رندی خلعت کو

درد زدوں کو درد سلامت بارِ محبت ، بارِ ملامت
درد اُٹھے رہ رہ کر سُلگے صدقے کروں سب راحت کو

کتنے گھرانے عشق نے لُوٹے بھٹکی پھریں جنگل ویرانے
سینکڑوں سسّی لاکھوں ہیریں دیکھو عشق کی شدت کو

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۵۰

''عشق نِگوڑا''

عشق نِگوڑا سخت بُرا ہے
بارِ اجل سے بھاری بھلّو
ظالم یار ملہیر سدھارا پھر اس کا پیغام نہ آیا
پھرتی ہوں ماری ماری بھلّو
کیچ گیا پھر خبر نہ آئی مفت میں روتے عمر گنوائی
اس نے نہ کی دل داری بھلّو
دوہرے دُکھ تقدیر بنے ہیں جھوک اُجڑیں ٹوبھے سوکھے ہیں
دلڑی دُکھڑے ماری بھلّو
کنکر کانٹے راہ جبل کے اوکھے پینڈے ظالم تھل کے
غم کی جلی اب ہاری بھلّو
تتی ریت سے پاؤں جلے ہیں لاکھوں چھالے چھلک پڑے ہیں
پلّے پڑی ہے خواری بھلّو
رستے پہاڑی ، گھاٹی مشکل تھر کی پٹی دُکھ کی منزل
واہ واہ یار کی یاری بھلّو
عشق نے کچھ بھی کی نہ بھلائی خوش بختی نزدیک نہ آئی
یار بھی بھُولا یاری بھلّو

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۵۱

''ہر دل کا دل دار''

ہر دل کا دل دار یار مہنجو
سوہنوں کا سردار یار مہنجو

کہیں مُلّا کہیں ناصح حاکم — کہیں منصور اور دار یار مہنجو
آپ چُھپائے رازِ حقیقی — آپ کرے اظہار یار مہنجو
بلبل ہے کہیں گُل کی صورت — برگ ، کہیں ہے خار یار مہنجو
سرخی ، کہیں ہے ناز نزاکت — کجلہ ، کہیں ہے دھار یار مہنجو
کہیں ڈھولک ، کہیں تان ترانہ — کہیں صوفی سرشار یار مہنجو
کہیں عابد ، کہیں نفل دوگانہ — مست کہیں میخوار یار مہنجو
کہیں عاشق ، کہیں درد ، مصیبت — کہیں سجن غم خوار یار مہنجو
یار فرید نہیں پردے میں — خود پردہ ہے یار ، یار مہنجو

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۵۲

''پیارے جانا ٹھیر گیا ہے''

پیارے جانا ٹھیر گیا ہے آج نہیں تو کل
دیس ہے یہ بیگانہ ، سب کچھ نقلی جھوٹ ٹھکانہ
دیکھنا رنگ اور گُل پھُل پا کے جُل میں مت آنا
سیدھے رستے چلتے سالک بھٹک نہیں جانا
اس جگ کی ساری جگمگ کو سمجھو محض بہانہ
یہ نگری تو دیس پرایا دُکھ کا سایہ ہے
اِس سے اُمیدیں آسرا رکھ لینا ہی بے جا ہے
وقت آجائے ، رہنے نہ دیں ، بس فوری کریں روانہ
عارضی گھر ہے ، غفلت میں پَل بھی نہ ترا گزرے
مَل مَل کے ہاتھ افسردہ ہو ، خود ہی پچھتالے
موت کا لکّھا آسکتا ہے ، ابھی ابھی پروانہ
بھاڑ میں جائے دنیا ، یہ دھرتی فانی ٹھہری
جھوٹ ، دغا بازی ، چھل مکّاری ، دھوکہ ٹھہری
اس میں شامل ناز ، ادائیں ، غمزے تان ترانہ

اللہ سائیں سے ہر لمحہ ، توبہ کیا کر تُو
شرک اور بدعت ،پھیلے ہیں ، بس دُور رہا کر تُو
توحیدی مسلک اپنالے ، بن جا صاف یگانہ
رَبّ کے سوا کس سے اُمیدیں ، کون سہارا ہے
جیون سارا ، روز و شب کا آٹھواں حصّہ ہے
سب نے پرکھا ،کس سے وفا کرتا ہے وقت ، زمانہ

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۵۳

''صدقے صدقے''

صدقے صدقے جاؤں
آیا شہر مدینہ

سُکھ کی سیج سجا لی ختم ، غمِ دِیرینہ
تتڑی دلڑی مت رو دُکھے نہ دُکھیا سینہ
اُبھرا طلائی سورج دیکھا نیک مہینہ
حرم معلّیٰ روشن نور کا ہے آئینہ
دھرتی پاک عرب کی سوہنی ، صاف ، نگینہ
پہنچے گا جو رکھّے صدق و یقیں کا زِینہ
جی شیطان سے چھُوٹا گزرا نفس کمینہ
خبر فرید سنی ہے ملیں گے شب آدینہ

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۵۴

''عشق کا جلوہ''

ہے عشق کا جلوہ ہر ہر جا — سبحان اللہ ، سبحان اللہ
خود عاشق ، خود معشوق بنا — سبحان اللہ ، سبحان اللہ

خود بلبل اور پروانہ ہے — خود گُل ، مشعل ، دیوانہ ہے
بَن چاند ، چکور کو موہ لیا — سبحان اللہ ، سبحان اللہ

کبھی موسیٰ ہو کر طُور چڑھے — پھر وعظ کرے ، توریت پڑھے
کبھی عیسیٰ ، یحییٰ ، زکریا — سبحان اللہ ، سبحان اللہ

کبھی شاد کبھی دل تنگ دِکھے — کبھی صلح دِکھے کبھی جنگ دِکھے
اظہار جمال جلال ہوا — سبحان اللہ ، سبحان اللہ

کہیں راز انالحق فاش ہوا — کہیں سبحانی کا وِرد کیا
کہیں اِنّی عَبَد رَسُول کہا — سبحان اللہ ، سبحان اللہ

ہیں ہستی کے نیرنگ عجب — ہیں حُسنِ ازل کے ڈھنگ عجب
بے رنگ پہ ہر ہر رنگ رچا — سبحان اللہ ، سبحان اللہ

ہے محض مقام تحیر کا — تج حیلہ غور ، تفکر کا
گہرا ہے جہاں اِس سمت نہ جا — سبحان اللہ ، سبحان اللہ

تقدیس کہیں تنزیہہ کہیں تقدید کہیں تشبیہہ کہیں
ہے حیرت ، کر تسلیم و رضا سبحان اللہ ، سبحان اللہ

جیون اپنا برباد سبھی ہیہات ، فُغاں فریاد سبھی
آخر دم تک انجان رہا سبحان اللہ ، سبحان اللہ

ہے پِیت فرید کی رِیت عجب ہیں درد و الم کے گیت عجب
سن لو سمجھو سب اہلِ صفا سبحان اللہ ، سبحان اللہ

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۵۵

''جیتے جی پہنچا ہوں مکّے''

جیتے جی پہنچا ہوں مکّے
شہر مبارک پاکیزہ ہے

واہ عرب کے پیارے قرینے — نیک عادات ، اخلاق ، طریقے
بھُولے سب احوال وطن کے — بھُولے خویش ، عزیز ، قبیلے

دید کی لذّت اور بڑھی ہے — چاہ ، خوشی ہر دم دُگنی ہے
شوق فزوں تر گھڑی گھڑی ہے — کچھ تو تھکے کچھ ہمت ہارے

کنکر ، سیج ہے گُل بُوٹوں کی — دُھول بنی توشک پھولوں کی
بادِ صبا شب کو من بھاتی — صبح تلک جھَلتی ہے پنکھے

انگوروں کے گچھے ، متیرے — ڈھیروں کھجوریں اور خربوزے
لال انار بڑے اور چھوٹے — پھانکُوں دانے چُن چُن کے

یہ دھرتی پاکیزہ نوری — یہ جنت ہے ، حور قصوری
بَن جا عاشق ، پاک حضوری — غیر قدم یاں کیسے رَکھّے

دیکھا پاک مدینہ عالی — کون و مکاں کا جس جا والی
یہ دھرتی عیبوں سے خالی — نورِ رسالت ہر سُو چمکے

بھُولیں کیسے یار کے ڈیرے — رَو رَو آنکھیں گوشت کے بَوٹے
جیتے رہے تو ہوں گے پھیرے — یا پھر آ کر بس جائیں گے

کیسے ہی ہوں دھکم دھکے — ہم ہیں یار پہ نظریں رکھّے
آگ بدن میں عشق کی بھڑکے — دل غم سے بھی لذّت چکھّے

سخت اذیت غم طاری ہے — کس کے بس میں دل داری ہے
آنکھ سے طغیانی جاری ہے — سوز سے بھُن بھُن کر دل دہکے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۵۶

''بارِ عشق''

اپنے آپ ہی بارِ عشق اُٹھایا رِی
اپنے آپ ہی جا کر خود اُلجھایا رِی
قسمت سے دُکھ کے تحفے دن رات ملے درد اندوہ کی مجھ کو ہی سوغات ملے
ظالم غم نے ہوش اُڑا کر مارا رِی
چھوڑ کے ساجن مجھ کو کیچ سدھارا ہے طوقِ ہجر و غم گردن میں آیا ہے
جو لکھا تھا قسمت میں وہ پایا رِی
میں تنہا ظلمی تھر کا ویرانہ ہے تن من سارا زخموں کا نذرانہ ہے
سوختہ جاں پر عشق انوکھا چھایا رِی
روٹھ گیا ہے کیچ گیا ہے ساجن مورا سر پر میرے قہر عشق کا بادل برسا
رَبّ نے دی ہمت تو ایسا بوجھ سہا، رِی
یار فریدا کاش مجھے اِک بار تو مل لے سر سے ہجر کی بھاری گٹھڑی کا بار اُترے
جس کی خاطر میں نے گنوایا جیون سارا، رِی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۵۷

''خود ہی بنایا یار''

خود ہی بنایا یار رے
کیوں ہو گئے بیزار رے

ایسا نہ کرنا چاہیے بھُولا ، اکیلی چھوڑ کے
خود کیچ میں لُوٹے مزے میں بن میں ہوں مردار رے

دل سے نہ وہ چاہے مجھے بس جھوٹے منھ آ بیٹھتے
اللہ خوش رکھے تجھے اچھے نہیں اطوار رے

جوبن پہ ساون آئے ہے مستی میں برسے جائے ہے
ملنے کا موسم چھائے ہے مجھ پر دُکھوں کا بار رے

گُل رُت یونہی مرجھا گئی کجلہ نہ اب سرخی رہی
سنوری نہ مہندی ہی لگی کر یاد ، قول اقرار رے

میکے سے تنزی دُور ہے دُکھ دَرد سے مقہور ہے
ساجن یہ سب منظور ہے اِک تُو نہ ہو بیزار رے

پھر آئیں من بھاتی رُتیں زاغ و زغن گاتے پھریں
پھر خواہشیں انگڑائی لیں پھر ہم بسیں اِک بار رے

چھوڑا ، بھٹکنے کے لئے بننے سنورنے سے رہے
ناز و ادا سب گم ہوئے دُکھ دَرد کی یلغار رے

دل عشق کے قبضے میں ہے شب ہے کہ دن دُکھڑے سہے
چھَوٹا ہے منھ کیسے کہے اِک دل ہے لکھ آزار رے

قسمت ہی اُلٹی ہو گئی قسمیں بھی ٹوٹیں پیار کی
پھر ملک بدری بھی ہوئی گھر بَن ، تو بَن گھر بار رے

بدبخت کو دُکھ ہی ملے غم رات دن چھائے ہوئے
زخموں سے دلڑی چُور ہے تیرے بِنا لاچار رے

ابا کی شفقت ختم تھی ماں مار کے خود تھک گئی
بہنوں نے سنگت چھوڑ دی بھائی سے نت تکرار رے

جب تک نہ تجھ کو دیکھ لُوں ممکن نہیں ٹِک کر رہوں
تُو بھی اگر تڑپے جو یوں ہو جائے بیڑا پار رے

ضد کی مٹی جھوٹی اَنا اُلفت سے بھی جی بھر گیا
دُکھڑوں سے دل گھبرا اُٹھا آخر گئی میں ہار رے

خود آپ ہی چاہا مجھے دنیا کے سو طعنے سہے
الزام ، رسوائی ، گلے زیبا نہیں اب عار رے

سوتی کو تنہا چھوڑ کے باگیں وطن کو موڑ کے
ویرانیوں میں بَوڑ کے ڈاکہ ، ستم ، اندھکار رے

اس ظلم سے اب بس بھی کر مل کر کریں جیون بسر
ہنس بول ، رَس بس عیش کر جیون کے دن ہیں چار رے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۵۸

''کرشن جی نے بَن میں''

کرشن جی نے بن میں آ کے بانسری خوب بجائی
سندر گیت سنایا ایسا دھرتی موج میں آئی

بھاگ سہاگ کی رُت ہے، بہاریں، راگ رنگ، پیا سنگ
دل کو سُکوں ، ہر سُو شادابی ، اَنگ اَنگ انگڑائی

کونج گلی میں جا کر ، کرشن جی سے کھیلوں ہولی
عہد محبت پھر تازہ ہو لال گلال اُڑائی

خوف و خطر کوئی بھی نہیں ہے ، چین کی بین بجی ہے
انہد کے غیبی نغمے نے ایسی دھوم مچائی

وَصلِ ذات کو من میں ڈوبے، غیب کی سُن گُن بھی لی
خواہش کے اندھیارے بھاگے ایسی جوت جگائی

کیسی گنگا کیسی جمنا کیسے مقدس دریا
تیرتھ من دریا میں کیا ہے ڈُبکی خوب لگائی

کاشی متھرا پراگ ہو یا برہما بشن ، مہیش
سب کے سب مجھ میں ہیں کیسے سوچ بدیس کی آئی

پریم حقیقی جس نے بھُلایا خود کو فرید گنوایا
جس نے بڑائی کا پھل کھایا اور اس سے اچھائی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۵۹

''سیج گلوں کی''

سیج گلوں کی جھلساتی ہے
توشک بھی کاٹے جاتی ہے

ہجر کا ہر دن سر پر کڑکے
دُکھ کی دھمکی سے دل بھڑکے

دلڑی پھڑکے چھاتی دھڑکے
سختی ظلم ، ستم ڈھاتی ہے

رخصت کے دن آئے سجن کے
ویراں سینے دُکھی بدن کے

سوہنے سانول من موہن کے
دلڑی جھوک دُکھوں کی ہے

اُجڑی رنگت پھٹتے چیرے
آئے دُکھڑے ، سُکھ سب بچھڑے

ہار ، حمائل ، سہرے بکھرے
پَل پَل ٹیس سے جاں جاتی ہے

پیاس وطن کی بڑھتی جائے
دُہری پیاس ، قیامت ڈھائے

خوشیاں سسکیں ، دُکھ مُسکائے
قسمت یوں پلٹا کھاتی ہے

آس تھی اُس سے یاس ملی ہے
میرے مان کی بربادی ہے

یار نے خود یاری توڑی ہے
جندڑی دُکھڑی پچھتاتی ہے

پیش آیا ماتھے کا لکھا
بے دردوں کے ساتھ نے مارا

ساجن مِلے بنا ہی کھسکا
دنیا بھر طعنے دیتی ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۶۰

''خواہش دیدار''

دُونی خواہش دیدار کی ہے
کیا آئی نگری یار کی ہے

ارض مقدس ملک عرب کی ہر ہر وادی عیش و طرب کی
منزل منزل عجب عجب کی ساری شکل سنگھار کی ہے

ہر ہر قطرہ موجۂ کوثر گرد و خاک ہیں مشک و عنبر
خار و خس شمشاد و صنوبر شکلِ خار بہار کی ہے

ملک عرب کی سوہنی وادی ناز آرا ، دل کش ، متوالی
لاکھوں بار میں صدقے واری گلی نبی مختار کی ہے

آئے موسم حج عمرے کے مل کر سب لبیک پکارے
جیتے دیکھوں خدا نہ مارے بھُولی ، حُب گھر بار کی ہے

گھر آنگن کھانے کو آئے بستر بھی شعلے سُلگائے
کوئی بھی شے دلڑی کو نہ بھائے چاہ بس اِک دل دار کی ہے

عشق نے ہم کو مول لیا ہے ہر شئے سے آزاد کیا ہے
سُرخی ، مانگ ، مساگ چھُٹا ہے چاہ نہ کجلہ دھار کی ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۶۱

''چہرہ آج کِھلا بدلا ہے''

چہرہ آج کِھلا ، بدلا ہے
شاید نامہ بر بھیجا ہے

جنگل بیلہ سبز ہُوا ہے — روز سِوا ، رونق میلہ ہے
سکھیوں کا پیغام ملا ہے — رُویں رُویں میں پِیا ، رَچا ہے

کانے ، جھاڑی بھی تر و تازہ — لائی نے پہنا سرخ لبادہ
گُل پھُل میں سُندر پن جاگا — سُکھ آیا دُکھ دور ہوا ہے

رانجھن جوگی میرا ماہی — مجھ بے والی کا ہے والی
روزِ اَزل سے اُس کی داسی — جس نے دل کو گھیر رکھا ہے

ساجن ، بانہوں پر سر رکھے — ساس اور نندیں جل کر کوسے
کھیڑے بھیڑے حسرت مارے — کوئی گلا ہے کوئی جلا ہے

جھوک میں ماہی کے ڈیرے ہیں — میرے بھی اب بھاگ لگے ہیں
دھاگے ، عروسی سہرے سجے ہیں — باغ خوشی کا پھَلا ہوا ہے

سوزِ الم سے جان چھٹی ہے — گھڑی دُکھوں کی بیت گئی ہے
من بھاتے سے آنکھ لڑی ہے — بخت مری جانب پلٹا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۶۲

''ہجر کی رُت''

فال فراق کی نکلی ہے
گھڑی جدا ہونے کی ہے

دُکھ ڈھیروں ہیں، سُکھ تھوڑے ہیں — رنج ، الم ، غم ، سوز بڑھے ہیں
چرخے رُوں رُوں بَین کرے ہیں — تانت بھی ٹیڑھی میڑھی ہے

مانگ ہے اُلجھی ، مہندی پھیکی — کجلے اُجڑے ، سرخی بکھری
یاس ہے ساتھی آس ہے روٹھی — رُویں رُویں میں سِسکی ہے

ریشمی بستر ، دار لگے ہیں — ہار گُلوں کے خار لگے ہیں
گھر ویراں بے کار لگے ہیں — ہر شے رنج بڑھاتی ہے

بخت گیا بدبختی آئی — اُجڑی چُوڑی دار کلائی
جیتے جی دیکھوں چَن ماہی — جان ہلکان ہوئی جاتی ہے

توڑے ، پلیں ، کڑیاں ، نیور — ٹکڑے ٹکڑے بُولے بینسر
کنڈالے ہیں سانپ کے ہمسر — چُوہنب کلی چُٹکی بھرتی ہے

نظر نہ آئے رانجھن پیارا — مجھ کو کیا بے کس ، بے چارا
مایوسی پھندا پھانسی کا — صبر آرام گنواتی ہے

درد سے مُنھ ہے سبز اور پیلا کُرتا کالا آنچل نیلا
تیرے بِنا بھدّا ہے حلیہ دنیا ڈانٹ پلاتی ہے

شگن شگون سب اُلٹے پائے وصل وصال کے بندھن ٹوٹے
نیناں روتے روتے سُوکھے دلڑی حشر اُٹھاتی ہے

چیت ، بہار ، خزاں لگتی ہے جھوک بھی اب ویراں لگتی ہے
دھرتی بے امکاں لگتی ہے ڈائن روہی دہلاتی ہے

یار فرید نہ ہاتھ ہلایا بارِ جدائی سر پر آیا
شوق نے سینکا آس نے تاپا قسمت آفت ڈھاتی ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۶۳

''پھڑکے آنکھ''

آنکھ مری پھڑکے جاتی ہے
شاید وصل کی خوشخبری ہے

رُت اب میل ملاپ کی آئی
لذّت روز بروز سوائی
خوش خوش پھرتی ہیں ماں جائی
شاداں باندی ، داسی ہے

درد ، الم برباد ہوئے ہیں
جنگل بیلے شاد ہوئے ہیں
ویرانے آباد ہوئے ہیں
دُھومیں خوشی مچاتی ہے

ہر لمحے ہر آن ہے شادی
دیویں لوگ مبارک بادی
ہر آزار سے ہے آزادی
دل دُکھڑوں سے خالی ہے

رانجھن جوگی آیا ڈیرے
جَلے مَرے سب کھیڑے بھیڑے
کون ہمیں آپس میں توڑے
پَل پَل ہم آغوشی ہے

خوش بختی کا موسم چھایا
جھوک کو میرے رَبّ نے بسایا
رانجھن میرا ، گھر لَوٹ آیا
جس کے لئے جاں تڑپی ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۶۴

''ماگھ کی نو''

ماگھ کی نو ، دن مستانہ رے
گلے لگانا ، پھر آنا رے

رُت ہے رنگیلی ، ساعت سوہنی — گُل موسم ، خوشبو من موہنی
غم کی بیری مدمستانی — سجنا! صحن سجانا رے

سکھیاں ناز انداز دکھائیں — سرخی لگائیں مانگ بنائیں
چَیت میں جھومیں گلے لگائیں — تُو بھی پِیا گھر آنا رے

دُکھیاری نے رُوپ بھُلائے — عمر گزاری روتے دھوتے
دے کر چکمے جھوٹے دلاسے — آتے ہی مت جانا رے

کھیڑے بھیڑے ڈالیں بکھیڑے — ساس اور نندیں کریں فضیتے
چرواہے آ میرے ڈیرے — جلی کو مت جھُلسانا رے

سکھیاں جگتیں ، فقرے داغیں — باندیاں تک طعنے تشنے دیں
چھوڑ دے بے مہری ، مِل بیٹھیں — لُتروں میں پَت رکھوانا رے

تیرے سوا اب کون ہے میرا خلق کے طعنوں نے آ گھیرا
میرا اَزل سے سب کچھ تیرا دل کی رِیت نبھانا رے

اشکوں میں بھیگا آنچل ہے چولی چُنری پُرزے پُرزے
رُواں رُواں خوں ، لکھ لکھ چیرے تازہ زخم مٹانا رے

عشق فرید فقیر کی دولت اس کے سوا سب جھوٹ بناوٹ
مرتے جیتے ٹھیک ہو نیت دل پر داغ نہ کھانا رے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۶۵

''ماگھ کی گیارہ''

اب ماگھ کی گیارہ آئی رے
کیوں میری یاد بھُلائی رے

آیا موسم چیت بہاراں — سینگی سہیلی وصل پہ نازاں
جوش جوانی طوفاں ، طوفاں — اِک بس ، میں دُکھیاری رے

سینگی نہائیں گائیں بجائیں — خوش ہو ہو کے سجیں سجائیں
مانگیں نکالیں زُلفیں سنواریں — دُکھ سے سر میرا بھاری رے

سرخی کجلہ مہندی سجی ہے — ہر اِک پی کو موہ رہی ہے
میں بدقسمت ، لُٹتے ترستے — کرتی لکھ لکھ زاری رے

زیور پہنیں بیڑے لگائیں — پِیا رِجھائیں سیج سجائیں
بانہوں میں رکھّیں گلے لگائیں — میں ہوں غم کی ماری رے

رُت سوہنی ہے وقت سہانے — آنگن سنورے گھر البیلے
رَب سوہنا! ساجن سے ملا دے — قسمت دے مجھ کو ، باری رے

پھول پھبن سے شان دکھائیں — بُلبل بھنورے جھومیں گائیں
حسرت اور جلاپے آئیں — پَل پَل چلے کٹاری رے

سہرے اُجڑے ہار بھی سوکھے ناز و ادا کے میلے گزرے
فخر کے تانے بانے بکھرے شہر میں ، ہُو ہا ، خواری رے

راتیں نیند نہ دن راحت ہے وہم ، تذبذب ہر ہر لمحے
نرم گدیلے ، سُولی پھندے تڑی آخر ہاری رے

شوق میں پھیلے بازو سکڑے گُل نہ لگائے ، پیٹھ بھی پھیرے
پیت نرالی ، ڈھنگ سب اُلٹے دیکھی یار کی یاری رے

میٹھا ماہی گلے نہ لاگے کھانے کو آئیں کپڑے گہنے
سانس گھُٹے ، گُل کی خوشبو سے جھُلسے بادِ بہاری رے

درد ، آلام ، آفات کے بھالے سوز سے شعلے آنکھ سے نالے
یار فرید اے کاش سنبھالے ٹالے غم لاچاری رے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۶۶

''پیلوں''

آ مِل کے چُنیں ہم یار
پیلوں پکی ہوئی نی رے

کئی چِٹّی ، کئی سبز اور پیلی
کئی بھُوری ، کئی ہلکی نیلی
کئی اُودی ہیں کئی گل نار
سرخ بھی ، دُودھیائی نی رے

ویرانہ ہے شکل ارم کی
سوکھ گئی ہے جڑ ہی غم کی
ہر اِک جا ہے باغ و بہار
پھلی پھلی ، چکھی نی رے

پیلوں ، ڈِیلھوں کے ہیں بغیچے
سر پہ ، گلے میں ، ٹوکری رکھّے
ڈھیریاں اور کہیں انبار
بھری پھریں چھبڑی نی رے

پیڑوں ، جُھنڈوں میں آبادی
پَل پَل خوشیاں دم دم شادی
لوگ بھی آئے کئی ہزار
ماریں سب پھکی نی رے

حوریں پریاں ٹولے کے ٹولے
عشق کی لُو ہے حُسن کے جھونکے
راتیں ہیں اب ٹھنڈی ٹھار
دن چڑھتے گرمی نی رے

ناز و ادا ہیں حُسنِ اثر کے
تیغ ابرو کی تیر نظر کے
تیز ، رواں ، تیکھے ہتھیار
دل زخمی زخمی نی رے

دیں پیلوں گیہوں کے برابر
کئی بیچیں ڈیوڑھے حصے پر
کئی بیچیں جا کر بازار
تول رکھیں پوری نی رے

دھوپ میں کچھ چُنتی رہتی ہیں
کچھ چھاؤں میں آ بیٹھی ہیں
کچھ نے لئے ہیں پاؤں پسار
چُن کے تھک ہاری نی رے

یاں ہیں عشوے غمزے نخرے
واں عاشق خیراتی بکرے
قرباں ہونے کو تیار
کھیل مزے کا جاری نی رے

پیلوں چُنتے آنچل لیرے
کُرتا بھی ہے پُرزے پُرزے
شکووں طعنوں کے طومار
اپنی اور سکھی نی رے

آئی تو تھیں چُننے کو پیلوں
ہوئیں فریدن جیسی مجنوں
چھوڑ کے سب آرام ، قرار
ششدر ، حیراں بیٹھی نی رے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۶۷

''آنگن آج بہت بھائے ہے''

آنگن آج بہت بھائے ہے
وصل کی خوش خبری آئے ہے

گھِر گھِر آئے بادل کالے — بجلی چمکے بارش برسے
گرج چمک سے دھرتی دھڑکے — جھوک سہاگ منائے ہے

ٹوبھے اُچھلے مال بڑھا ہے — شب کو یار گلے ملتا ہے
ہر کوئی خوشیوں میں ڈھلا ہے — اِک دُکھ ہی دُکھ پائے ہے

کوئل کُوکے مور پکارے — بولیاں بولیں اغن پپیہے
ہر وحشی منھ اپنا کھولے — گیت خوشی کے گائے ہے

دشت بیاباں میں ہیں بہاریں — بوٹے جھومیں سُر میں گائیں
خوشیاں تو حد سے باہر ہیں — جسم نہ جامے میں مائے ہے

گھنٹیاں سُر میں آگے آگے — وقت پہ ساجن بھی آپہنچے
مانگ فرید رکھوں کیوں میلی — ناز انداز میں بھائے ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۶۸

''ملنے کو ہے سجنا''

ملنے کو ہے سجنا
دُکھی نہ دلڑی ہو

سیج دوپٹے پھونک جا پیاروں کی ہو

باندی بردی یار کی باندی بر کی ہو

یار ہو لیکن غیر سے دلڑی خالی ہو

عشق نبھاتے موئی پُنل ، کاندھی ہو

شوق فرید سے چاہے دشت کا راہی ہو

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۶۹

''ایک الف کافی رے میاں جی''

ایک الف کافی رے میاں جی

اور کہانی بھائی نہ بالکل — دلڑی الف نے چھینی رے میاں جی

بے تے کی کچھ سمجھ نہ آئی — الف سے بے بس ہوئی رے میاں جی

چھوڑ اصول و فقہ کی باتیں — سمجھا عشق کی پوتھی رے میاں جی

چوٹ لگی گر عشق کی تم کو — توبہ نسلوں کی رے میاں جی

گر نہ پڑھایا درسِ محبت — درس سے پھر چھٹی رے میاں جی

عشق ہی سیکھیں عشق سکھائیں — ڈھیروں شاباشی رے میاں جی

جیتے مرتے ایک کے ہوں گے — اور ہوس بھولی رے میاں جی

پریت کا منتر پھونک دے مجھ پر — جسم میں ہے سُستی رے میاں جی

اُلفت زَر کی گھر کی دَر کی — تنکے بھر نہ رہی رے میاں جی

رانجھن میرا میں رانجھن کی — کھیڑوں پر مٹّی رے میاں جی

چھوڑ کے گھر ، صحرا میں رہوں گی
دُور تلک ، بدلی رے میاں جی

علم ، عمل گم ، جب گونجے گی
عشق کی موسیقی رے میاں جی

عشق میں ہی آخر دم دیں گے
میری لگن سچی رے میاں جی

عشق مقدّر میں لکّھا تھا
کب تھا خامہ، سیاہی رے میاں جی

اب سے نہیں ساجن سے یاری
روزِ اَزل سے تھی رے میاں جی

اپنے سجن کے نام پہ کر دوں
آل کی قربانی رے میاں جی

عشق سے ہم پیچھے نہ ہٹیں گے
روز نئی مستی رے میاں جی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۷۰

''اللہ ملائے''

اللہ ملائے دِل سنگ یارا
میں باندی دلبر کی
ناز نزاکت ، حسن ملاحت کیا چالیں کیا ڈھنگ یارا
سوہنی گھات نظر کی
عشوے ،غمزے ، چشمک زن ہیں آنکھیں کرتی ہیں جنگ یارا
قہر ، ستم کی ، شر کی
ہر ہر بال اِک سانپ بنا ہے زُلفیں مارتی ہیں ڈنگ یارا
بازی ہے سر دھڑ کی
یار کی قامت ایک قیامت سو سو فریب ، فرنگ یارا
جو بھی مہم تھی سَر کی
تیر نظر رَگ رَگ میں چُبھا ہے جسم ہدف ہے چَورنگ یارا
خوبی نوکِ ہنر کی
عشق نے ویرانوں میں روندا ہڈی ہڈی اَنگ اَنگ یارا
بچھڑی کونج سفر کی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۷۱

''اَلْیَوْمَ بَصَرُ حَدِیْد''

اَلْیَوْمَ بَصَرُ حَدِیْد رے
ہمہ وقت یار کی دِید رے

کھلی عشق کے دل کی کلید رے ہوئے مخفی راز پدید رے

دن رات ہماری عید رے ہوا بُعد اپنا بعید رے

ہے غیر سے قطع بُرید رے اب ختم ہوئی تقلید رے

دل میں اُتری توحید رے شوق اپنا روز مزید رے

ہر لحظہ شوق شدید رے ہر آن ہے ذوق جدید رے

امّارہ نفس عَنید رے اب میرا ہُوا مرید رے

واہ جذب کی تائید رے واہ فقر کی تمہید رے

ہو محو گفت و شنید رے سب بھُولے وعدہ وعید رے

زیبا نہیں تشدید رے غیض و غضب ، تہدید رے

ہے ادنیٰ بندہ فرید رے اوّل سے دِید خرید رے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۷۲

''اہلِ دَرد کے ڈیرے''

اہلِ دَرد کے اُس جا ڈیرے
بُوئی ، کنڈے جہاں گھنیرے

اونچے اونچے ٹیلوں والی — سوہنی بھُوری ریت کی وادی
اہلِ شوق کے دل کی والی — اور یہاں ہوں کس کے پھیرے

کھِپ یا کھار ہو ، لئی اور لانے — سڑھ پھوگ بہت من بھاتے
تھر ، ٹبّے ، میدان ، ٹھکانے — ہر ٹیلے کے ساتھ بسیرے

ساماں ، جھوکیں ، ٹھور ٹھکانے — رِستا پانی ، کھالے ، کھڈّے
تکیہ گاہیں ، سکھ کے سہارے — اب کون جُڑے دل توڑے

نالیاں ، ٹوبھے بھرے بھرے ہیں — گھنٹی کے سُر من موہنے ہیں
ہر دم ہر پل ، دل ترسے ہیں — ہائے ہر لمحے ہوں نیڑے

بجلی گرج چمک مِینہ جل تھل — سُرمئی چِٹّے گورے بادل
چاہ سجن کی رکھّے بیکل — آن بسے ڈیرے میں میرے

بیلیں ، خربوزے ، کچری کی — سبز متیرے اور کھکھڑی بھی
دھبے والی پیلی بھوری — روہی کے سر ہیں سب سہرے

کترن بُوٹی خوشبو والی
کھا کے ساگ پُسی کی ، بھاجی

بے کل دل ہر لحظہ مچلے
بکری ، بھیڑیں ، اونٹ اور بچھڑے

ویرانے میں اپنی جھوکیں
لوگ ہمارا حال نہ جانیں

دفع! شہر ، بازار ، عمارت
عشق ہی کی بے شک ہے اشارت

ہو گئی روہی میگھ ملہاراں
گھنٹیاں جیسے صوتِ ہزاراں

کنکر ، کانٹے ، لکڑی نوکیلی
اونچی چٹانیں راہ پتھریلی

سبز ، تر و تازہ ہے لائی
دن اور رات سہانے گزرے

جا دیکھوں گلّے کے رستے
خود ہی قدم اُٹھتے ہیں آگے

دیوانے بھی ہم کو ٹوکیں
پتھر دل ، اُلٹے ، بے بہرے

کہیں نہیں اُمّیدِ بشارت
چھوڑ دے جھگڑے، جھوٹے بکھیڑے

دشت میں گُل پھُل رشکِ بہاراں
ٹوبھے پر گلّے چرواہے

کوہ و جبل ہیں ، اَوکھی گھاٹی
اس جا فرید آوارہ ، بھٹکے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۷۳

''یہ عشق نہیں''

عشق نہیں اِک کوہِ گراں ہے
لاکھوں رنج ، الم ، غم دُکھڑے

تیرنے کا ساماں نہ سندھاری — چڑھتا دریا میں بے چاری
بارش رِم جھم رات اندھیاری — پوہ کا مہینہ اور غضب ہے

یار بَنا ، رکھّی ہمرازی — پَر کی جھوٹی حیلہ سازی
کیوں یہ دھوکہ ، چھل ، ٹھگ بازی — وفا نہیں ہے یہ تو دغا ہے

خبریں پِیا کی ملنے لگی ہیں — روگ ، خرابی ختم ہوئی ہیں
یاروں نے کمریں کس لی ہیں — دِلّی زیادہ دُور نہیں ہے

اونٹ چلے روتے ، چلاّتے — بھاڑ میں دُکھ سکھ بھوک اور کھانے
جیتی رہی تو جاؤں گھسٹتے — جس جانب یاروں کے ٹھکانے

یار فرید نہ مل پایا ہے — نا غم سے ہی چھٹکارا ہے
پینڈا کر کے ہم تھک ہارے — جوڑ جوڑ سے دَرد اُٹھتا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۷۴

''نشیلے دن''

آئے نشیلے دن ساون کے
واہ ساون کے من کی لگن کے

بدّل ، ماڑ ، دکن سے اُٹھے
کالے بھورے رنگ برنگے
چاروں جانب زور پون کے
ڈھنگ ہیں سارے رہن سہن کے

چکویاں چکوے اغن پپیہے
کوئل ، مور ، چچونے ، چیہے
کتنے چکور ، چنڈور بیہے
دُھن میں گیت سنائیں من کے

دن میں دھنک ہے سبز اور پیلی
رات کو بجلی رنگ رنگیلی
گھن گرج لگتی ہے رسیلی
وقت ہے اب بیٹھوں سج بن کے

روہی کے ویرانے گلستاں
تھر کے میداں رشکِ بہاراں
گھنٹیاں دل کش ، باد و باراں
گانے نہانے ہیں ساون کے

چاندنی راتیں ، دن میں گھٹائیں
رِم جھم بارش ، سرد ہوائیں
سوہنے موسم ، عشق بڑھائیں
دن بیتے ہیں ، رنج و محن کے

مد مستانی دن البیلے چادر آنچل عطر سے مہکے
چھم چھم مینہہ میں بھیگے بھیگے لیسیں اور لہنگے دُلہن کے

گاؤں ، فرید ، آباد ہوئے ہیں جنگل بیلے شاد ہوئے ہیں
دل دُکھ سے آزاد ہوئے ہیں کپڑے پھٹے پڑتے ہیں تن کے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۷۵

''نازانداز''

یہ انداز سجن سانولے کے
کارن مورا من موہنے کے

گزرے دن اچھی قسمت کے — دورے ہیں رنج و کلفت کے
پیش ہیں اب لمحے فرقت کے — پینڈے ظالم اوکھے تھر کے

دن بیتے صحبت قربت کے — تسکیں کے ، عیش و عشرت کے
کوہ ، جبل اب دن وحشت کے — دل کو لطف ہیں جھولے کے

ناز بھری باتوں نے لُوٹا — بننا ٹھنّنا بھی اب چھُوٹا
رسوائی کا مٹکا پھُوٹا — کیا کہنے بھاگوں والے کے

مصری ، قند ، نبات بھُلائی — عیسیٰ نفس کی بات بھُلائی
کوثر ، آبِ حیات بھُلائی — سن کر شوخ سخن سوہنے کے

عشق نے طُرفہ دَرد دیئے ہیں — دل میں برچھے تیر چبھے ہیں
نشتر ، خون کے فوّارے ہیں — گزرے دَور مداوے کے

تیر نظر سے ہوش اُڑا ہے — سوزِ جگر ہے ، دَرد بڑھا ہے
مُونہہ کے بَل ہوں ، قہر ہوا ہے — عادی سنگیں رستے کے

مخمل ململ محل بھی چھوٹے کوئی نہ پوچھے ، رشتے بدلے
ڈائن راکشش ریچھ چڑھ آئے میں ہی ملی تنہا لے دے کے

زُلف کے پیچ و خم نے لپیٹا رَوگ اُمڈے سوز و غم چھایا
خوشیاں جھُلسِیں سُکھ گہنایا پار ، اجل نشتر ، سینے کے

عشق نے کاروبار چھڑایا بسا ہوا گھر بار بھُلایا
شوق نے رُوپ نیا دِکھلایا آگے نوری مکھڑے کے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۷۶

''دفع! مگھیانہ''

دفع! مگھیانہ ، عیش گھرانہ
باڑے ہیں من بھاتے اپنے
گھاس، دھواں، جھاڑی، سَرکنڈے
فخر ہیں ، جانے مانے اپنے

سنیں ، سہیلی ، سینگی ، سیّاں
عشق نے دیں غم کو مری بیّاں
دھجی دھجی ، چولے ، چنریاں
خونِ جگر سے ، کھانے اپنے

ہار اشکوں کا گل میں ڈالوں
دُکھ کی سیج سجا کر بیٹھوں
ماں ابّا بھائی کو نہ بھاؤں
دشمن ، ہیں یارانے اپنے

ضعف بدن میں ، جان نہ تن میں
آگ جگر میں ، دھواں دہن میں
دل ہے غرق ، اندوہ و محن میں
نینن بھی مُرجھائے ، اپنے

چھوڑ گیا ہے کیچ کا والی
تھر دھرتی بھوری مٹیالی
کنکر ، کانٹے سیج نرالی
اینٹیں پتھر تکیے اپنے

پیپل ، شاہی جُھولے ، بھُولے
دھاگے اُجڑے ، گہنے ، چُھوٹے
گھر دَر ، جگہ ٹھکانے اُجڑے
ناداں ساتھی پلّے اپنے

مفت فریدؔ ندامت پائی
نا سمجھی میں پیت لگائی
ساری عزت ، ساکھ گنوائی
ذہن سیانے پھسلے اپنے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۷۷

''عشق نے ڈالے پھندے''

عشق نے ڈالے ایسے پھندے
چھوٹ گئے سب گورکھ دھندے

پریت نے ایسی لذّت بخشی بھول گئے ہم دُکھ سُکھ سارے
رَب نے میرا سینہ کھولا سارے مسائل شرع کے سلجھے
عشق کی رمز نہ سمجھیں ہر گز یہ رُوکھے مُلّا ، مُلّانے
ہمہ اوست کو جب سے جانا مخفی راز کھلے ہیں سارے
اِس رستے سے نہیں ہٹوں گا چاہے سر کے ہوں سو ٹکڑے
نہیں فریدا کوئی بھی حاجت ہم تو ہیں بھوکے چاہت کے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۷۸

''بِنا سجنوا''

بِنا سجنوا مر جاؤں گی
اُس کے بِنا اِک پَل بھی نہ گزرے

ساجن کیچ گیا ، میں تنہا — سو دُکھ ، لکھ فکروں نے گھیرا
پیٹ کے سر ، دن بھر تھک ہاری — عشق کا پینڈا دور پرے ہے

میٹھا یار ملہیر بسے ہے — میں خوں روؤں دنیا ہنسے ہے
چھوڑ کے گھر دَر بَن میں رہوں گی — یار قبولے یا نہ قبولے

ناز و نگہ سے مری ہوئی ہوں — عشق کی لذّت میں ڈوبی ہوں
جیتے مرتے تادمِ محشر — اللہ وہ دلڑی سے نہ نکلے

دلبر کیا تیری یاری ہے — شہر میں رسوائی ، خواری ہے
جان ، جگر ، دل سب خاکستر — سر ہے ٹکڑے پُرزے پُرزے

کاش وصالِ یار کبھی ہو — دل کا شوق طلب پوری ہو
سختی ٹلے ، قسمت ہو یاور — ساجن مورے آنگن اُترے

آ جا ساجن فرید کے ڈیرے — گزرا جیون کُھلتے گلتے
چھوڑ ستم اب مجھ پہ کرم کر — دِلڑی ٹھنڈے سانس بھرے ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۷۹

''باڑ بسائے''

گوالے پیا نے جھوک بسائے
دریا کنارے رنگ لگائے

روہی اب ہر گز نہیں جانا
تہمت بھی سب سر پہ اُٹھانا

بھائیں کنڈے ، جھاڑی ، ٹھکانہ
رانجھن! تن من نام ہے تیرے

گائیں بیچ کے ، بھینسیں پالوں
بیلا ، پیا کے ساتھ سجا لوں

چندن پر اِک جھوک بسا لوں
پیا جو چرواہا کہلائے

پانسے پھینکوں ، فال نکالوں
رنگ پور کو جھلساؤں جلاؤں

جیون ، تیرے سنگ گزاروں
بھاڑ میں زندہ مردہ کھیڑے

بھینسوں کی بھیں بھیں کان میں گونجی
ایسے لگے ہے گوبر مٹی

جان اُس پر ہے صدقے واری
جیسے نور آنکھوں میں اُترے

یار سے پہچانی جاؤں میں
تیرے سوا ہرگز نہ جیوں میں

رَبّ نہ کرے بے آس پھروں میں
دوسرا کوئی کب کس کا ہے

ہیر ، بڑے سردار کی بیٹی
قسمت! گوالے کی ہے باندی

نازوں پلی ، خوشبو میں مہکی
اب دیکھیں کیا کیا ہوتا ہے

چاک نے تازہ زخم لگائے
ماموں چاچے اور ہمسائے

بھُولے ، ماتا پِتا ، ماں جائے
سب کے سب لگتے ہیں بیگانے

رانجھن پار چناب سے آیا
ہیر پہ کاری جادو چلایا

جھنگ کا اُس نے پھیرا لگایا
کیسے بچتے چھپتے چھپاتے

گھڑے وکڑے ٹوبھے ٹھکانے
آ جا! ساجن مورے دوارے

تیرے عشق میں سب کچھ بھُولے
بھاڑ میں جائیں دل کے دھوکے

مست ہے موسم وقت سُہانا
خوش بختی رقصاں ہے فریدا

اونٹنیاں خوش ، سبزہ ہی سبزہ
آنکھ میں سب کچھ سمٹا آئے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۸۰

''بے صورت، صورت''

بے صورت ہے ، صورت اولے
کیسی ادا سے گھونگھٹ کھولے

ہر ہر جا ہے رانجھن ماہی
آیا لے کے صفتیں ساری
غیب کی مُرلی سُر میں بجائی
رمز ، رموز ، حقائق کھولے

اَنۡفُسُکُمۡ کا بھید بتائے
نَحۡنُ اَقۡرَبُ بین بجائے
لَوۡ دَلِیۡتُمۡ گیت سنائے
موج میں لفظ اَنَا الۡحَقُ بولے

اپنے دل میں جو ڈوبے گا
مخفی راز سبھی جانے گا
دُوئی کا پردہ اُٹھ جائے گا
بھاگ اُٹھیں گے وہم کے ٹولے

ایک جگہ احکامِ شریعت
ایک جگہ اسرارِ طریقت
کیسے ہو دریافت حقیقت
کون آخر یہ گھنڈی کھولے

خوار نہ ہو صحرا و جبل میں
اَوکھی مت ہو ظلمی تھل میں
دیکھ اپنی آغوش ، بغل میں
پاس ہے سجنا بانہیں کھولے

فخر جہاں نے رِیت سکھائی
کوئی بھی حاجت رہ نہیں پائی
جوش میں دل نے دھوم مچائی
سب گُن اِک پلڑے میں تولے

رنگ پور کے ہیں طور نیارے اِک کو ڈبوئے اِک کو اُبھارے
اِک جیتے اِک بازی ہارے تُلتے ہیں سب ماشے تولے

کُھل کے فریدا راز بتا دو عالم ، جاہل ، شاہ ، گدا کو
جو اپنائے فقر ، فنا کو اندر خود کو آپ ٹٹولے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۸۱

''پیت کے پینڈے''

تتڑی پیت کے پینڈے لمبے
ہجر بھی ظلمی بوجھ گھنیرے

قدر مری جانے کہ نہ جانے — بھائیں پیا کے دل کو بھانے
گانے ، گہنے ، میوے ، کھانے — بھُولے ریشم ، گدّے سِرہانے
گھر کے مزے ، جوبن کے فسانے — خوش بختی کے لمحے بیتے

خوشیوں کی محفل اُجڑی ہے — دل میں اَنی دُکھ نے گھونپی ہے
چھوڑ گیا پی بدبختی ہے — رُوپ ، جوانی چلی گئی ہے
ہار سنگھار کی رُت روٹھی ہے — گجرے سہرے ٹوٹ کے بکھرے

بادل کالے ، پورب والے — بادِ شمالی لطف اُبھارے
بارش سے بہتے ہیں نالے — موسم ، رنگ و رُوپ سنوارے
سوز جلائے پَون اُبالے — یار سے خالی خالی ڈیرے

چیت بہاریں کھیت ہریالے — ٹوبھے چھلکے چھلکے سارے
گُل پھُل مہکے ، نغمے گونجے — کانوں میں گھنٹی رَس گھولے
جھونپڑی پھونکوں ، جھوک اُجاڑوں — دوست کے کالے کوسوں بسیرے

شوقِ لگن کے تیر چبھے ہیں
مانگیں اُجڑیں ، بال اُلجھے ہیں
نقش بھی منزل کے نہ ملے ہیں

رستے کوہ کے ، ظالم تھل کے
یاد آئیں دیدار پُنل کے
ہِر پھر کے دُکھ مجھ پر ڈھلکے

بھیس بدل کر دیس بدل کر
مٹی مل کر ، دھونی لے کر
شرم بہا کر بھرم ڈبو کر

دُکھ کے کچوکے غم کی چبھن ہے
صبح و مسا تڑپی ہوں لگن ہے
سیج چبھے ، شور و شیون ہے

دِلڑی سُلگے ، اَکھیاں چھلکیں
تازہ درد نے درماں ڈھونڈا
ہاتھ ملوں ، جل بھُن کر چیخوں

لالی چہکے کاگا بولے
کرتے ہیں چُہلیں ، مرغ مولے
سارے شگن شگون ہیں اچھے

عشق کی آذانیں گونجے ہیں
ہجر میں لمبے خط لکھے ہیں
سُکھ کے ڈوب گئے ہیں بیڑے

عجب غضب اسباب اَجل کے
صدمے سہتی ہوں پَل پَل کے
دَرد ، ستم ، آلام گھنیرے

بَن جوگن گھوموں جیون بھر
دِکھلانا ہے عشق نبھا کر
کیا ہے ، ہنسیں جو مجھ پر کھیڑے

دم دم دل میں فکر ، جلن ہے
ذبح ہوں دنیا طعنہ زَن ہے
سرکش عشق قیامت ڈھائے

پیروں میں ہیں چھالوں پہ چھالے
روگ نئے ، تن من میں پالے
گہرے زخم جگر تک اُترے

میں ہوتی ہوں واری صدقے
ساجن مت کر تھر کے حوالے
آ جا ڈیرے ، چھوڑ دے جھگڑے

کیسی دُوری کیا مجبوری
جانا پِیا کی جھوک ضروری

چاہ پِیا کی کم نہیں ہوگی
ہے یہ مرے ایمان کی پونجی

رستے کی مٹی میں مٹوں میں
کیچ کے ہوں گے پھیرے پہ پھیرے

رنگ و رُوپ آتش بھڑکائیں
آنکھیں دل پر چوٹ لگائیں

نظریں نظروں سے ٹکرائیں
ناز ادائیں زخم لگائیں

مفت میں مجھ قسمت ماری کے
پیچھے پڑیں کیوں غمزے نخرے

اللہ باقی ، ماں ہے نہ ماسی
شہر بھنبھور کی ہوں میں باسی

چھائی اُداسی ، سخت ہوں پیاسی
مَل کر راکھ بنی سنّیاسی

چُومُوں پھانسی ، ہو کے نراسی
موت بھی مجھ کو پَل پَل چھیڑے

جنگل بیلے ، شیروں کے ریلے
دُکھ دُکھڑے ہیں دوہرے دوہرے

کپڑے ہوئے ہیں میلے کچیلے
ہنسنے ہنسانے کے دن بیتے

پِیا جتن کر کچھ ملنے کے
آ! بس جا اب پاس ہی میرے

پینڈے مشکل ، بے کل ہے دل
اوکھی وصل کی منزل منزل

ملنا مہنگا ، بے ڈھب ساحل
کپڑے نہیں اب جسم کے قابل

اونٹ قبیلے کے ہیں نہ رستے
گلّے نظر آئیں نہ گوالے

تیر جگر میں دَرد بدن میں
آنسو جیسے ندّی نالے

پیر مناؤں صبر نہ پاؤں
بسمل دل ہے ٹکڑے ٹکڑے

ساجن آپ ملہیر سدھارا
میرا مقدر فرقت دُکھڑے

پھینکیں مٹیاں چھوڑیں کٹیاں　　لُٹی کمائی مشکل گھڑیاں
جڑ سے اُکھڑیں روٹھی خوشیاں　　بیتیں سُکھ کی سُندر رَتیاں
تیغ عشق سے بسمل ، قرباں　　لُٹی ہوئی ہوں ناز و ادا سے

نئے نئے آلام ملے ہیں　　عشق کے جذبے اور بڑھے ہیں
پریت کے گیت ہم نے سیکھے ہیں　　مہر و وفا ، سر پر رکھے ہیں
عید ، فرید ، ابھی آگے ہے　　غم نے دل میں ڈالے ڈیرے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۸۲

''پورب کی پُروا''

او مورے پردیسی سجنا
پورب کی پُروا لہرائے

ساون کی برساتیں آئیں پھوگ پھلی ، کھِپ گل پھل لائے

بادل گرجیں بجلیاں چمکیں دِلڑی ذوق و شوق بڑھائے

دھامن ، کترن ، سِنھ پہ خوشی سے مور پنکھ رقصاں ہو جائے

جب تک پانی خشک نہ ہو لے سندھ کوئی کس دل سے جائے

روز فرید نئی ہے لذّت روز طبیعت کھلتی جائے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۸۳

''پُر وحشت روہی''

پُر وحشت روہی کی فضائیں
پگلے دل کو موہیں

وہ مورا من موہنا درد کی دَارُو ٹھہرا
بن کر تیرا چیلا تہمت ، چُومیں ، چاٹیں

قاصد جا کر کہنا ساون گھِر کر آیا
تھر میں ملیں ہم تنہا تجھ کو رَبّ کی قسمیں

بَن کا رُخ کر جاؤں لَوٹ کے پھر نہیں آؤں
یار کا ساتھ نبھاؤں روہی میں دن گزریں

دفع ہوں چیت بہاریں غم کی چَلیں تلواریں
دَرد ہزاروں دل میں رنج کے لشکر اُتریں

زیور ، ہار ، چنبیلی سہرے ، سیج البیلی
عشق ، فرید ہے ، بیلی ''یہ'' ، ''وہ'' سب بھُولے ہیں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۸۴

''غم پَل پَل''

غم پَل پَل بڑھتا جاتا ہے
جی مفت دُکھوں نے گھیرا ہے

من کا ساجن دُور سدھارا
تن من دھن سب کچھ ہے اُسی کا
کاش ملے محبوب چہیتا
دُکھڑوں نے تڑپا ڈالا ہے

دشت و بیاباں بستی اپنی
سوز و الم سے یاری اپنی
جاری ماتم داری اپنی
عشق بڑے دُکھڑے لایا ہے

چرواہے نے دل چیرا ہے
کون ایسے چیرے سیتا ہے
زخم کا مرہم وصل ترا ہے
بد کھیڑوں کے جھوٹ کا کیا ہے

رانجھن جوگی میں ہوں جوگن
مفت میں بیچے اس کو تن من
میں تتڑی پھرتی ہوں بَن بَن
نام نشان گنوا ڈالا ہے

عشق نے کیا شعلے بھڑکائے
چھپتی پھروں میں جلتے بھُنتے
لوگ نہ جانے درد پرانے
جو لکھا ہے سو پایا ہے

بچھڑا رانجھا سر کا والی — حال نے بخشی ہے بے حالی
سیج عروسی بھاڑ میں ڈالی — ہجر نے سب کچھ بھلوایا ہے

ظالم عشق نے دل لُوٹا ہے — شہر ، بیاباں پھروایا ہے
کاش! فریدا رَب ملوا دے — شوق ، آرام گنوا ڈالا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۸۵

''چوٹ پرانی''

چوٹ پرانی گلے پڑی ہے
درماں کی کب دال گلی ہے

ہاتھ مَلُوں پیہم جلتی ہوں — پَل پَل موت کی شیدائی ہوں
تھر کی راہوں میں بھٹکی ہوں — چاہ پِیا کی کم نہ ہوئی ہے

سیج اور مخمل آگ لگائے — نرم دُلائی بھُونے جائے
چاہ کی برچھی دل میں لگی ہے — اب سے نہیں یہ روزِ اَزل سے

دُکھڑوں نے دن رات ستایا — ماس ہڈّی کا غم نے کھایا
درد ہمیشہ بڑھتا پایا — جلد آ ساجن بے تابی ہے

سرکش عشق نے بھر دی جھولی — لیرے لیرے آنچل چولی
جنتے وقت ہی ماں دے دیتی — گھٹی زہر کی گولی سے

ساجن روٹھا سُکھ بھی روٹھا — خوشیوں کا یارانہ ٹوٹا
رنج نہ چھُوٹا جی بھی نہ چھُوٹا — پھر وہی اُداسی ہے

چھاتی ، سوز جلائے جائے
خود کو یار چھپائے جائے

چھُریاں ، رَوگ چلائے جائے
اپنی کچھ بھی کب چلتی ہے

دُکھیا کا دُکھڑا بیری ہے
دشمن سے بدتر بھائی ہے

سر پہ اِدھر ماں کی سختی ہے
سختی کبھی نہیں ٹلتی ہے

ماہی ، فرید ، اب تک نہیں آیا
زخمِ جگر نِشتر نے بڑھایا

غم سے دل مہلت کب پایا
نوک پِیا کی کاری ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۸۶

''پورب کی پُروا لہرائے''

پورب کی پُروا لہرائے
پاتالوں سے پانی آئے

رنگ برنگی قوسِ قزح ہے — پیلے ، لال ، ہرے ہیں مچھلے
بادل غم میں اشک بہائیں — بجلی ہنس کر آنکھیں مارے
روہی رنگ رنگیلی ٹھہری — چَگ ، کھِپ گُل میں ہار سجائے
پودا پودا گھونگھٹ کاڑھے — گیت پریت پریم کے گائے
کیسر مہکی ، چَولی چُنری — مینہہ سے گیلی ہو ہو جائے
پورب ، ماڑ ، دکن کے بادل — کوئی آئے کوئی جائے
ساون ہے ، گھنگھور گھٹا ہے — ریوڑ میداں میں نہ سمائے
پانی پئیں گے دھارے دھاری — جھوک تراوے میں بن جائے
مینہہ سے پالی میں خوش حالی — خوش ہیں گائیں ، بھیڑیں ، گلّے
چُوڑے چَوڑے بند پہن کر — بیٹھی ، چھاچھ ، بلوئے جائے

سوہنی ہے یا بدشکلی ہے گہنے پہنے خوب اِٹھلائے

زُلفیں سنوریں ، مانگیں نکلیں مِسّی ، کجلہ دھار ، سُہائے

سِنھ دھامن ہیں رشک کے قابل ہر سُو سبزہ ، گھاس کے تختے

گایوں کے تھن چھلک رہے ہیں منھ ہا منھ ہیں دودھ کے تسلے

کونجیں بولیں ، مور پکاریں کوئل اپنی کوک سُنائے

پِیا ملن کی یادیں آئیں ظلمی بے دردی ہجر ستائے

سوہنا موسم سوہنے زمانے ایسے میں سوہنا آپ آجائے

باقی عمر اے کاش فریدا سوہنے کی صحبت میں بِتائے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۸۷

''پیا کی آس''

آس پیا کی جھُلساتی ہے
چین کی سانس نہیں آتی ہے

عشق نے روندی امن کی بستی
تن من کی بنیاد ہی ڈھا دی
چاہ رہی بس یار سجن کی
جو سب بار اُٹھاتی ہے

شوق ، اُداسی ، دِرد ، جدائی
حصّے میں اپنے دُگنی آئی
کبھی کمی اُس میں نہیں پائی
گھل کر جان اُڑی جاتی ہے

تیغ ، طمنچہ ، بانک کٹاری
خنجر پلکیں ، تیر شکاری
زخم لگے تن من پر ، کاری
پیڑ سکوں کو کھا جاتی ہے

درد اندوہ ہزاروں دل پر
دُکھ کے حملے لاکھوں دل پر
شمشیرِ غم ، پھیروں دل پر
یاس کی برچھی چُبھ جاتی ہے

منھ نہ لگائیں اصلی بھائی
طعنے مارے خود ماں جائی
خویش ، قبیلے ، کریں لڑائی
نندیں ، ساس ستم ڈھاتی ہے

شوق ، فرید ، شعور ، بہایا
حال بھُلایا ، قال گنوایا
مٹی دھول کو خود میں رَمایا
دِلڑی ، قہر ، غضب ڈھاتی ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۸۸

''سوزِ عشق''

سوزِ عشق بہت بھگتا ہے
ایسا قہر نہیں دیکھا ہے

آتشِ ہجراں نے بھُونا ہے — تن من سب کچھ راکھ کیا ہے
جانی دشمن یار چُنا ہے — پایا جو قسمت میں لکھا ہے

جان ، جگر ، تن پارے پارے — سینہ بھی ہے ٹکڑے ٹکڑے
رُویں رُویں، رَگ رَگ میں دُکھڑے — ہجر نے کیسا تحفہ دیا ہے

اشک پِروئے راہ تکوں ہوں — بیٹھی بیٹھی کاگ اُڑاؤں
جان جگر میں جس کا ڈیرہ — وہی اکیلا چھوڑ گیا ہے

پِیت پرانی دل کو بھائی — لذّت کیسی کیسی پائی
جیسے سمندر آگ کے اندر — ایسے ہی ہم کو عیش ملا ہے

سڑی ، جلی ہوں مری گھلی ہوں — یار فرید مگر نہیں آیا
تپتے ترستے مرتے کھپتے — نازک عشق نبھایا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۸۹

''عشقِ تپاں''

بخت جلی عشقِ تپاں پر
حیراں ایک زمانہ ہے

کچا پکا دل نہ لیا ہے — خوب اسے جانچا پرکھا ہے

نشہ جوبن کا اُترا ہے — کاروبار سبھی بھُولا ہے
کون سہارا تیرے بِنا ہے — جینا نہ جینا رَوگ بنا ہے

اس کے دن خوشیوں میں گزریں — اپنی بے بس آنکھیں برسیں
لوگ مجھے ہنس ہنس کے دیکھیں — تڑی کو کیا جوش آیا ہے

رونا دھونا کام ہے اپنا — زیور ، غم آلام ہے اپنا
ویرانہ بسرام ہے اپنا — ظلمی تھر اپنا ڈیرہ ہے

قسمت مجھ سے تنگ رہی ہے — سُکھ سے ہمیشہ جنگ رہی ہے
مِسّی بھی بد رنگ رہی ہے — حُسن ، سہاگ ، اُجڑا اُجڑا ہے

اپنا فرید اب حال بُرا ہے — لے کے مجھے سجنا نہ گیا ہے
وصل وصال اب خواب ہوا ہے — دُکھ نے نئے ڈھب سے مارا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۹۰

''تجھ بن حضرت یار''

تجھ بن حضرت یار
سدا پریشانی ، حیرانی
پیا بِنا غم ہیں بہتیرے جیون ہے بے کار
جانے دل کا جانی
دلبر جیسا اور نہ کوئی خوبی کا سردار
صورت میں لاثانی
چھوڑ کے ساجن کیچ سدھارا کر کے زار و نزار
روتے ہوئی دیوانی
عشقِ عجب سے پالا پڑا ہے دل پر دار و مدار
تن من زخم کہانی
درد ، فرید ہے مہنگا سودا جچتا ہے بیوپار
جان کی دے قربانی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۹۱

''تجھ بن موت بھلی''

تجھ بن موت بھلی جی چاہے مر جاؤں
اِک لمحہ بھی ٹِک کے نہ بیٹھوں ، پَل نہ جیوں

پورب کی جانب سے ، آئیں گھور گھٹائیں
بجلی چمکے کڑکے ، بادل گرجیں ، گائیں
اب نہ رہوں پَل بھر بھی ، واپس دیس کو جاؤں

کان میں خوش خبری ہے ، روہی بھیگ گئی ہے
ساجن نے دُکھیا لبھل کی بات نہ پوچھی ہے
چَولی چنری پھاڑی ، رو رو کے پاگل ہوں

دل کو لگی بے تابی ، اپنے دیس کو جاؤں
اپنے ٹھکانے ، ٹوبھے ، لانے بوئی دیکھوں
سوز و الم سے جلتی ، ویرانوں کو جاؤں

جذبے شیر کی دھاڑیں ، یک رنگی ہیں گھٹائیں
تیرا نام پکاروں ، آنکھیں نیر بہائیں
ساجن تیرے پاس آؤں یا موت بلاؤں

ہجر میں سرخی ، مہندی ، کجلہ چھوڑ دیا ہے
ہار سنگار تجا ہے ، نخرا چھوڑ دیا ہے
زیور گہنے توڑوں ، مانگ اُجاڑے جاؤں

کھیل کے دن گزرے ہیں ، سُکھ کی محفل اُجڑی
دُکھ ہی دُکھ ہیں قسمت میں ، سُکھ کی بربادی
جوگی نے ڈالی چُنگی ، میں اندر سُلگوں

بجلی چم چم چمکے ، اپنے یاد ٹھکانے آئیں
نینن جیسے ساون ، چھم چھم برسے جائیں
جب بھی ہوں برساتیں ، روؤں ، خوب کراہوں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۹۲

''پیارے چرواہے''

تیرے بِنا پیارے چرواہے
دلڑی دُکھڑوں کی بستی ہے

جو بھی خوشی کھلنے لگتی ہے
بادِ درد سُکھا دیتی ہے

ختم تعلق لینا دینا ، نہیں ملوں گی
اب میں یہاں ہرگز نہ رہوں گی
طعنے جلاپے کچھ نہ سہوں گی
بات یہ نقدا نقدی کی ہے

مل کے سب تڑی کو ستائیں
بَیر نکالیں باتیں بنائیں
کچھ طعنے تشنے برسائیں
کچھ سے نوکا ٹوکی بھی ہے

رَو رَو کے آنکھیں ہیں پُرخوں
کل کی مرتی آج ہی مرلُوں
ڈوبوں ، مٹی میں گڑ جاؤں
یار کی یاری چھوٹ گئی ہے

دُکھ ، غم ، اپنا پہناوا ہے
سر پہ رنڈاپے کا سایہ ہے
پھر اِک ضعف بڑھاپے کا ہے
کیا ہم رنگی کیا یاری ہے

اپنی فریدا قسمت اُلٹی
ساجن نے بھی پیٹھ دِکھا دی
میں تو کھلے میدان میں اُجڑی
سب دنیا ہنستی بستی ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۹۳

''عشق نبھاؤں گی''

عشق نبھاؤں گی زوروں سے
کس کی ہمت ، روکے ٹوکے

جی کو جلاؤں جسم تپاؤں — سوزِنہاں سے لطف اُٹھاؤں
سارا شرم شعور بہاؤں — طعنے تشنے سنتی جاؤں
تن من دھن کا مالک تُو ہے — چاہے مجھ کو چاہے ، چھوڑے

عشق اُجاڑے دُکھ سلگائے — دَرد نے ڈالے ہر جا ڈیرے
رَوگ ، حوادث دُکھڑے ہر دم — دھاگے عروسی ، گہنے ، سہرے
گھر کا عیش ، گدیلے ، بستر — فخر ، غرور ، بڑائی بھُولے

میکے والے دھول اُڑائیں — سسرالی طعنے برسائیں
لُٹی ہوئی کشتہ دلڑی کی — یار کی جھوکیں قبلہ گاہیں
امّاں ابّا خویش قبیلہ — ماریں ٹھوکر ، دَھکّے مُکّے

آنکھیں جادو ، قہر ، قیامت ہوش حواس ، قرار اُڑائیں
دُکھڑے ، دَرد ، مقدّر ٹھہرے دم دم غم بڑھتے ہی جائیں
غمزے جھنجھوڑیں ، دھومیں ڈالیں رمز ، اشارے چڑھ چڑھ آئے

یار فرید نہ بھُولے ہر گز رَو رَو کے فریاد کروں گی
جیتے مرتے ، جیسے تیسے دم اُس کی اُلفت کا بھروں گی
دوہری چاہ کی ، نوک جگر میں روح بھی مجھ کو دُگنے دُکھ دے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۹۴

''تیرے بِنا ساجن''

تیرے بِنا سجنا! پیا!
دلڑی بڑی بے آس ہے

جلتی ہے جاں سینہ تپاں سر پاش ہے تن ناس ہے

جان اب غموں کے ہاتھ ہے ہیہات ہے ہیہات ہے
اِک دُکھ ، دُکھی کے ساتھ ہے بُو ہے ، نہ سُکھ کی باس ہے

جب سے سجن واپس گیا سیجیں محل رنگیں ، چُھٹا
گھر کوہ ، گھاٹی تھر بنا اِک یاس ہے پھر پیاس ہے

گدّے سراہنے چھٹ گئے گہنے ہوئے دل سے پرے
دل میں غموں کی آگ ہے بس درد ہے بس یاس ہے

جائیں فریدا ہم کہاں بندر ، گوریلے ہیں وہاں
راخس ، بلائیں الاماں سو غول ہیں ، نسناس ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۹۵

''ٹوبھا بالا اعلیٰ''

پکی جگہ ٹوبھا بنوا دے
آبادی سے دُور اُتّر میں

صبح سویرے مٹکے گونجیں صحنوں میں گھر گھر میں
کوہ و بیاباں میں دھومیں ہوں ماڑ تلک ، جگ بھر میں
اونچے ٹیلے ، سکھ ساگر کے گویا چڑھوں کہساروں پر میں
چاروں اور سے پانی آئے صاف نشیبی ستھرے تھر میں
ٹوبھا بنائیں صاف زمیں پر جھاڑ جھنکاڑ نہ ہو منظر میں
روہیلے سب آن بسیں گے آگ لگا کر اپنے گھر میں
پھلّو کو منت سے رجھاؤں دِینا لاڑ بھی رکھوں نظر میں
شہروں ، بازاروں کو تج کے جھونپڑیوں کا لطف لُوں تھر میں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۹۶

''ٹوبھا بنوا دے''

سوہنی جگہ ٹوبھا بنوا دے
کہیں نہ ہوں ٹوبھے اُس جیسے

ٹوبھے بِنا بیٹھوں نہ کہیں بھی — گُٹھ کے ہوں یا پاڑ کے رقبے
دن کو پئیں گے گائے کی لسّی — رات کو دودھ کے پیالے
تجھ بِن ساجن آگ میں ڈالوں — چَولا دوپٹہ لیرے کر کے
تُو جو نہ آیا میرے دوارے — چل دونگی میں جھوک جلا کے
کُھِپ سے اپنی جھوک بُنیں گے — تھر میں ستھرا ٹیلہ چُن کے
سینکڑوں ہیں ددھیالی گائیں — دوہیں گے سب کو اگواڑے
ٹوبھا بنائیں دل کی خاطر — لعلو لاڑ پہ احساں دھر کے
دُگنی چوگنی راحت پاؤں — لانے پھوگ کی باڑ بنا کے
لطف ، فرید بڑھا دیتے ہیں — صحرا ، جنگل ، بن ، ویرانے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۹۷

''ٹوبھا بنا دے ملہیر میں''

ملک ملہیر اِک ٹوبھا کُھدا دے
چاہے چٹانیں چیر چیر کے

ملک ملہیر کی ادا نرالی
عیب نکالے کوڑا مٹی

رُتبے پائے بوئی ، لانی
کیسر ، مشک ، عبیر کے

موج میں گائیں بھینسیں بولیں
اَکھیاں اَٹکیں دل کُھب جائیں

بکری بھیڑیں اُونٹ آ بیٹھیں
دھرتی کی تاثیر سے

عشق کے اب کاشانے بنیں گے
سسّی پہ احسان دھریں گے

جھوکیں سجیں گی موج کریں گے
شابش لیں گے بوئی ہیر سے

بیعت کریں گے جنگل ، تھر کو
گجھڑا رچنا ، جودھا سر کو

ساگر پریم اور سُکھ ساگر کو
رَکھ اُمیّدیں مرشد پیر سے

جُوں جُوں مینھ کا شور سُنا ہے
دن میں لسّی کو جی چاہے

بستی سے دل اُکتایا ہے
رات مزے لیں گاوے شِیر کے

ٹوبھے بِنا ہر گز نہ بسوں گی
نہ گھٹ نا ہی پاڑ رہوں گی

بند نہ وَکڑے پر میں منوں گی
نا ہی میں خوش ، بہتے کنویں سے

خود ہی آ کر دل برمایا حال مرا سب سمجھا ، جانا
اب کیوں تتڑی کو ٹھکرایا چغلی خوروں کے کہنے سے

عشق نے لکھا ہے پروانہ چھوڑ کے گھر ، جنگل ہو روانہ
سر صدقے کر ، پڑھ شکرانہ کیا میٹھی تحریر ملی ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۹۸

''مورے جنم پر''

پائی جنم پر کیسی جھولی
ماں ، لَوری دے کر خود ، رولی

پہلے باپ اور ماں نے نہ چاہا — پھر ساجن نے بھی نہ نبھایا
اوّل سے ہی قہر کا سایہ — جنم جلی دُکھ کی ہمجولی

فخر پیا تشریف تو لائیں — میری اُجڑی جھوک بسائیں
گُل رُت سے بھی لطف اُٹھائیں — ہنستے بستے کھیلیں ہولی

چاہے اس کو دیکھ نہ پاؤں — پھر بھی اس سے عشق نبھاؤں
کوٹ میں رہتے مر ہی جاؤں — داسی اُس کے دَر کی ہولی

چَولا ، چُنری لیرے لیرے — چُھوٹے زیور ، کپڑے لہنگے
مانگیں سر میں جیسے نیزے — لب پر سرخی زہر کی گولی

سیج میں بِن ساجن کے بیٹھوں — توڑ کے گُل سہرے پھنکوادوں
بُول کہ بینسر بھاڑ میں جھونکوں — دفع ہوں چندن ، ہار ، نبولی

سینگی سہیلی طعنے ماریں — ہنسی اُڑائیں مِل کے ستائیں
ماں ، بہنیں صلوات سنائیں — ساس کی ہے زہریلی بولی

جان جلا دی رُوح گُھلا دی کنڈا ، کِرڑ جیسے سب سُولی
ریت لگے کنکر پتھر سی دل پہ چلائی درد نے گولی

ہر ہر پل ہے پیت پُنل کی چاہت ، اُلفت باروچل کی
میں تیری ہوں روزِ اَزل کی بدشکلی ، بدعقلی ، بھولی

یار ، فرید نہ واپس آیا سر پہ دُکھوں نے سوانگ رچایا
سارا ہار سنگھار گنوایا ناز انداز کی اُجڑی ٹولی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۱۹۹

''دنیا وہم خیال وخواب''

دنیا وہم ، خیال و خواب
ہر صورت ہے ، نقش بر آب

پوچھے جو مجھ سے ، حال ، حقیقت — سن لے ، سمجھ لے ، لے لے عبرت
جیسے بحر محیط ہے وحدت — ایسے کُل کثرت ہے حباب

کوئی نہیں بنیاد دُوئی کی — نفس ، اَنا ، اولاد دُوئی کی
نکلی ہوا ، ناشاد دُوئی کی — پھر ویسا ہی آب کا آب

کافی نہیں ہے درسِ کنایہ — ہادی نہ سمجھی جائے ہدایہ
پُرزے پُرزے کر دو وقایہ — دل ہی ترا قرآن ، کتاب

علم ، عرفان و گیان بھی دلڑی — اقدس وید پُران بھی دلڑی
اپنی جانِ جہان بھی دلڑی — دل ہی رمز ، اسرار کا باب

دل ہے خلاصہ کون و مکاں کا — دل غایت ہے اصل جہاں کا
دل مرکز ہے ارض و زماں کا — باقی جھوٹ ، فریب ، حجاب

ظاہر صورت میں ناسُوتی معنی میں لیکن ملکوتی
جبروتی ہو یا لا ہُوتی دل کے اندر سب اسباب

رکھ ہردے میں دھیان فریدی چھوڑ دے خالی پیری مریدی
غفلت سے منزل ہے بعیدی کھوکھلے تن کو روح عذاب

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۰۰

''جی میں اُداسی''

جی میں اُداسی دلڑی ٹکڑے
جانے دُکھی کس کی پیاسی ہے

میکے اور سسرال میں شکوے — ماں بہنیں بھی ماریں طعنے
قسمت سے دلبر بھی دغا دے — ہم تو اِدھر کے ہیں نہ اُدھر کے

آس ہے پیچھے یاس ہے آگے — مخمل ، ڈوریئے ، ململ ، خاصے
چینی ، مصری ، قند بتاشے — خام خیالی ، جھوٹے دلاسے

ماتھے پہ لکھا ، پلّے پڑا ہے — واہ خدا کے کام ، نیارے
منہ بھی لگایا جن کو نہ ہم نے — کرتی ہیں وہ بھی چُہلیں ٹھٹھے

چہرہ ڈھکے ، ٹھنڈی سانسیں لُوں — پیت نبھاؤں گھلتی جاؤں
گھر شوہر کی خوشی نہ جانوں — سیج کے سُکھ اِک پل بھی نہ پائے

عشق اُکسائے لاکھوں بلائیں — دُکھ سے میں تڑپوں مانگوں دُعائیں
یارَبّ ایسے لمحے نہ آئیں — آنکھ نہ اَٹکے دِلڑی نہ اُلجھے

یار سلونا قاتل سوہنا — بچھڑا تو موقع بھی نہ دیکھا
اُجڑی سُرخی ، غمگیں کجلہ — جوبن ، مایوسی میں گھلا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۰۱

''جھونپڑی بنائیں''

جھونپڑی کھِپ سے ایسی بنائیں
ویسی نہ ہو سارے گاؤں میں

وکڑے پر نا بند پہ بیٹھوں — نا گُٹھ ، پاڑ کے ہی کھڈّوں میں
آبادی سے روہی آ کر — لطف اُٹھاؤں برساتوں میں
پانی جو سُوکھا ، جا بیٹھیں گے — روہی کنارے جھونپڑیوں میں
شہر بھنبھور جہنم ہوگا — چھوڑ نہ جانا ، وصل رُتوں میں
عشق کی تیغ ، فرید ، اُتری ہے — کھال میں ، ہڈّی میں ، گودوں میں

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۰۲

''جوتشی''

جوتشی پوتھی کھول کے بتلا
مورا پیا کب آن بسے گا

روتے ماتم کرتے تھکی میں — جاؤں کہاں غم کی ماری میں
دُکھ کی دُلاری دُکھیاری میں — ماہی نے صحرا چھنوایا

پوچھتی پھرتی راہیں تکتی — جل جل بھُنتی ، بھُن بھُن پکتی
چل چل بڑھتی ،بڑھ بڑھ تھکّتی — وِیرانوں میں لا بھٹکایا

دل صدموں میں گڑا ہوا ہے — سُکھ رُوٹھا ، دُکھ اَڑا ہوا ہے
غیظ کا دریا چڑھا ہوا ہے — موجیں لہریں ، طوفاں ، ریلا

چاہ ، لگن سانول کی سدا ہو — درد و الم سے دل نہ جدا ہو
پی سے ملوں گی اذنِ خدا ہو — دل داری ، دُوں جان کا صدقہ

زاہد بدلو اپنا چلن اب — عشق کے ہوں کچھ شیریں سخن اب
کھولو کتابِ دل کا چمن اب — من پر مست گھٹائیں برسا

دُکھیا عشق ہے راز انوکھا — سوز کا شعلہ ساز میں بدلا
تیری فرید آواز بھی نوحہ — گھر گھر رسوائی ، آوازہ

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۰۳

''چُوڑی، چُوڑے''

چُوڑی چُوڑا کیسے پہنوں (نی پہنوں)
میرا یار ملہیر گیا ہے

دے کر جھوٹی آس اُمیدیں
سو احسان چڑھاؤں (نی چڑھاؤں)
دُکھیا دل دلگیر ہوا ہے

ختم ہوئے ہیں لاکھوں وعدے
اب کیوں دھوکہ کھاؤں (نی کھاؤں)
تُو تو کھوٹا ، بے پیرا ہے

راتوں خون کے آنسو روؤں
رَتی مرچیں چھڑکوں (نی چھڑکوں)
مرچوں سے زخموں کو بھرا ہے

صدقے صدقے قرباں قرباں
واری واری جاؤں (نی جاؤں)
قاصد میٹھا بول رہا ہے

یار نہ آئے کچھ بھی نہ بھائے
بہنوں کو نِت ڈانٹوں (نی ڈانٹوں)
غصہ ماں بابا پہ کیا ہے

ہاتھ لگی کھیڑوں بھیڑوں کے
عقد میں سر کو جوڑوں (نی جوڑوں)
ہیر پہ تب سے وقت کڑا ہے

دُکھ ہو سکھ ہو ساتھ نہ چھوڑوں
کیسے عشق لجاؤں (نی لجاؤں)
سب کچھ قسمت پر چھوڑا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۰۴

''درد پھرا پنے پلّے''

درد پھر اپنے پلّے پڑ گئے
رانجھن یار نے بخشے تحفے

مایوں بیٹھی ، وہ نہیں آئے — آرسی مصحف کیسے ہوتے

پاؤں ہاتھ میں غم کے دھاگے — سر پر ہیں دُکھڑوں کے دوپٹے

ہمجولی ، سینگی لیں لتّے — اپنوں سے سسرال سے جھگڑے

سانول آئے گلے لگائے — سیج سجی ، راحت فرمائے

دل میں سو سو زخم بے ڈھبّے — سینے پر زوروں کے پنجے

یار فرید سنبھالے ، جیتے — رَبّ سارے دُکھ دُکھڑے میٹے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۰۵

''دلڑی درد سے ٹکڑے ٹکڑے''

دلڑی درد سے ٹکڑے ٹکڑے
پُرزے پُرزے ذرّے ذرّے
عشوے ، غمزے ، ناز ، طرارے نخرے ، فخر ، ادا ، لشکارے
خوں میں ڈبوئیں ہر ہر لمحے
آپ ہی مجھ سے رشتہ جوڑا آپ ہی گھر لے جا کے بٹھایا
پرے پرے اب کیوں جا ٹھہرے
آنکھیں گہری زُلفیں کالی سوہنی ادائیں ، چال نرالی
اُس کے بِنا گزران نہ ہووے
پَل پَل تیر آنکھوں کے چھیدیں بل کھاتی زُلفیں آ لپٹیں
بے بس دلڑی کس کو پکارے
شوق ، اُداسی ، درد اندیشے وقت ، فرید ، ایسے ہی بیتے
ہجر کے ڈر سے جاں لرزے ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۰۶

''دلڑی بچاری''

دلڑی بچاری ، رنج کی ماری
چھوڑا پیا نے ، پائی ہے خواری

عشق نہیں یہ آگ غضب کی جلتی بھُنتی جان بے چاری

عاشق پھرتے مست موالی لاکھوں دفعہ سر قرباں واری

درد اندوہ ، آلام ہزاروں اُس نے بھُلا دی کر کے یاری

دل کے پنچھی صید کرے ہیں ناز و ادا ہیں ، باز ، شکاری

آنکھیں ، شوخ ، بہادر ، جنگی پلکیں ، ہاتھ میں تیز کٹاری

جان فرید بچے گی کیسے نیناں تیر چلائیں کاری

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۰۷

''دلڑی ہو یا نظریں''

دلڑی ہو یا نظریں ، سوہنا تیرے دوارے
مولا کرے ہر دم ہوں مورے نیڑے بسیرے

ہم جولی ، ہم سِن ، ہمسائے — فکر ، شکایت لائے
ابّا ، امّاں ، بہنیں ، بھائی — خوب اُٹھائیں فتنے

میکے والے جگتیں لگائیں — سسرالی مُسکائیں
بیٹھتے ، اُٹھتے ، چلتے پھرتے — ساس اور نند کے جھگڑے

چُوچک بھی چاکر ، تُو مالک — سَر ، گھر ، دَر کے وارث
بھینسیں تیری ، جھوکیں تیری — جُھوٹے چھوڑ بکھیڑے

کون ہے قاضی ، رشوت ، راضی — کون سیال اور کھیڑے
رَبّ کے سوا ، یہ جھگڑے وگڑے — کون کرے گا طے

دو دن کے ہیں ، جھوٹے دعوے — جُھوٹے ہی ٹھہریں گے
میں اور رانجھا ، ہنسیں بسیں گے — جل کے مریں گے کھیڑے

جو جو ماتھے پر لکھّا تھا — آخر سامنے آیا
عشق بے دردی نے جکڑا ہے — جان بچے تو کیسے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۰۸

''دِلے دَارم''

دِلے دَارم ، بسے آوارہ ، طبعے وحشت آرائے
غمِ جاناں عجب شے ہے ، بیابانوں میں پھروائے

کہوں کیا درد کی باتیں ، دُکھی دل ، دن کہ ہوں راتیں
خدارا حالِ زارم ہیں ، کہ بے دستیم و بے پائے

بما طالع شدہ پُرکیں ، نزارم بے دل و غمگیں
پیا آئے نہ ڈھل پائے ، ابھی تک درد کے سائے

سجن رَس بس دکھائی چس ، سُسر مادر پدر بس بس
دلِ دیوانہ با ہر کس ، ندارد ہیچ پروائے

لگن بڑھتی ہی جاتی ہے ، ستم سختی اضافی ہے
غموں سے اپنی شادی ہے ، مقدّر آزما آئے

بڑھی ہر دن خرابی ہے ، قلق ہے اضطرابی ہے
ڈھلے دن جی عذابی ہے ، نہ آپ آئے نہ بلوائے

زِ عشقِ عارضِ رنگیں ، چُو لالہ داغ ہا دیریں
بنائیں دل میں تصویریں ، کبھی رَبّ یار ملوائے

بغیر از من کرا شاید ، فرید ایں مرمرا باید
مسافت دُکھ ستم بے حد ، بلائیں ، راخشش ، سائے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۰۹

''دل دم دم تڑپا جائے''

دل دم دم تڑپا جائے ہے
بِن دیکھے چین نہ آئے ہے

ہجر میں گزریں دُکھ کی راتیں
ابّا اماں ، خویش نہ پوچھیں
سینگی سہیلی کچھ نہ خبر لیں
بخت جلی تڑپی جائے ہے

اِک چرواہا من کو بھایا
اپنے گھر کا عیش بھُلایا
قرباں سیج ، سرہانہ ، گدّا
ریت کنارے کی بھائے ہے

مورا رانجھن جوگی ساڈھو
دل پہ کیا ہے جس نے جادو
رُویں رُویں میں عشق کی حُو بُو
رَگ رَگ میں اُترا جائے ہے

یار کا بھانہ دل سے چاہوں
جھنگ منگھیانہ آگ میں جھونکوں
فخر تجُوں ، مسکینی اُوڑھوں
جاں ، دُکھڑے اپنائے ہے

ہنسنے ہنسانے کے دن گزرے
لمحے ، فرید ، آئے رخصت کے
یار ملن کے ، اوکھے رستے
جان لبوں پر آئے ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۱۰

''دم مست قلندر''

دم مست قلندر مست قلندر
مست و مست الستی

نفس مقدس اہلِ سعادت — علم ، عمل میں ان کی سیادت
چھوڑے وِرد اور زُہد عبادت — ہر ہر دم ہے درد پرستی

صاف ، مبّرا ، غیر کے غم سے — پاک ، اولاد و مال و حرم سے
راسخ ، وجد و ذوق ، کرم سے — مستوں کی اللہ رے مستی

اَزل اَبد اِک جانیں واقف — لعنت رحمت سمجھیں عارف
بوجھیں مکاشف محض مرادف — کیا ہے بالا کیا ہے پستی

گر تُو چاہے قربِ حقیقی — ورثہ علوی ، اور صدّیقی
رِیت جُنیدی ، رسم شفیقی — بھاڑ میں ہستی ، پا لے ہستی

چھوڑ کے صحبت ڈھونڈ لے خلوت — مرنے سے پہلے مرنا ، مسّرت
یوں ہو جو قرباں تُو بے حجت — سودا ہے یاں دست بدستی

سنو رفیقو! حال فریدی — مذہب ، ملت ہے توحیدی
میلا کچیلا ، شکل اُجڑی سی — اُس کا بسیرا پریم کی بستی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۱۱

''دن رات دل حیران''

دن رات دل حیران ہے
پایا نہ آرام اِک گھڑی
سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تن من جلا رَگ رَگ جلی

بحرِ جنوں پُرشور ہے ہر موج آدم خور ہے
نا اور ہے نا چھور ہے کن بندشوں میں آپڑی

اپنی حقیقت ہے یہی عمر اپنی اس میں گم رہی
خبریں نہیں مہینوال کی لہروں میں ، بے بس ، بہہ گئی

ساتھی نے چھوڑا ہے مجھے اِک پَل نہ گزرے بِن ملے
درّے ، جبل ، گھاٹی پھرے آخر زمیں میں گڑ گئی

اب عشق کا نشّہ چڑھا ہوش و ہنر ضائع ہوا
دل سے سبھی کچھ مٹ گیا جو سیکھی جو لکھی پڑھی

اب دل فرید آگاہ ہے ہر جا جلوسِ شاہ ہے
بادل سے ظاہر ماہ ہے برسی ہے جب من کی جھڑی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۱۲

''دل کی بربادی''

دل کی بربادی پر اُترے
نِت ، آلام ، ستم ، اندیشے
آ بس ، پاس ، مرے چرواہے تجھ بن دیکھ احوال دُکھی کے
زخمی سینہ ہے ، رِستا ہے
دُکھڑے ، تہمت ، دوہرے طعنے سوز ، تپش ، آلام ، جلاپے
ماتم ، بین ، ہمارے پیشے
یہ غمزے ، یہ ناز اشارے یہ عشوے ، یہ نخرے ، طرارے
سر میں برچھی ، تن من تیشے
بیری ہجر سے پالا پڑا ہے خاکستر سب کر ڈالا ہے
ظلمی مذہب ، کفر عقیدے
کیا فریاد ، فرید ، سناؤں کیا رَو رَو کے سب کو رُلاؤں
جو لکھا تھا آیا آگے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۱۳

''عشق عیاں''

ہے عشق عیاں ، بازار گلی
سب راز خفی دیکھے ہیں جلی

سب جلوے نور ظہور لگیں — یا ایمن کوہِ طُور لگیں
گئی غیبت ، عین حضور لگیں — دلڑی ، دلبر سے آن ملی

ہے کشف کمال کی بات عجب — ہے وجد و حال کی گھات عجب
ہے وصل وصال کی رات عجب — یاں غیر کی ذات صفات جلی

کبھی سیر فلک فرماتے ہوئے — سِفلی دنیا میں آتے ہوئے
ہجراں کو وَصل بناتے ہوئے — دُکھ راکھ ہوئے مایوسی ٹلی

خاکستر کھوٹ ، فریب ، گماں — گم غیر کے سارے نام و نشاں
ہے نورِ وجودِ پاک عیاں — گھر ، دَر ، بستی ، بازار ، گلی

جس سمت بھی دیکھا راز کھلے — سب حسن ، ادا ، جلوے اُبھرے
تھے سوز ، فرید کو ساز لگے — ہمہ اوست سُجھائی رِیت بھلی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۱۴

''دُکھ سینے پر''

دُکھ سینے پر مونگ دَلے ہے
چاہت تیل آتش پہ ڈالے

درد ، الم ، غم بدنیت ہیں
دُکھ کے فلیتوں کو سلگائیں
مجھ تڑی بے کس کے لیے تو
سارے رانی خان کے سالے

کچھ دن اُس کے ساتھ نہ گزرے
سارے آس کے بندھن ٹوٹے
عجلت میں جانے کیوں بھاگے
کیچ کی جانب جانے والے

سنگتی ساتھی سارے کھوئے
شوخ ، مخولی ، اَن گڑھ ، موئے
مل کر ظلمی کالے کلوٹے
ہنسی اُڑائیں ، دل کے کالے

سوز اندوہ کے بیچ ہے دُکھیا
صدموں فاقوں نے آگھیرا
کوہ و حجر میں بھی جا ڈھونڈا
ہاتھ میں گانٹھیں ، پاؤں میں چھالے

صبر سے عشق نبھائے جاؤں
دُکھ میں وقت گزارے جاؤں
جب تک جیوں ، پکارے جاؤں
شاید قادر سختی ٹالے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۱۵

''دُکھیا دلڑی''

دُکھیا دلڑی ، درد کی ماری
ہر ہر لمحے ، دل آزاری

سوز ہے دل میں درد جگر میں
بھٹکوں کوہ میں ، دشتِ خطر میں
ظلم و ستم میں ، سخت سفر میں
اُس نے نہ کی لیکن دل داری

دُبدا ، بَن میں وقت گزاروں
کہساروں میں دُکھڑے جھیلوں
عشق پکاروں ، جیون واروں
حیف بھُلا دی یار نے یاری

شان گئی ہے بھرم گیا ہے
دین عقیدہ دھرم گیا ہے
لطف بھلائی کرم گیا ہے
شہروں شہروں ، اپنی خواری

گھاٹیاں مشکل لکھ لکھ گھاٹے
چکر ، چھالے ، بے ڈھب رقبے
تپتی ریت بلا کے دُکھڑے
پھر بھی مجھ کو پیت ہے پیاری

عشق نہ بھایا ، بڑھتا آیا
مفت میں اوروں کا غم کھایا
آنکھ نے مارا ، زُلف اُلجھایا
پیچاں زنجیریں ہیں نیاری

جھلسیں چھاتی ، ماریں کاتی سوز ہے ساتھی ، روگ ہے ذاتی
ہجر کی جھلکی ، چھینے حیاتی پَل پَل موت کی ہے تیاری

درد فریدا ہر دم تازہ دور ہیں خوشیاں بخت ہے اَوکھا
شوق ، لگن ہے حد سے زیادہ بارِ عشق سے سر ہے بھاری

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۱۶

''عشق ستائے''

عشق ہمیں دن رات ستائے
زَر ، گھر ، ور بس روگ بڑھائے

دشت و بیاباں میں ہیں ڈیرے
ہر ہر ٹیلے پر ہیں بسیرے
سر پہ کھِلے ہیں درد کے سہرے
ہار سجیں گل میں ، ہجراں کے

لُوٹ گیا دل ، جوگی راول
دورے پڑیں دُکھڑوں کے، پَل پَل
کہتی ہوں میں ہاتھ کو مَل مَل
کوئی بھی دُکھیا دل نہ لگائے

کوہ و جبل بے ڈھبے ، کالے
چھیدیں پاؤں ، ہزاروں کانٹے
سر پر قہر ، قیامت ٹوٹے
دُکھ ہر لمحے ، تن سُلگائے

غم کا دھواں دل میں سُلگا ہے
جی ہر ہر ساعت ، گھُٹتا ہے
سُکھ کا زمانہ بیت چکا ہے
موئی جان جھُلستی جائے

درد ہے اُلٹا پلٹا ، ٹیڑھا
کیسے پڑا بدبخت سے پالا
کم کیا کرتا ، گردن ٹوٹا
اُلٹا مرہم ، زخم بڑھائے

ہر سُو ، بَن ، ویرانے پائیں
جن ، بن مانس ، ریچھ ، بلائیں
دن اور رات اِن میں ہی بِتائیں
اوکھی عمر گزاری جائے

آئے بھول بھلیّاں رستے
سر ہیں پھوٹے ، تن ہیں ٹوٹے
چیخیں ماریں ، دھاڑیں درندے
بے بس تتڑی کُوکے جائے

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۱۷

''رانجھن اپنایا''

رانجھن نے مجھے اپنایا ہے
سب غیر کا وہم بھلایا ہے

رانجھن تو نورِ الٰہی ہے
سب مظہر ذات صفاتی ہے
سر پر لولاک کی کلغی ہے
طٰہٰ کا چتر سجایا ہے

رانجھن آنگن میں اُترا ہے
کھیڑوں نے شور مچایا ہے
آئے کو نہیں لوٹایا ہے
قدرت نے بخت جگایا ہے

ماہی نے دل میں جھانکا ہے
پھر سینے سے چمٹایا ہے
ہر جا ہر دم ساتھ رکھا ہے
رُویں رُویں میں دَر آیا ہے

دھومیں ہیں سوہنے رانجھن کی
سینگی ساتھی آئیں اُمڈی
ہیر کا آنچل دھجی دھجی
رنگ عجب کیا چمکایا ہے

فخر پیا کے میں قرباں ہوں
سر تا سر اُس کی کہلاؤں
اُس کی ہو کر کیوں غم کھاؤں
یار نے سب کچھ سمجھایا ہے

یار فرید نہیں پوشیدہ
ہر جا وہ ہے ہر جا جلوہ
ظلمت بھی ہے نور کا پردہ
نام فقط ، ہاں بدلایا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۱۸

''میرا رانجھن''

تخت ہزارہ سے مورے رانجھن
مورے کارن آئے

رنگیں آنچل ، سیج سجی ہے ترسی کو گل لائے
غم کھا کھا کے یار کو ڈھونڈا دُکھڑے ہی کام آئے
ایسے اِک اِک دُکھ پر ہر سُکھ صدقے واری جائے
بھاگ سہاگ ، خوشی ، خوش بختی میری طرف سب آئے
راتوں رات فراری ہر دُکھ کالے کوسوں جائے
مانگیں سر چڑھ کر اِترائیں زُلفوں نے بل کھائے
ڈوری عروسی ، نازو گہنے پہنے سجے اِٹھلائے
ہجر ، فراق پہ گریہ طاری سو سو نیر بہائے
کجلے ، سرخی کی دھج ، دلڑی دیکھے اور مُسکائے
مدّت بعد سلونا سوہنا آ کے جھوک سجائے

لاکھوں حمد و شکر ، خدا نے ماڑ کے دشت بسائے
سوہنا سجنا ، ساون بھادوں میرے ساتھ بِتائے
کہیں مبارک ، سینگی ساتھی ہم صحبت ، ہم سائے
فقر کی مخفی گہری رمزیں فخر الدین سُجھائے
حال ، مقام کی بندش ، وسعت کھول کے سب سمجھائے
یاری باشی ، سنگت ، صحبت میل ملاپ بھُلائے
جب سے عشق کی منزل میں ہوں سب دھندے ٹھکرائے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۱۹

''روتے عمر گزاری''

روتے عمر گزاری ہم نے
خبر نہ اس کی پائی ہم نے

دل نے لگائی چوٹ اندر کی — بھُولی ، سیج رنگیلی ، گھر کی
بھٹکی تتّی ریت پہ تھر کی — موت ہی آخر پائی ہم نے

پیچ پڑا پھر کیچ نگر کا — کہساروں کے سخت سفر کا
سخت ہے پہرہ خوف و خطر کا — جان ، بھٹکتے ، واری ہم نے

دُکھڑے مِل کر مجھ پر ٹوٹے — خوشیاں اُجڑیں ، سُکھ سب گزرے
دھاگے ، زیور سہرے بکھرے — غم کی رِیت نبھائی ہم نے

گھاٹیاں اَوکھی ، کالی چٹانیں — تتے ٹیلے ، پیر جلائیں
بیچ میں ویرانے ، دُکھ گھاتیں — بدبختی اپنائی ہم نے

دم دم یاد سنبھالے رکھیں — روگ ، ایذا ، تکلیفیں سہہ لیں
دیکھے یار ، فرید ، نہ دیکھے — جس سے جاں لٹوائی ہم نے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۲۰

''روتے عمر بِتائی''

روتے عمر بِتائی
اُس کی خبر نہ آئی

بھاگ سہاگ سنگار گنوایا
دل سے مجھے بھُولا ہے ماہی

دُور گیا لوٹا ہی نہیں وہ
خود کو لگا لوں گی میں پھانسی

عشق نہیں ہے آگ غضب کی
چنگاری اور اس میں لگائی

سارا جوبن ، رُوپ گنوایا
درد و الم نے آفت ڈھائی

فخر الدین کا شوق سلامت
دم دم پیڑ اندر کی سِوائی

یار نے اِک پھیرا نہ لگایا
مفت میں اپنی جان گنوائی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۲۱

''روہی کی بارش''

ٹوبھے چھلکے ، روہی میگھ ملہار ہے
آ مِل تُو میرا ہم جولی یار ہے

رشکِ گلستاں ریت کے میداں لگتے ہیں
گُل پھُل کی مہکار اب تو چودھار ہے

گھنٹیاں ساز آواز کی صورت اُبھری ہیں
چھاچھ کے مٹکوں کی ہر جا کھنکار ہے

میگھ ملہاراں کے منظر ہیں رات اور دن
اس پہ پرندوں کی سندر چہکار ہے

بادل کی للکار ، گرج بھی جاری ہے
کہیں پہ بجلی کا کڑکا ، چمکار ہے

ہار سنگار اس رُت میں سندر لگتے ہیں
ہونٹ پہ سرخی آنکھ میں کجلہ دھار ہے

خوش بختی کے خوشیوں کے دن آئے ہیں
دکھ کا دور گیا اب بیڑا پار ہے

سینگیاں ، سجنوں کے گھر رستی بستی ہیں
گلے لگائے سوئیں ایسا پیار ہے

اِک میں ہی بے گھر سرگرداں پھرتی ہوں
رنج و الم کا ، دُکھ کا کاروبار ہے
عِن تیرے ہے تیرا فریدا ، خوار و زبوں
خون کے آنسو روئے ، زار نزار ہے
آ جا! پیارے ، موڑ مہاریں جلدی سے
مر مر جانے کو دِلڑی تیار ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۲۲

''میرا دل لوٹا دے''

چھینا ہوا دل واپس کر دے
کیوں قابو کر رکھا ہے
بِلا خطا الزام لگا کے دیکھا بھی تو تیوری چڑھا کے
ڈانٹ کے خوں بھی نوش کیا ہے
بیر تو مجھ سے کوئی نہیں تھا؟ چھینا جبراً دل بے چارا
پھر دُکھڑوں سے جوڑ دیا ہے
خواہ ہوئی ، ہو ہو ، رسوائی غم نے رکھی دل پہ چڑھائی
پورا کر ، جو سوچ رکھا ہے
مڑنا نہیں ہے ہر گز تھک کر پکا یقیں رکھ ، سر دیدے گر
عشق کی بازی تُو جیتا ہے
آیا وقت ، فرید ، ملن کا بُھورے ، جانی یار ، سجن کا
غم کا زمانہ بیت چکا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۲۳

''ساون''

ساون آئے بُوندیں لائے

کوک کوک پاپی رے پپیہا　　پھونک پھونک تن آگ لگائے

کوئل ، کونج ، مہروا بولے　　دِل دُکھیا کو دُکھ پہنچائے

نین چین سے جھگڑت جھگڑت　　تڑپھت تڑپھت رَین بِتائے

چھتیاں دھڑکت جیارا لرجت　　تجھ بن کاری بدری ڈرائے

رِم جھم سے سُندر برکھا رُت　　رنگ ، رَس ، انداز رَچائے

بیت گئے دن رَین دُکھوں کے　　کہو ری پیا کو سیج سُہائے

پیتم پیت ، فرید ، نہ پالی　　انگ انگ برہن مرجھائے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۲۴

''سب راز رموز''

سب راز رموز قِدم کا ہے
یاں کوئی نہ دخل عدم کا ہے

دلڑی سگھڑ ، گیانی ، سیانی — کہتی ہے ہر دم ، سمجھو جانی
مظہر ذات ، صمد ، سبحانی — چاہے رُوپ صنم کا ہے

جو ہے نفس مقدس طاہر — علوی ، سِفلی کا ہے ماہر
کُل کا مظہر ، کُل کا ظاہر — والی عرب عجم کا ہے

جس کو ذوق خیال مہیا — اس کو قال اور حال مہیا
گلشن ، جشن ، جمال مہیا — وارث باغ ارم کا ہے

اور ہے لایعنی ، نادانی — دل دلدار اور دل ہے جانی
دل اخلاص اور سبع مثانی — مبدا دم قدم کا ہے

دیکھو شوکت ، شان ، پَسارا — محور ، گردش ، سبع ، سیارہ
مرکز دورِ محیط کا سارا — نقطہ ، دل ، آدم کا ہے

سینہ صاف صفا بے کینہ نورِ حقیقی کا آئینہ
دلڑی خالص پاک نگینہ نقشہ بیتِ حرم کا ہے

داس ، فرید ، ہے فخر کے گھر کا نوکر چاکر اُس کے دَر کا
چھوڑ سہارا علم و ہنر کا تکیہ دوست کے دم کا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۲۵

''ہر صورت اُس کی''

ہر صورت اُس کی ہی جانی
اور کوئی جانی ہے نہ مانی

کیسا آدم کیسا شیطاں بن گئی بنتے بنتے کہانی

رَبّ کے بِنا سب وہم و گماں ہے غیر کی ، دل ، مت کر ، مہمانی

ہر شئے سے توحید عیاں ہے دوسری جانب رُخ بے معنی

جنم جنم کا دل دانا ہے دُوئی نہ اُس نے ہرگز مانی

اچھا بُرا ہے صرف بہانہ ذات ہے اِک ، سمجھی ، پہچانی

روزِ اَزل سے یار پُنل کی گلے پڑی ہے پیت پرانی

جیتے جی ہم ملے فریدا گزری ساری عمر سُہانی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۲۶

''ہر صورت میں رستا بستا''

ہر صورت میں رستا بستا (ڈھولا ماہی)
دلڑی ہماری چھین کے ہنستا (ڈھولا ماہی)

رنگ بے رنگی اُس کے ڈیرے آپ ہی رانجھا ، آپ ہی کھیڑے
بھید میں رہتا بھید ہی رکھتا (ڈھولا ماہی)

آپ ہی ہجراں ، آپ ہی میلہ آپ ہی قیس اور آپ ہی لیلیٰ
آپ آواز و ساز جرس کا (ڈھولا ماہی)

آپ ہی مطرب ، مجلس ، کافی آپ موّحد ، صوفی صافی
منکر ہو کر آپ ہی ہنستا (ڈھولا ماہی)

راول ، یار ، بروچل ، سانول آ کے ہماری اَور ہر اِک پَل
چھین کے دلڑی یہ جا وہ جا (ڈھولا ماہی)

بطن بطون سے اُبھرا نکھرا عربی ہو کر موہ لی دنیا
رنگِ رسالت جچتا پھبتا (ڈھولا ماہی)

دل میں لگن ہے لاکھوں چاہیں نکلیں آہیں سوجھیں نہ راہیں
برسے ہے اشکوں کی برکھا (ڈھولا ماہی)

یار فرید نہ مجھ کو بھُولے خیر خبر لے ، آ کر پوچھے
مجھ بیکس بے بس کا سہارا (ڈھولا ماہی)

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۲۷

''بچھڑے سجن''

بچھڑے سجن میٹھے متوالے
ساتھ رہے اور جُگ جُگ جیوے

بھٹکی پھروں اور پھِر پھِر بھُولوں — اونٹ ، نہ ہیں ان کے چرواہے
جلتی ، گھلتی ، ہاتھ مَلُوں میں — بچھڑے مورے پیتم پیارے
لُو سے سُلگوں روگی دُکھی ہوں — کنکر پتھر ہیں انگارے
صبحیں شامیں محو دُعا میں — پیا ملن کا موسم آئے
چھوڑ کے تنہا دُور سدھارا — دِلڑی تڑی ٹکڑے ٹکڑے
چھپتی پھروں میں طعنے سنوں میں — شورِ جرس پر کان لگائے
چاہت پَل پَل یار پُنل کی — روزِ اَزل سے جوت جگائے
عشق بھنور کی اُلٹی چالیں — سُکھ کو ڈبوئے رنج کو تِرائے
سوز فریدا روز سوا ہے — رُویں رُویں میں لاکھوں شرارے

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۲۸

''سسّی''

سسّی بنا کے ، شتر قطار
سیدھی کیچ کی جانب چل دے
دشت ، جبل ، جنگل سے گزر کر بن ٹھن کے مل لینا پیا ، سے

میری خطا ہی کوئی نہیں رے کیوں رے بروچل یار
مفت میں کی اَن بَن رے
اِک تو اکیلی ، پیت عجب رے روؤں زار و قطار
پیڑوں سے لپٹوں ، چن رے
چڑھتی ندی ، منزل اَوکھی رے رات اندھیری ، دھند ، غبار
بارش کی چھن چھن رے
کجلے ، سُرخی کدھر گئے رے کیسے ہار سنگھار
زیور کی گھن گھن رے
چست رہو دل! سست نہ ہو رے مقصد ہے ، دیدار
ہر دم فکر ، جتن رے
شوق! تُو اُجڑی کا رہبر رے جلدی ، موڑ مہار
لے چل یار ملن ، رے
عشق بڑی ٹیڑھی گھڑی رے بھاری بھرکم بار
رَتی ہے من من رے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۲۹

''شوق جلائے''

شوق جلائے تن جھلسائے
بھُولے نہ گھر در ، رانجھن والے

ہجر ، فراق کا بھدا قصّہ — دم گھونٹے ، دل چیرے ڈالے
رستے اوکھے ، ٹیڑھے میڑھے — کالی چٹانیں ، پاؤں میں چھالے
دلڑی لنگڑی ، دُکھ کی گٹھڑی — کیسے اپنے ہوش سنبھالے
جیتے جی گھر دیکھوں پیا کا — مولا! سر سے دُکھڑے ٹالے
عشق نے سوغاتیں بھیجی ہیں — درد ، اندیشے ، غم کے پیالے
سوہنے کی عادت ہے پرانی — ترچھی چالیں ، جھوٹے حوالے
یار فرید نہ اُترے دل سے — نظرِ کرم ڈالے کہ نہ ڈالے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۳۰

''دُکھڑے سوز جلائے''

چاہت ، دُکھڑے ، سوز ، جلائے
واہ محبت کے خمیازے

دل جل جل کے راکھ ہوا ہے
رَگ رَگ میں دُکھ ، درد ، جلاپے
اِک سینہ ہے سو سو شعلے
عشق کہ دوزخ ایک ہی شئے ہے

جب سے اُس سے آنکھیں لگی ہیں
آس اُمیدیں جاتی رہی ہیں
کیا پھڑکیں جو پھنسی ہوئی ہیں
جو بھی دیکھے تالی پیٹے

کیا تدبیر کرے بے چاری
زخم پھٹے ہیں ، چَرکے کاری
حلق پہ خنجر ، پیٹ میں آری
سر پر نیزے ، خنجر ، برچھے

پاس رہے ہنس کر ہو ، اولے
میرے دل کے زخم نہ کھولے
ہر سُو پرکھے ، ہر دم تَولے
تھوڑا سِیُوں زیادہ اُدھڑے

شوق ، لگن ، مایوسی بڑھی ہے
فرحت ، راحت روٹھ گئی ہے
غم سے خوشی برباد ہوئی ہے
دُکھ ، سُکھ کی بنیاد اُکھاڑے

ہاتھ آئیں لوگوں کو بہانے کچھ دیتے ہیں تشنے ، طعنے
کچھ آئیں لٹھ سے سمجھانے روز ستم کے ، نئے فسانے

سُن کر یار فرید کی آہیں ناز سے اُٹھّیں شوخ نگاہیں
پوچھا کس کی ہے کائیں کائیں کون یہ بونگا ، بڑ بولا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۳۱

''تم بھی سنورو سِنگھرو''

تم بھی سنورو سِنگھرو سکھیو
سب نے مل کے دھوم مچائی

گرجت بدرا چمکت بجلی — رُت ساون کی خوب سجائی
مینا پپیہا چہکے مہکے — کوئل نے بھی کُوک سُنائی
ملک ملہیر آباد ہوا ہے — گُل پھُل پر کیا رونق آئی
سکھیاں مل کے کہیں مبارک — بھاگ سُہاگ کی رُت پھر آئی
مدّت بعد ملا ہے رانجھن — رَبّ نے اُجڑی جھوک بسائی
کرشن کنہیا دل میں اُترے — گیان کی پیاری بنسی بجائی
یار فریدا! غمگیں مت ہو — لاج پیا کے ذمّے آئی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۳۲

''سُکھ کے خواب''

سُکھ کے خواب سراب ہوئے ہیں
لے نہ گیا وہ سنگ رے

سیج رنگیلی ، دُور دھکیلی فریادی ہے انگ انگ رے
صبحیں شامیں نکلیں آہیں دُکھ نے کیا ہے تنگ رے

سجنا گئے اور پھر نہیں آئے واہ قادر کے رنگ ترنگ رے
ساتھ نہ لے کر مجھ کو سدھارا پنجر سا ہے اَنگ رے

ٹل نہ سکی سختی بدبختی لُٹ گیا سب ناموس و ننگ رے
درد انوکھے ، رنج ہیں اَوکھے تن میدانِ جنگ رے

تھر میں بھٹکوں یار نہ پاؤں دلڑی میں لاگی کیسی جنگ رے
عشق کا کلمہ جیتے مرتے سر قربانی سنگ رے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۳۳

''شگن اچھا''

موقع شگن اچھا ماحول سہانا ہے
پیا نے شاید آج اس جانب آنا ہے

فال وصال کی اپنے آپ اِٹھلاتی ہے
کاگا بولے ، مینا گیت سناتی ہے
جامے میں جاں ، پھُولی نہیں سماتی ہے
سیج سجی ہے ، گھر کا گھر مسکاتا ہے

سوز اندوہ بھی اب تو خود مغموم سے ہیں
غم بھی بے چینی سے آہیں بھرتے ہیں
بدبختی ، ہجراں ، افسردہ لگتے ہیں
درد ، الم بھی رنج سے پگھلا جاتا ہے

آس اُمید کے رنگ فضا پر چھائے ہیں
عید سعید مبارک کے دن آئے ہیں
خوشیاں روز افزوں ہیں عیش سوائے ہیں
سکھ کے سکھی انداز ہیں دُکھ وامانده ہے

دشت میں لانے ، پھوگ پھلارے کیا کہنے
کنڈے ، کیکر کے نظارے کیا کہنے
گل گھنٹی کے سُر کے دھارے کیا کہنے
جھوکوں سے اب ریوڑ چھلکا جاتا ہے

گئیں فریدا ہجر کی اندھیاری راتیں
گھر آنگن میں اُتریں سُکھ کی باراتیں
ساجن آیا ، لایا وصل کی سوغاتیں
جس کے بِنا دل سوسوطرح تڑپاتا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۳۴

''نَحنُ اَقرَبُ''

نَحنُ اَقرَبُ کا دعویٰ ہے
ہم میں وہ کب ہنستا بستا ہے

کیسے دُکھ کی کتھا سناؤں — سیج پہ تنہا تڑپی جاؤں
تارے گنتے رات بِتاؤں — بیکس جی ، اَوکھا اَوکھا ہے

یار سجن دلڑی کو کھینچے — اَوکھی راہیں ٹیڑھے رستے
سفر ، ملن ، پتھریلے مہنگے — شورِ جرس بھی گونج رہا ہے

ساتھ رہے اور بھید نہ کھولے — لُوٹ کے دل ہر بار سدھارے
دیکھ کے دُکھڑے مجھ بیکس کے — ٹھٹّھے اُڑاتا ، ہنستا ہے

ڈھنگ عجب ہے رنگ عجب ہے — ساجن کا آہنگ عجب ہے
فخر کروں کیا ، جنگ عجب ہے — دلبر سب کا دل بھاتا ہے

تُو تو فرید اَن گڑھ پتھر تھا — جیسے کوئی لوہا بے مایہ
فخر پیا نے جب اپنایا — پارس کا رُتبہ پایا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۳۵

''ساجن بِنا''

ساجن کے بِنا عمر گزاری نہیں جاتی
افزوں ہے لگن ، چاہ سنبھالی نہیں جاتی

ہجراں کے عذابوں نے مجھے مار دیا ہے
سر تن سے الگ تڑپے ہے ، دل چاک ہوا ہے
شوق اور بڑھا جاتا ہے ، دُکھ اور سوا ہے
رَبّ اس سے ملا دے ، یہ ہے فریاد ، دُعا بھی

سوہنا مرا آ جائے کبھی میرے دوارے
اے کاش وہ آ کر کہے ''کیا حال ہے پیارے''
دُکھڑوں کا ہے گھر ، تڑپے ہے دل درد کے مارے
راتوں کو بھروں آہیں تو ، دن غم میں بِتاتی

پُنّوں مرا دلدار ہے پھر کیچ چلا ہے
میں پاؤں پڑی ، عہد وہ کیوں توڑ رہا ہے

چارہ ہی نہیں کوئی عجب وقت پڑا ہے
سب چھوڑ کے ہو جاؤں گی ویرانوں کی راہی

رو رو کے فریدا سدا فریاد کروں گی
اُس غم کے سوا اور کوئی سانس نہ لُوں گی
یا پاؤں گی یا بَن میں بھٹکتی ہی مروں گی
اندر جو لگائی ہے بڑی ضرب ہے کاری

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۳۶

''سیج سجائے''

سیج سجائے مورا بیلی
بَیّاں ترسیں چُوڑی والی
پیا نہ آئے ، ہنسی اُڑی ہے حال عجب دِلڑی اَوکھی ہے
ویراں ویراں صحن ، حویلی
بُلبُل بھنورے ناچیں گائیں دوست بسنتی جشن منائیں
آئی اُمڈ کے رُت البیلی
ٹھنڈے میٹھے موسم بیتے سینگیوں نے پہناوے بدلے
پھرتی ہوں میں دُکھیا اکیلی
پِیت پیا کی چاہ اپنوں کی سینے میں اُتری غم کی برچھی
زُلف ہے برہم مانگ ہے میلی
کالے بادل ، مینہہ ، برساتیں گرج ، چمک ، اندھیاری راتیں
کوہ و جبل میں بھٹکوں اکیلی
ناز نواز کے دن گزرے ہیں پھُل گُل ہار سنگھار اُجڑے ہیں
دفع کریں رابیل ، چنبیلی
یار فرید نہ پہنچا ڈیرے اُجڑے ڈورے ، گہنے ، سہرے
پھرتی ہوں میں میلی کچیلی

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۳۷

''رانجھا البیلا''

شہزادہ رانجھا البیلا
جوگی جادوگر رے

راول نے بنسی وہ بجائی بھُول گئی گھر دَر رے
رانجھن یار نے مرلی چھیڑی دیکھے وصف ، ہنر رے
اَنہد بین سے موہے منوا بھٹکی پھروں میں تھر رے
کانوں میں بُندے گلے میں مالا رہوے حُسن نگر رے
تخت ہزارے سے وہ آیا تتڑی ہیر کے گھر رے
جوگن بن کے مٹی مَل کے گھوموں بحر و بر رے
گھر سے مُڑی ہوں، تجھ سے جُڑی ہوں ساجن کچھ تو کر رے
بن ساجن کوئی بھی نہ بھائے دفع ہو زیور ، زَر رے

اتنے ظلم مناسب ناہیں کچھ تو رَبّ سے ڈر رے

رانجھا جوگی میں جوگن ہوں عشق کی خاص خبر رے

یار فرید نہ بھولوں ہرگز جاؤں ترستی ، مَر رے

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۳۸

''شاہ رانجھا البیلا''

شاہ مورا رانجھا البیلا
تُو ہے دلوں کا چور رے

تیرے طعنے ، تشنے ماریں سارے جگ میں شور رے

جھوک نہ آؤں ، کس رُخ جاؤں ہیر کا سارا زَور رے

ہار سنگار ہوئے گم کیسے گم ، جگمگ کا دَور رے

عشق نے جی کو ایسا جھنجھوڑا رَگ رَگ میں ہے شور رے

اَوکھے غم تڑی کا اثاثہ دُکھڑے ہیں گھنگھور رے

عشق نے چنگاری بھڑکائی تن میں اَگن کا زور رے

روتے دھوتے چرخے کاتوں صحّت ہے بے طور رے

جیوں فرید تو کس کی خاطر یار رہا بے غور رے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۳۹

''صبح صادق''

صبح صادق تخت نشیں ہے
سہرے ، ہیرے ، مالا پہنے

پھولوں والی سیج سجا تُو
بخت و تخت کا فرض نبھا تُو
اپنی ریاست آپ بسا تُو
اُٹھوادے انگریزی تھانے

تیرے راج کے وہ چرچے ہیں
راجے ڈر کر کانپ رہے ہیں
میر وڈیرے داس بنے ہیں
بے زَر ، مفت میں بکنے والے

پیر بھی شفقت فرماتے ہیں
منصب دار بچھے جاتے ہیں
تیری کچہری میں آتے ہیں
منصف ، افلاطون ، سیانے

عام ہیں تیرے فیض کے قصے
مرد و زَن نے پائے ہیں حصے
بچے بڑے ، کمزور اور بوڑھے
ننھے ، معصومین بھی آئے

عیش میں گزرے تیری جوانی
ہر دم پاس رہیں دل جانی
پیارے دُلارے یوسفِ ثانی!
سب انداز ترے من بھانے

رَبّ سے فریدا سدا دُعائیں
لمبی عمر عطا فرمائیں
تیرے میرے سوہنے سائیں
چاہت کے رشتے ہیں پرانے

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۴۰

''عشق انوکھی پیڑ''

عشق انوکھی پیڑ سو سو سوز اندر کے
نین بہائیں نیر تازہ زخم جگر کے

عشق کی اُلجھن ، سخت اجیرن خویش ، قبیلہ ، رکھّے اَن بَن
ماریں ، ابّا ، وِیر دشمن ، لوگ نگر کے

شوق انوکھے نیزے اَوکھے جان جلے اور دِلڑی پگھلے
تن من لاگیں تیر کاری دستِ ہنر کے

غمزے افسوں ، رمزیں بیری اَکھیاں جادو دید لٹیری
زُلفوں کی زنجیر پیچے قہر و شر کے

پیت پُنل چاہت پل پل کی قاتل تھر ہے رِیت اَجل کی
دُکھ ہیں بے زنجیر مگن ، من مانی کرکے

سیج عروسی ، آسیبی سی صبر آرام کی خواہش بھُولی
رُویں رُویں میں چِیر کاری ، تیغ ، تبر کے

یار نے پھیرا ہی نہ لگایا دل میں ڈالا دَرد نے ڈیرا
جل گئے سیس سریر مروں یہ داغ لے کر کے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۴۱

''عشق نرالی پیڑ''

عشق نرالی پیڑ اوہ
خلقت جان نہ پائی

زُلفیں بلا جھجکے ڈستی ہیں — اَکھیاں سِرے سے ہی جنگی ہیں
ناز نگاہ کے تیر ، اوہ — چھیڑیں روز لڑائی

عشق کا روگ اللہ نہ لگائے — درد اندیشے روز سوائے
دم دم دل دل گیر ، اوہ — سر پہ مصیبت چھائی

اِک بیکس پھر گھاؤ بھی دل کا — ہجر ، لگن ، پھانسی کا پھندا
تک تک راہ ملہیر ، اوہ — روتے عمر گنوائی

جنگل بیلے ، چیتے ، اَخگر — سانپ ، چھچھوندر ، بھیڑیئے ، اَژدَر
دُکھڑے بنے ہیں وِیر ، اوہ — غم ہیں حقیقی بھائی

عورتیں ، بہنیں باتیں سنائیں — بیری بھیّا سخت ستائیں
ماریں بے تقصیر ، اوہ — یہ بے درد قصائی

غم تو دم لینے نہیں دیتا — قدرت نے شاید یہی لکھا
بنی مری تقدیر ، اوہ — سوہنے سجن سے جدائی

جان گھلی ہے ، روح جلی ہے
رنج ، الم کی بھیڑ ، اوہ
گھڑی خوشی کی بیت گئی ہے
ظلمی آفت آئی

مژگاں دل پر نشتر ماریں
گہرے ، ٹیڑھے چیر ، اوہ
پلکیں کاری تیر چلائیں
چوٹ ، نظر سے کھائی

رُواں ، رُواں ، چمڑی تک پگھلی
خون کی اِک نکسیر ، اوہ
سینہ سُلگا دِلڑی دہکی
تیرے عشق سے پائی

صبر ، قرار ، آرام گیا ہے
تیر ہے بے تدبیر ، اوہ
بارِ ملامت مفت مِلا ہے
جانی نے سکھلائی

منھ سے خدا حافظ نہیں پھُوٹا
کیسی کڑی تعزیر ، اوہ
کیچ گیا پھر گھر نہیں آیا
کی ہے خوب بھلائی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۴۲

''عشق چلائے تیر''

عشق چلائے تیر
ظلم ، قہر اور شر کے

یار ملا بے پیر مُو مُو غم سے پھڑکے

عشق نے لُوٹی امن کی بستی جھوک بھی اَوجھل مورے پیا کی
سوز نے دی جاگیر جی دُکھڑوں سے بھڑکے

بستر دُکھ دے سیج نہ بھائے سر سے پا تک غم تڑپائے
رَگ رَگ میں ہے پیڑ کھولے روگ اندر کے

انجانا غم بیکل رکھّے شوق پیا کا روز سوا ہے
لائی بہا کے ، لہر شریر چھوڑا غرق ہی کرکے

سُکھ کی نیند کا موسم گزرا بارِ ہجر بھی سر پر آیا
خواب ہوئی تدبیر گزرے وقت ہنر کے

بیتیں فریدا دُکھ کے لمحے میں بھی تو لُوٹوں وصل کے میلے
کاش ہوں شکّر شیر دن ڈھل جائیں سفر کے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۴۳

''غمزے چھیڑیں جنگ''

غمزے چھیڑیں جنگ
لڑیں نہ جھجکیں ڈر کے
نیزے ، تیر ، تفنگ قہری ناز ، نظر کے

بچھو ، اَبرو ، ناگن زُلفیں ڈنک کی چھیڑیں جنگ
ٹپکیں ، زخم ، جگر کے
ساجن کا انداز انوکھا تن نازک دل سنگ
خوش ہے رحم نہ کرکے
عشق نے ہم کو خلعت بھیجی سبز اور پیلا رنگ
سو سو دُکھ اندر کے
شرم بھرم سب عشق نے چھینے چھین لیا ناموس اور ننگ
صبر کے دن بھی سرکے
حال ہے اپنا دُکھ کا سپنا دل نے کیا ہے تنگ
جی کے خوش نا مر کے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۴۴

''قائیں قائیں کا گا شور مچاتا ہے''

قائیں قائیں ، کا گا ، شور مچاتا ہے
شاید میرے یار کا قاصد آتا ہے

ساون کی رُت ، دن ملہاری — بادِ بہاری ، رِم جھم ، جاری
بوئی ، لانی ، کھِپ ، پھُلواری — کرڑی کنڈا ، سب بھاتا ہے

یاس سدھاری اور آس آئی — بدلی ، بوندا باندی لائی
اُجڑی جھوک پہ رونق چھائی — غم ڈر کے چھپتا جاتا ہے

برکھا ، مینہہ ، مسرور فضائیں — چرواہے گلّوں کو چَرائیں
پیا ملن کی چلیں ہوائیں — جس بِن دل تڑپا جاتا ہے

ٹیلے ، ریگِ رواں ، تھر ، میداں — پیلے ، گلابی ، پھول ہیں رقصاں
ختم ہوئے سب دُکھ کے طوفاں — سُکھ رَگ رَگ میں اِٹھلاتا ہے

وقت غم و آلام کا بیتا — بھاگ سہاگ کا موسم آیا
یار ، فرید ، آنگن میں اُترا — بننا سنورنا اب جچتا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۴۵

''گزر گئی گزران''

گزر گئی گزران
غم کے ساتھ رہے ہم

دیکھا سارا جہان کچھ بھی نہیں سمجھے ہم

جاتے ہوئے مکھڑا نہ دکھایا کیچ سے بھی پیغام نہ آیا
جندڑی کے طوفان خود پر ہی جھیلے ہم

پیا نہ بھَیں بھَیں ہے بھینسوں کی جھوک اُسی دن کی ہے اُجڑی
بیلا ہوا ویران بے بس سے بھٹکے ہم

سر جُوتے ہی ناطہ ٹوٹا رسمیں کرتے پاؤں پھسلا
مہندی ، سرخی ، پان سب نیلے پائے ہم

بَین ، کراہیں ، ماتمی گہنے غم ، آلام ، عروسی گدّے
دُکھڑوں کا سامان اَزل سے خود لائے ہم

بالی عمریا اور رنڈاپا کھوئی قسمت ، صدمہ گہرا
دوجا یہ ارمان جاتے مِل نہ سکے ہم

جینے تک یہ دَرد نبھاؤں مر کر قبر میں بھی لے جاؤں
پُتلن سے خفقان روئی دنیا ، روئے ہم

جس کے بِنا اِک پل نہ گزرے اب اُس کے باقی ہیں قصے
واہ تقدیر کی شان کیا ہیں ، پہلے کیا تھے ہم

یاد فرید کروں دلبر کو روؤں گلے لگ لگ کے شجر کو
جان ، جگر ، پیکان تاک کے مارے تڑپے ہم

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۴۶

''تیز نظارے''

آپ کی تیکھی نظریں دیکھیں (اللہ رکھّے)

نور وجود عیان

لفظ کہانی کشف معانی دل والوں کی شان

سِر سبحانی راز اناالحق رِندی وردِ زبان

سمجھو جانو غیر نہ مانو ہر صورت سبحان

اوّل آخر ظاہر باطن یار ، حضور ، عیان

کہیں منصوری اور طیفوری کہیں سرمد صنعان

حسن پرستی ، شاہد ، مستی اپنا دین ، ایمان

راہِ توحیدی ، رِیت فریدی آپ اپنا ہی دِھیان

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۴۷

''کس دھرتی سے آئے ہو''

کس دھرتی سے آئے ہو تم
کس نگری کے باسی رے
پریم نگر ہے دیس تمہارا اوڑھی کیسی اُداسی ہے!

کیوں ہوتے ہو جوگی بھوگی رَوگی جیسے براگی رے
راکھ بھبھوت رما کے سر پر بنے ہو کیوں سنیاسی رے

اپنے اندر جھانک کے دیکھو ڈالو نظر حقیقت کی
فکر نہیں وہ آئے نہ آئے یارو کیسی اُداسی رے

تم ہو اصلی تم ہی اصلی نقلی ذرا نہ نقلی رے
اپنی ذات صفات کو سمجھو کرلو ذات شناسی رے

بات فریدی غور سے سنیو کھول ذرا دل کے کانوں کو
دونوں جگ کے مالک تم ہو بھُولے اللہ راسی رے

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۴۸

''غیر سے جی اُچٹے''

غیر سے جی اُچٹے ، اُکتائے ، ہٹتا جائے
میٹھا انوکھا کیف بدن میں اُترا جائے
اپنا سب کچھ ، خویش قبیلہ چھوڑا جائے
تجھ پہ مٹے اور تیرے غلاموں میں کہلائے
ہر صورت میں رَبّ ہی رَبّ ہے جانو مانو
اس کی طلب میں ہوتے نہیں راندے درماندے
سینے میں گھر آنکھوں میں ہیں سندر ڈیرے
راج دُلارے سوہنے من موہنے سجنا کے
ہر ہر پہلو میں قربت کے جلوے ہیں
ماہی میٹھا پیارا سانول من بھاتا ہے
آنکھوں میں اِک ذرّہ بھی کب رہ سکتا ہے
لیکن سجنا سارے کا سارا اُن میں سمائے
خدا کرے وقت آئے حضرت روہی جا کر
اپنے پیاروں یاروں کے گھر بیٹھا جائے
چھوڑ کے سارے وِرد و وظائف اپنا یار فریدی
اب تو پیا کے میٹھے نغمے گاتا رہتا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۴۹

''درد کی ماری''

کیسے لگائی مشکل یاری
روتے عمر گزاری ساری

سوہنے ہوت کے طور البیلے — سخت جدائی دُکھ کے جھیلے
خیر خبر پُرسش نہ سندیسے — جائے کہاں آخر دُکھیاری

میرا راول ، رانجھن ، ماہی — لُوٹا دل اور ہوا ہے راہی
اس پہ بلا کی بے پرواہی — ظلم ہے جاری ، عدل سے عاری

ماہیوال نے خوشی نہ بخشی — ساتھ نہ رکھا رہی اکیلی
دُکھ کا جام صراحی ، پی لی — پیش آئی ہے ذلت ، خواری

جب سے جنونِ عشق نے گھیرا — بے ناغہ دن رات بکھیڑا
کھانے کو دوڑے خود گھر میرا — ساجن بھُولا ، وعدے ، یاری

جی ، جانی کی خاطر ترسے — در ، الم ، غم ، نشتر رکھّے
ہار گلے میں دُکھ کے پہنے — شوق کی سر پر ہے گل کاری

ماہی آن بسائے جھوکیں پھر کیوں طعنے دیں گی سیالیں
سبز ہوں پھر سے سوکھی شاخیں جاؤں میں لکھ لکھ صدقے واری

بے حد رَوگ مصیبت جھیلی تیری خاطر جان پہ کھیلی
کالے پربت تھر میں اکیلی تتڑی آخر ہمت ہاری

دلڑی جس دلبر کی باندی اُس کے بِنا گزرے ہے نہ پل بھی
اُس نے لگائی چوٹ اندر کی زخم ، فریدا ، بے ڈھب ، کاری

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۵۰

''کیا فکر جو بات اپنی نہ بنی''

کیا فکر جو بات اپنی نہ بنی
قسمت میں جو لکھا ہوگا وہی

دولت کو اَگنی دِکھلانا — دولت سے دھوکا مت کھانا
ہر شے سے آزادی پا کر — چُن ، ویرانی بے سامانی

دنیا سے دِلڑی نہ لگانا — مکّارہ ، بے مہر و وفا
یہ موذی ہے کھانا نہ دغا — کافی ہے غذا درویشوں کی

سج دھج کی جھماجھم ٹھکرا دے — سب ڈوریئے ململ پھنکوا دے
ڈھیلے ، کنکر پتھر ، ذرّے — ہیں تیرے لیے ہیرے کی کنی

یہ مُلّا بھَلا کس کام کے ہیں — محبوبی ادا کب جانتے ہیں
یہ بھیدوں سے بے بہرے ہیں — ہر ٹھوکر پر کھائیں کلٹی

رستہ ہے کٹھن آنا ہی نہ تھا — اب آ ہی گیا تو بڑھتا جا
اب جرم ہے گر مُڑ کر دیکھا — سَر دَھڑ کی ہے اب بازی

اپنوں میں ذرا بھی رحم نہ تھا
سسی نے پہاڑوں میں ڈھونڈا
سسی بیچاری تھی تنہا
دُکھیا ، بے بس ، قسمت پھُوٹی

دل عشق میں ٹھہرا دیوانہ
سجنا بھی غضب کا بیگانہ
ضدّین کا باہم ٹکرانا
دیکھی ہے عجب آنا کانی

سُن! وہ تو وفا کا دشمن ہے
پوچھے نہ کبھی احوال مرے
میں جیوں مروں پروا نہ کرے
کُرتے کا نہ دے اِک دھاگہ بھی

خوش ہو فرید اور شاد پھر
غم ، دُکھ نہ کر اب یاد پھر
جھونکیں ہوں گی آباد پھر
بہتی نہیں اِک سی ندی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۵۱

''کیسا مشکل عشق لیا ہے''

کیسا مشکل عشق لیا ہے
دُکھ کے سِوا کیا ہم کو مِلا ہے

عشق نہیں یہ آگ ہے قہری — تن من کوئلہ کر دیتی ہے
غم سے جلتے ، آہیں بھرتے — سارا وقت نبھایا ہے

کوئی نہ ہم دم کوئی نہ ساتھی — کوئی شریکِ حال نہیں ہے
عشق سا دُکھڑا کوئی نہیں ہے — دشمن ، امّاں ، ابّا ہے

خویش قبیلہ ہر کوئی جانے — پیا کی بستی ، منزل مانے
سینگی سہیلی ماریں طعنے — سارا بھرم بہایا ہے

گلیوں کوچوں بازاروں میں — لوگ بلا کے نشتر زَن ہیں
چھوٹے بڑے طعنوں میں مگن ہیں — شرم ، شعور لٹایا ہے

آج یا کل کی بات نہیں ہے — بدقسمت ہوں روزِ اَزل سے
اِک بے نام و نشاں کی خاطر — نام نشان گنوایا ہے

گردن میں آنسو مالا ہے — روتے روتے حال بُرا ہے
سب رِیتوں سے پیت سِوا ہے — جس کو سر دے کے جیتا ہے

رنج ، لگن ، دُکھ ، درد ، جدائی — تتڑی کے حصے دوہری آئی
یار نے بولی بھی نہ لگائی — روئی ہوں سب کو رُلوایا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۵۲

''چھوڑ دیا صحرا میں''

چھوڑ دیا صحرا میں بھٹکتے
یار ملے نا موت ہی آئے

چرخہ کاتوں ، سینگی ستائیں
جگتیں لگائیں باتیں بنائیں
چوٹیں ماریں چَرکے لگائیں
روح ہمیشہ صدمے اُٹھائے

بہنیں نہ چاہیں ، میّا کوسے
میکہ ، سوہرا دل کو دُکھائے
غافل جانی اِدھر نہ آئے
سیج تپائے ، گدّا جلائے

سسی کے دُکھ روز سوائے
جب سے پیا گھر اپنے سدھارے
شوق ستائے ، دُکھڑے چھائے
کاش! خدا بچھڑوں کو ملائے

تتڑی اکیلی ، یار نہ بیلی
حال نہ پوچھیں سینگی سہیلی
ویراں ، اُجڑی اپنی حویلی
ظلمی تھر کی رَیت سُہائے

بخت نہ لایا گھڑی سُہانی
پُنّوں سے ، نبھ پائی نہ یاری
جائے کہاں یہ دَرد کی ماری
آپ بھی روئے ، جگ کو رُلائے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۵۳

''کیا رِیت پریت سکھائی''

کیا رِیت پریت سکھائی ہے
ہر جانب حُسنِ خدائی ہے

لگتی ہے محبوب کی صورت ہر تصویر اور ہر اِک مُورت
ہر لمحے ہے شگن مہورت غیر کی یاں کب شنوائی ہے

ناز ، ادائیں ، طَور سجن کے عشوے ، غمزے من موہن کے
رنگ انوکھے ہیں اِس فن کے کیا زینت کیا زیبائی ہے

نخرے غمزے ، طعنے مہنے دِلڑی پر لگتے ہیں کچوکے
سوکھی ٹہنی سبز ہوئی ہے جھوکوں پر رونق آئی ہے

چال ہے کومل نور کی فلکی رمزیں ، صورت جنگ و جدل کی
کجلہ ہے للکار اَجل کی سرخی آگ لگائی ہے

دُکھ بدبختی دَرد جدائی مِل کے چلے ، پونجی لَدوائی
عشق فریدا اپنا بھائی خوشیوں کی رُت آئی ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۵۴

''عشق الاؤ بھڑکا''

عشق الاؤ بھڑکا ہے
ہر دن سوز سَوایا ہے

تن من کو سلگایا ہے — جوبن مفت گنوایا ہے
دِل نے ہوش اُڑایا ہے — دم دم درد سَوایا ہے

سیج پہ تنہا چھوڑا ہے — غم بخشے سُکھ لُوٹا ہے
سانپ سی گُل کی مالا ہے — قسمت نے دِکھلایا ہے

ہجر کا نیزہ مارا ہے — پیا گیا ، سب بھُولا ہے
زار و زبوں کر رکھا ہے — جان کے وہ انجانا ہے

دلڑی عشق کی ماری ہے — غم ، دُکھڑوں کی گٹھڑی ہے
ماں نے وہ گھٹّی دی ہے — صبر ، سکوں ، کم پایا ہے

عشق میں خود کو کھویا ہے — سُکھ دے کر دُکھ پایا ہے
غم اور درد نبھایا ہے — جھوٹ کی اُلفت چھایا ہے

کچھ صبر ، سُکوں ، بن یار نہیں — کچھ کام نہیں ، گھر بار نہیں
نخرے ہار سنگھار نہیں — سر پر بارِ ہجر سجایا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۵۵

''مجھ کو بہا کے چھوڑا اکیلا بیچ بھنور کے''

مجھ کو بہا کے چھوڑا اکیلا بیچ بھنور کے
دُکھ جھیلے پچھلے جیون کے مدّوجزر کے

تیرے بنا ہر گز نہ جیوں بالکل نہ جیوں گی
تیری نگاہوں کے آگے مٹّی اوڑھوں گی
قاتل عاشق تیرے بغیر اب رہ نہ سکوں گی
دفع ہوں! اوکھے لمحے گزریں ، ہجر سفر کے

مارا ماری ، ٹھوکر ٹکّر ، دھکے مُکّے
تیری جدائی نے بخشے ہیں کیا کیا تحفے
دُکھڑے روز بروز ہوئے ہیں دُگنے تگنے
ہائے نہ جی ، جینا چاہے ، نا راضی مر کے

بیت گئے ہیں لمحے یارو بھلے سنہرے
لشکر بن کر بڑھنے لگے ہیں غم کے سائے
اللہ کرے جیون کے دن ہو جائیں تھوڑے
یا مِل جائے پاس جگہ ، اپنوں کے گھر کے

صدقے واری عشق کی ماری داسی تمہاری
غور سے سُنیو درد و غم کی کتھا ہماری
خون ہمارا پانی ہے ، خوں ہر دم جاری
اپنے لئے روٹی ہے ، ٹکڑے دل کے جگر کے

جنم جنم سے جندڑی میری دُکھ کی گٹھڑی
درد کی پُتلی ، غم کی آگ میں پک کر نکلی
ایک تو تُو نے مجھ تڑوی کی پھر نہ خبر لی
پھر سارے آلام و مصائب چوتھے پہر کے

بیتیں خوشیاں ، بھول گئے رنگیں پہناوے
وقت کے ہمدم کرتے دھما دم آئے بڑھاپے
خاموشی نے بدبختی نے دیئے رنڈاپے
قہر ، غضب ، آفات ، حوادث بوجھ ہیں سر کے

جوگی براگی بن کے سجنوا کو ، ڈھونڈوں گی
کفنی گلے میں ڈال کے غم کی ، سجی پھروں گی
جیون اپنا ایسے ہی بسرام کروں گی
مِٹوں نہ جب تک اندھی قبر کا دامن بھر کے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۵۶

''تتڑی دلڑی دُکھڑے ماری''

تتڑی دلڑی دُکھڑے ماری
ناز و ادا کے ہاتھوں اُجڑی

زخم جگر اب تک بھی ہرے ہیں — دل پُرزے اَکھیاں نالے ہیں
سینے حدّت سے کھولے ہیں — میں بدقسمت جان بھی ہاری

تپتے درد ، اندوہ ، ہٹیلے — ڈالے ہوئے ہیں دل میں ڈیرے
عشق بھی حضرت نئے نویلے — اِیذا دی ہے اُس نے پرانی

بچپن ہی سے دل اٹکایا — ساری شرم ، شعور گنوایا
پیا کے ہاتھوں دل لُٹوایا — ساس لڑاکا ، امّاں رُوٹھی

ماہی! دکھاوے کو آ جانا — جلدی کام اپنے نپٹانا
اونٹنیاں مِل جُل کے چَرانا — آباد و شاداب ہے روہی

بن کے گوالن مال چَراؤں — آنکھوں سے آنگن چھکاؤں
آلائش پلکوں سے ہٹاؤں — گھر والوں سے سنگت چھوٹی

ویراں پائی ساری حویلی بھول گئیں سب سینگی سہیلی
چُوڑی والی بانہہ البیلی ماں بہنوں سے دلڑی کھٹّی

چیت فریدا خالی بیتا ساجن لیکن گھر نہیں لوٹا
غم کا ہمالہ سر پر ٹوٹا پھوٹی قسمت ، دشمن ٹھہری

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۵۷

''عشق لگانا''

عشق لگانا حال گنوانا ناحق وہم ، اندیشے ، پرائے
مہنے سہوں طعنے بھی کھاؤں جیا مورا اُکسائے
کریں شکایت سینگیاں سکھیاں شاکی ہیں ہمسائے
ذکر کریں نفرت شکوؤں سے خویش ، سگے ، ماں جائے
بھیّا جھڑکے میّا جھگڑے ابّا نِت دھمکائے
ساس اور نند کی ٹُکّا فضیحتی روز بروز سوائے
باندی کنیزیں بے پروا ہیں آیا باتیں بنائے
سیدھے منہ باتیں نہیں کرتے ماموں ، چاچا ، تائے
کاگا قاصد بھیج کے ہاری پیا نہ واپس آئے
ناز انداز اُجڑے اُجڑائے ہار سنگھار گنوائے

چھوڑ کے ماہی ، دیس کی برکھا آئے ، بات چلائے

جگہ ، ٹھکانے ، ٹوبھے ، جھوکیں مل کر آن بسائے

قسمت جاگے ، بخت نوازے قدرت دوست ملائے

نرم گدیلے ، شوخ دوپٹّے رنگیں سیج ، سجائے

بھاگے سختی اور بدبختی بھاگ سہاگ منائے

بازو پہ اُس کے سَر ہو میرا ساری رات لُبھائے

جانے کی دُوری کی باتیں رانجھن! چھوڑ یہ رائے

راول جوگی! تجھ بِن ، دل کے دُکھڑے کون مٹائے

کوئی نہ ایسا سنگی ساتھی حال سنے ، سنوائے

سچ ہے کون پرائے دُکھ کو اپنا روگ بنائے

جس تن لاگے وہ تن جانے بے پروا ہیں پرائے

اپنا بار اُٹھانا ہے خود دلڑی نِت فرمائے

بے بس سوتی چھوڑ کے چھلیا کیچ کو دوڑا جائے

بدبختی ، رسوائی ، دُکھڑے تڑی کو پیش آئے
سرخی ، مہندی ، کجلہ ، بِندی پھیکی پڑتی جائے
اِک دُکھ سے خوشیوں کے موقعے سارے صاف گنوائے
چولی چُنری سوز سے سُلگی آس نہ پوری ، ہائے
عشق سے منھ موڑوں گی نہ ہرگز چاہے منھ نہ لگائے

☆☆☆☆

کافی نمبر: ۲۵۸

''نیناں روکے سے نہیں رُکتے''

نیناں روکے سے نہیں رُکتے

نظریں نظروں سے ملتی ہیں — ناز و ادا سے لڑتے بھڑتے

گلیوں کوچوں بازاروں میں — پھیلے عشق کے جا جا چرچے

ناز ادائیں ، چوٹیں ، نخرے — دل پہ لگائیں چرکے پہ چرکے

مہنے ، شکوے ، طعن ، تبّرے — لوگ اُڑائیں خاکے ، ٹھٹھّے

طنز سہوں سجنا تک پہنچوں — خویش قبیلہ سب کچھ تج کے

ہار حمائل بھاڑ میں ڈالوں — پیا بنا بے کار ہیں سارے

دُکھ سہہ کر بھی نین رُکیں کب — نظریں مِلائیں بے بس ہو کے

عشق بنا کچھ بھی نہیں بھائے — بھاڑ میں ڈالیں ، فکر ، اندیشے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۵۹

''نین میں نیر عجیب''

نین میں نیر عجیب
ڈھانپیں نور ، نظر کے
غم سے جلے سریر شعلے نارِ سقر کے

مجھ دُکھیا پر چلی کٹاری ناز ادائیں نخرے ، کاری
چقمق ، چوچک ، وِیر بیری آئیں بپھر کے

سیج سہاگ کی جلی پڑی ہے بدھواپن ، اِیذا دُگنی ہے
تاک کے ماریں تیر زہر میں تر کر کرکے

پَل پَل اندیشے ہیں پُنل کے جندڑی پگھلے ، دلڑی جھُلسے
پیت پرانی پیڑ بیری درد اندر کے

چھوڑ کے آپ سدھارا سوہنا پایا دیس اپنا من موہنا
گلنے لگا ہر چیر قطرے بہے ، جگر کے

شوق کی برچھی سینے میں ہے تڑی پیا کی دید کو ترسے
تھک ہاری اب ہیر کھوئے ہوش ہنر کے

عشق مسلسل نالۂ و زاری فکر و ہجر سے اس کی یاری
رَگ رَگ دُکھ کی لکیر پگھلے روح کے چَرکے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۶۰

''برسو برسو! ری اکھیو!''

برسو اکھیو بدلی جیسے

ساون آئے پیا نہ آئے بدّل ہیں طوفان بلا کے
آنے کا کہہ کر نہیں آئے کیا ملا دل پر چوٹ لگا کے
جوگی آیا دل برمایا پیت کی دھن پہ بنسی بجا کے
اتنا ظلم مناسب ناہے پہلے اپنا دوست بنا کے
کوہ و جبل میں ظلمی تھر میں پیا گیا مجھ کو بھٹکا کے
ملک ملہیر کے مالک! ساجن چھوڑ نہ جانا جھوک بسا کے
جوگن بن کے ملک میں ڈھونڈوں پھروں بدن میں دُھول رما کے
زخم نہ میرے چھیڑ پپیہے جلا نہ کوئل کوک سنا کے
کروٹ لے لے کر مُرجھائی بے بس دُکھڑے اُٹھا اُٹھا کے

جب سے بچھڑت دلڑی تڑپھت پاپ مٹاؤ انگنا میں آ کے

گرجت بدرا چمکت بجلی رِم جھم بارش ، زور گھٹا کے

بِن ساجن دشوار فریدا جینا ایسے بوجھ اُٹھا کے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۶۱

''وصل وہجر ہیں یکساں''

وصل و ہجر ہیں دونوں یکساں
دوست بسے نزدیک دلوں کے

اعلیٰ ادنیٰ سب گھر اس کے — نادانوں کو خبر نہیں ہے
اے دل! جان ، سمجھ ، پہچان — ہر جا ڈیرے چرواہے کے

دُکھ ، بدبختی ، رنج ، مصیبت — سُکھ آسائش امن محبت
عاشق! سوچ ، سمجھ رکھ دھیان — سارے مظہر ، بس دلبر کے

اِک چرواہا دل کو بھایا — تن من دھن سب کچھ لُٹوایا
کیا ہے دین دھرم ایمان — شرم بھرم بھی نام اسی کے

عشق نے ایسی شان دکھائی — پریم کی ایسی جوت جگائی
ہر ہر صورت میں سبحان — صاف نظر آئے جو دیکھے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۶۲

''پھر بس بسا''

پھر بس ، بسا رونق رہے محفل سجے
ناز و ادا شیریں سخن جاری رہے

محبوب سانول سوہنا من موہنا
قربت رہے باتیں بھی ہوں، ہو سامنا
ناآشنائی کی گرہ کو کھولنا
پھر بے جھجک باہم سخن سنجی رہے

اُس سمت ہیں ناز و ادا شوخی بہت
چُہلیں بہت غمزے بہت نخرے بہت
اِس سمت ہے قسمت جلی جانِ حزیں
دُکھڑوں کا سر سے پاؤں تک کشکول ہے

غم نے مجھے اپنے شکنجے میں لیا
میری زرہ کو ریزہ ریزہ کر دیا
تاکا مجھے پھر یک بیک حملہ کیا
ترچھی بھووں کی اِک کمانِ خاص سے

ہوش و خرد آخر سبھی جاتے رہے
قلب وجگر میں چھید بھی ہوتے گئے
سارے بدن کے عضو نقطے میں ڈھلے
دلڑی کے ہاتھوں گھر کے گھر لوٹے گئے

ہاں گر یہی معیار ہیں اپنے فرید
اپنا چلن گر ہے یہی پیارے فرید
کچھ دن ابھی مت ٹوہ لے اچھّے فرید
پھر دیکھنا کیا ڈھول شہروں میں بجے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۶۳

''واہ حضرت عشق مجازی''

واہ حضرت عشق مجازی
سب راز رموز کی بازی

سب کے سب ہیں شاہد اصلی ایک ہے سب کی پریم کہانی
وحدت اصل حقیقت جانی پردے میں ہے کثرت سازی

دور کرو ہر رنج ، کدورت سمجھو سجنوا ہے بے صورت
مظہر اُس کی ہے ہر مُورت اولے میں ہے نور حجازی

حُسنِ اَزل کی چال عجب ہے ناز ، ادا ، احوال عجب ہے
خلقت کا لج پال عجب ہے کہیں وہ عابد ، ریت نیازی

کہیں پہ عاشق درد کا پالا کہیں پہ حسن ملاحت والا
ہار سنگھار کا دل کش ہالہ خوش خلقی اور کرم نوازی

کہیں پہ مُطرب اور میخانے کہیں پہ رندی ، طور یگانے
کہیں پہ صوم صلوٰۃ اذانے کہیں پہ زاہد ، نیک ، نمازی

غیر کا قائل ہے زندیقی ورثہ اپنا ، رکھ صدیقی
جدوجہد ، جہادِ حقیقی بن جا مرد ، معلّٰی ، غازی

فقہ کے تہہ کر سخت مسائل صرف و نحو اور فعل و فاعل
دفع کر اپنی بحث ، دلائل فقر ، سراسر ہے ، جاں بازی

اپنا مسلک تو ہے فریدی اس کی رِیت عجب توحیدی
ذوق و شوق ، لذیذ ، جدیدی چھوڑ طوالت ، دُور درازی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۶۴

''دلبر کی یاری''

واہ واہ دلبر کی یاری
کی یاری ، بھولا دل داری
ہو کے جدا بیگانہ ٹھہرا بھولے سے بھی حال نہ پوچھا
جاتے سنی نہ بپتا ساری
دُکھ کی کشتہ ، بخت شکستہ غم کے تیروں سے پیوستہ
لُٹا پٹا دل ، درد کی ماری
دیکھا نہ اب تک مکھن مکھڑا ساون خالی ، بے کل گزرا
بیتا موسم ، چیت بہاری
کھوج نشان نہیں اونٹوں کے دشت و جبل کے اوکھے پینڈے
دلڑی بھٹکتے ، روتے ، ہاری
سندھ میں کیسے وقت گزاروں غیر وطن میں جیون ہاروں
روہی میں رُت ہے ملہاری
دل چھینے پر بھید نہ کھولے بن کے پرایا مارے ٹھٹھے
گھر گھر میری ہُو ہا ، خواری
ایک تو یار فرید غصیلا نند اور ساس کا الگ جھمیلا
پائی ، غمی ، وحشت بے زاری

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۶۵

''دل افسردہ''

پل بھر ہجر نہیں سہتا ہے
دل افسردہ سا رہتا ہے

توشک رنج و غم کی بچھاؤں بدبختی کی سیج سجاؤں
غم کا ہار گلے میں ڈالوں درد کا بازو تکیہ بنا کے

ماہی بڑا ہی بے پرواہ ہے پلّے سوزِ ہجر پڑا ہے
حال سے جی بے حال ہوا ہے جندڑی گھر دُکھڑوں کا ہے

دن تو گزاروں جلتے جلتے رات گنواؤں کُھلتے ، گلتے
عمر گزاری ہاتھ کو ملتے ہائے موت بھی مجھ کو نہ آئے

اس کی سیج کی تیاری ہے بارِ ہجر سے سر بھاری ہے
سکھیوں کی بھی لاچاری ہے بے بس جان ، پڑی کرّاہے

یاد کروں گی یار کی باتیں سوہنی رمزیں موہنی چالیں
چاہے طعنے ماریں سیالیں شوقِ دید کہاں تھمتا ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۶۶

''ایک الف''

ایک الف جی برمائے ری
ب ت ذرا نہ بھائے ری

سوہنی وحدت پریم کے جلوے ذوق کی گھاتیں ، عشق کے نغمے
بھونڈی کثرت بھونڈے طریقے غیر سے دل غیرت کھائے ری

چال سے ناز انداز ہے ظاہر حُسنِ ازل کا راز ہے ظاہر
عالَم ، عالم ساز ہے ظاہر ایک ہی نور نظر آئے ری

غیر محض محال لگے ہے ہر سُو حُسن ، جمال لگے ہے
ہر دم وصل وصال لگے ہے روز و شب ، وہ لپٹائے ری

تڑی ہار سنگھار آخر کیوں سرخی کجلہ دھار آخر کیوں
جانتی گر میں ، یار ، آخر کیوں ملک ملہیر سدھارے ری

درد ، جدید ، شدید ہوا ہے ہر دن سوز مزید ہوا ہے
دل ، درشن سے خرید ہوا ہے بِن ساجن گھر جھلسائے ری

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۶۷

''اِک ہے اِک ہے''

اِک ہے اِک ہے اِک ہی ، وہی ہے
اِک سے دم دم دلڑی لگی ہے

اِک کے ہر ہر جا ہیں ڈیرے — اونچی ہے یا نیچی ہے
اِک ہے ظاہر اِک ہے باطن — باقی سب کچھ فانی ہے
دُوجا ہوا ہے کوئی نہ ہوگا — جھوٹوں نے حد کر دی ہے
لوہے مقناطیس کی صورت — دلڑی اُس کی سمت کھنچی ہے
جو بھی ایک کو دو گردانے — کافر ہے ، زندیقی ہے
مقصد کی منزل تو قریں ہے — راہ میں دلدل آتی ہے
میرا گھر ، زَر ، عزت ، عظمت — فخر پیا کی ، جو بھی ہے
غم کا بار اُٹھائے کیسے — دلڑی چھوٹی ، پتلی ہے

روزِ اَزل سے دلڑی میری حق رستے کی راہی ہے
شانِ الٰہی ، فِکرِ الٰہی روح میں پوری سمٹی ہے
اُس کی شناسائی کو فریدا نسخہ کافی شافی ہے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۶۸

''اب میں رانجھن آپ''

اب میں رانجھن آپ ہوئی
فرق رہا باقی نہ کوئی

جس کے ساتھ لگائی دلڑی — بن گئی خود آخر ویسی ہی
ہیر ، کہاں ، چوچک کی بیٹی — اور کہاں تک وہ جا پہنچی
ہیر سے ہیرا بن جائے گی — دے گی اگر سر کی قربانی
پہلے درد آلام دیئے ہیں — پھر فرمائی ہے ، دل جوئی
شابش! تو نے ہار نہ مانی — سر پر بوجھ آیا کتنا ہی
عشق کے مسلک میں جو آئی — مرنے سے پہلے ہی موئی
سیج سجائی جس نے خوشی سے — سوہنے پیا کے ساتھ سموئی
جس نے آبِ انا الحق لے کر — دوئی کی میل مٹائی دھوئی
سارے جگ میں اِک بس میں ہوں — تُو بھی نہیں ، نا کوئی
وہ ہی بنا منصور ہمیشہ — جس نے راز کی گتھی کھولی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۶۹

''عرب سے جدائی''

ہائے عرب سے ہوئی جدائی
خوشبو سندھ ، پنجاب کی آئی

بن عربی کے اکھیاں روئیں — روئیں ہار اشکوں کے پروئیں
آنکھ کے پانی سے منھ دھوئیں — دل پر غم نے چوٹ لگائی

پہلی منزل تو ہے حدّہ — دوسری ، شہر مبارک ، جدّہ
کل دیکھیں گے بحر کے ریلے — آج عدن نے شکل چھپائی

کرکے سعی ، طواف ، زیارت — لے کے عطائے عفو اشارت
عشق سے پا کر ذوقِ بشارت — پھر سے وطن کو باگ پھرائی

کیوں میں ڈورے گہنے پہنوں — سرخی مہندی کیسے لگاؤں
کیوں آنکھیں کجرے سے سجاؤں — آئی مری قسمت میں جدائی

ہار اُجڑے سہرے مُرجھائے — ناز انداز سبھی کچھ بھُولے
جوبن ، جوش طرارے گزرے — کیسی سج دھج ، فخر ، بڑائی

تیرے بنا سجنا خود گھر میں بے شک میں ہوں سخت سفر میں
قاتل تھر میں ، ویراں بر میں ہے کٹھنائی روز سوائی

کوئی تمنّا بر نہیں آئی جی جُھلسا ہے دلڑی بھُلسی
سر پر ہجر کے غم کی چُنری درد نے بھی چولی پہنائی

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۷۰

''یاد آتے ہیں''

یاد آتے ہیں یار کے جلوے
نِت پڑتے ہیں درد کے دورے

کیوں بدقسمت ، کھارے پہ چڑھتی
کیوں زیور کے بوجھ سے لدتی
جانتی گر میں ہجر کی سختی
پاس بہت ہی پاس ہے میرے

دُکھ ہیں دوست اور سُکھ ہیں لُٹیرے
سینے میں آلام کے ڈیرے
منھ کالا اور پاؤں ہیں نیلے
واہ پُنل خاں احساں تیرے

کیوں دُکھڑوں میں عمر بِتاؤں
اب تو ملکِ عدم ہی جاؤں
جا کر گورستان بساؤں
بھاڑ میں جیون جھوٹے وعدے

گردن میں زُلفوں کے پھندے
دل پر رِستے زخم ، انوکھے
عشق نے بخشے ہیں یہ تحفے
مجھ تتڑی کی قسمت ٹھہرے

جتنا زور تھا ، بس تھا ، لگایا
لیکن یار ، فرید ، نہ آیا
درد اندوہ کو سر پہ اُٹھایا
سب سے آپ گلے لگ لگ کے

☆☆☆☆

کافی نمبر:۲۷۱

''یار''

یار! ہمارا حال بُرا ہے
مار نہ ہم کو طعنے تشنے

موقعے ، سوانگ ہوئے ہیں یکجا رشتے ، دوست احباب ، یگانے
جوں جوں میں پہچان بڑھاؤں توں توں بتائے دور ٹھکانے
آنے کو خود جی نہیں چاہے کچے جھوٹے کرے بہانے
بے دردوں سے پیت نہ اچھی موت کے بھجوا رب پروانے
رو رو کر لوگوں کو سناؤں روح نہیں ہے میری ٹھکانے
من مچلے ، جھوٹے کہلائیں کوئی کہے پگلے ، دیوانے
تتڑی کی دُکھ سے ، نبھتی ہے صبح و شام یہی گزرانے
آنا دیر نہ کرنا! جندڑی کے دن کی ہے مہماں جانے
عشوے ، غمزے ، ناز ادائیں حُسن کی شان خدا ہی جانے
جو بھی شان ہے ساری فریدا تیری قضا کے تانے بانے

☆☆☆☆

خواجہ فریدؒ

جہانِ شعر کا غازی رہِ جنوں کا شہید
ہمارے خطۂ اُلفت کا فخر ، خواجہ فرید

سرور و کیف کی رِم جھم فضا میں پھیل گئی
جہاں بھی جب بھی سنایا گیا کلامِ فرید

ہمارے دل کے دریچوں کو کون کھولتا ہے
ہر ایک سمت سے آئی صدا فرید فرید

مطالعے کا وہ قلزم کہ آب آبِ علوم
مشاہدے کا وہ عالم ، نہ جس کی دید و شنید

نئی زمین ، نئی کہکشاں ، نئے افلاک
نئے جہانِ تخیّل کے عہد کی تمہید

ہر ایک شعر غمِ عشق کا عجب نیا آہنگ
دل و نگاہ کا محور ، شعور و فن کی کلید

کلام کیا ہے معارف کا ایک گنجینہ
شعور و فکر کے تابندہ باب کی تمہید

غموں کی رُت میں خوشی کے گلاب کھِلتے ہیں
نئی اُمید ، نئی زندگی ، نرالی نوید

غبارِ دشت میں شام و سحر کے نظارے
عجائباتِ مشیت ، نوادرِ توحید

وہ حرف و صوت کے سنگیت کا جلال و جمال
وہ سُر کا رقص وہ راگوں کی دُھن ، قریب و بعید

چمک رہا ہے اُفق پر مثال نیّر نور
دیارِ علم و ادب کا فرید ، فردِ فرید

(سیّد تابش الوری)

☆☆☆☆

Designed & Printed by: **The University Printing Press, IUB. 062-9255598**